ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ رفع شبہات بعض عوام میں جو لونڈی غلام میں تمام کر کے



رد الشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام راجی غفران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ فیض صحبت برادر اعظم محمد مصطفیٰ خان

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله علی افضاله ونواله والصلوة والسلام علی من ارسله لنهتدي باقواله ونقتدي بافعاله وعلی آله واصحابه الذين تخلقوا باخلاقه واقتبسوا من نور جماله بعد حمد وصلوة کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ درباب حرمت استرقاق نظر پڑا اور اسکے دیکھنے سے دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ ونقلیہ نے توہمات ڈبلیوڈیون اور گرنیول شارب اور مستر بروہم وغیرہم اور قوانین مجریہ حکام وقت کو دیکھکر بحکم الناس علی دین ملوکہم یہ چاہا کہ استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع وتقلید توہم پرستان اور امراے وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسوم بہ تبرئة الاسلام عن شین الامة والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیروونکو عطیے دیے اور اونھون نے افتخاراً اپنا درة التاج بنایا اور باوجود ادعاے اسلام کے اوسمین ایسے مضامین لکھے ہین کہ جنسے صراحة اور اشارة الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پر عائد ہوتا ہی اور انبیاے اولوالعزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا چونکہ اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی جو خبر ہی پیش نظر ہی ان الله لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه من العباد ولکن یقبض العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤساً جهالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لیوے اوس کو بندون کے دلون مین سے لیکن قبض کریگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہان تک کہ جب باقی نچھوڑیگا کسی عالم کو تو ٹھہراوینگے آدمی بزرگ جاہلون کو تو سوال کیے جاوینگے وے پس فتوی دینگے بغیر علم پھر خود گمراہ ہونگے اور اون لوگونکو گمراہ کرینگے لہذا بہت خوف اس کا پیدا ہوا کہ کچھہ بعید نہین کہ اکثر عوام مزخرفات موہونہ پر محض از راہ تقلید کے ایمان لا کر گمراہ ہو جاوین لہذا اس خاکسار ذرۂ بیمقدار نے اونکے شبہات واہیہ کی رد مین یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا **رد الشقاق فی جواز الاسترقاق** رکھا

واللہ الموفق الی الهدایۃ ومنه البدایۃ والیه النهایۃ

* مقدمہ *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہی جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور مدرک کلیات کہتے ہین اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہی اور خصائص بہیمیہ جسقدر سائر حیوانات مین ہین بسبب اشتراک جنس کے اسمین بھی موجود ہین جسقدر احترام اسکو حاصل ہی وہ بسبب کمال روح انسانی ہی کے حاصل ہی آزادی جو اسکی صفت ہی وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہی غور کرو کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف لازم باطل ہی فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہی نہ نفس بہیمی اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالی نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہی نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہین بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہی پس صفت آزادی جو انسان کو حاصل ہی یہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی ہی کہ جسقدر زیادہ تبعیت و اطاعت نفس ملکی کی رہیگی اسیقدر کی زیادتی آزادی مین ہوتی رہیگی یہانتک کہ نہایت اطاعت سے خود یہ جسم خاکی اگر صفات ملکی کو تہہ متصف ہو جاوے

تو ممکن ہی ورفعناہ مکانا علیا ط وما قتلوہ یقینا بل رفعه اللہ الیه

دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی ۔ ما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل

حتی احببته فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی
یبطش بها ورجله التی یمشی بها لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کرکے نفس ملکی کو مغلوب کر لیا اور خود غالب
ہو گیا تو جسقدر احترام اور اعتصام کہ بین طاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول تھا سب سے محروم رہگیا اور دیگر انبای جنس کے ساتھ ملحق ہو گیا بلکہ اون سے بھی بدتر ہو گیا
کہ جو استعداد اسمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اوس استعداد کو
زائل کر دیا اسیواسطے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہو گیا
تو وصف آزادی جو خصائص نفس ملکی سے ہے مانند اور صفات کمال کے اوس سے زائل ہو گیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ
تمتع محسوسات اور خور و نوش کا بندہ ہو کر قابل تملک رہگیا اور جسطرح پر کہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہو جاتے ہین اسیطرح پر قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہو جانیکا بھی سبب کامل ہو گیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبۂ نفس بہیمی اور مغلوب ہو جانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثرہ ہو کر موجب حریت و عصمت تھین وہ سب
کنارہ کر گئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہو گئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم نہ رہا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا
دُعَآؤُكُمْ اور یہی رای ہے حکما اور علماے اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر فلاسفہ اشراقیین و مشائین کی اور جو
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ سکان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرما کر
بہت اب و تاب سے علیگڈھ کی سوسٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ اونھونے بنا بر نادانی
کے علوم محسوسات دنیوی کے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بربنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ و معارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہین مصرع
فکر هر کس بقدر همت اوست
نظم

عنکبوت ار طبع عنقا داشتی
از لعاب خیمه کی افراشتی
یک گروه را جمله علم و عقل و جود
آن فرشته ست نداند جز سجود
یک گروه دیگر از دانش تهی
همچو حیوان از علف در فربهی
این سوم هست آدمیزاد و بشر
از فرشته نیمی و نیمیش زخر
نیم خر خود مائل سفلی بود
نیم دیگر مائل علوی بود
تا کدامی غالب آید در نبرد
زین دوگانه تا کدامی برد نرد
عقل گر غالب شود پس شد فزون
از ملائک این بشر در آزمون
شهوت ار غالب شود پس کمتر ست
از بهائم این بشر زان کابتر ست
این بشر هم ز امتحان قسمت شدند
آدمی شکل اند و سه امت شدند
یک گروه مستغرق مطلق شده
همچو عیسی با ملک ملحق شده
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
رسته از خشم و هوا و قال و قیل
از ریاضت رسته وز زهد و جهاد
گوییا از آدمی خود او نزاد
قسم دیگر با خران ملحق شدند
خشم محض و شهوت مطلق شدند
وصف جبریلی در ایشان بود رفت
تنگ بود آن خانه و آن وصف زفت
مرده گردد شخص کو بی جان شود
خر شود چون جان او بی آن شود
زاغ گردد چون پی زاغان رود
جسم گردد جان چو او بیجان شود
زانکه جانی کان ندارد هست پست
این سخن حق هست صوفی گفته است
او ز حیوانات جان افزون کند
در جهان باریک کاریها کند
مکر و تلبیسی که او تاند تنید
آن ز حیوان دگر ناید پدید
جامهای زرکشی را بافتن
دُرها از قعر دریا یافتن
خرده کاریهای علم هندسه
یا نجوم و طب و علم فلسفه
کز تعلق با همین دنیاستش
ره بهفتم آسمان بر نیستش
این همه علم بنای آخر ست
که عماد بود گاو و اشتر ست
بهر استبقای حیوان چند روز
خوانده علمش امتحان بفیروز
علم راه حق و علم منزلش
صاحب دل داند آنرا با دلش
لاجرم اسفل بود از سافلین
ترک او کن لا احب الآفلین
زانکه استعداد تبدیل و نبرد
بود پس از پستی و آن غوث کرد
باز حیوان را چو استعداد نیست
عذر او اندر بهیمی روشنی ست
ز و چو استعداد شد کان رهبر ست
هر غذائی کو خورد مغز خر ست
گر بلا در خورد آن افیون شود
سکته بی عقلیش افزون شود

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اس بات کو
جانچتے ہین کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہین آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات
معقولہ سے رکھتے ہین یا سب لغو اور مہمل اور بے سر و پا از قسم توہمات و تقلیدات ہین واللّٰہ الموفق
الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہی کہ جسکی فطرت مین آزادی رکھی ہی
اقول ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہین اور نہ خصائص جنسی سے ہی
بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہی کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر مؤثر ہوتی ہی اور بسبب
بغاوت کے زائل ہو جاتی ہی **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہی
اگر مدرک کلیات مراد ہی جسکو ہمنے بہ نفس ملکی تعبیر کیا ہی تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس
بہیمیہ کا ہر آئینہ مستلزم اسکا ہی کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو وے بلکہ اوس سے زیادہ اور بہم
تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح حیز نزاع تک نہین جسقدر حیوان ہین
سب ذی شعور ہین اور مشاعر عشرہ سب مین موجود ہین حالانکہ سب قابل تملک ہین **قال** اوسکو تمام
قوئ ظاہری اور باطنی عطا کیے ہین **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہین کل حیوانات کو
حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین **قال** اونکے استعمال کی اونکو قدرت بخشی ہی **اقول** کل
حیوانات کا یہی حال ہی کچھ خصوصیت انسان کی نہین **قال** ہر کام کے شروع کرنیکی سمجھ اور اوسکے
انجام کی سوچ اوسکو دی ہی تا کہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض
کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہی تو غلط محض ہی کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اوسکے انجام کا
سوچ کچھ بھی انسان کو نہین دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہی اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ہر ایک
حیوان پر صادق آتا ہی کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہین ہی بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود
سمجھتا سوچتا ہی بلکہ بعض امور کے ادراک مین بعض حیوان انسان پر فائق ہین **قال** اوسکو ایسی
فطرت پر بنایا ہی کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنیکا حاجتمند ہی **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان
ہی نہ انسان بنفس کل اشیای موجودہ کیطرف محتاج ہی نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہی اور بقدر

تسلیم ناقص الخلقۃ ہونا لازم آتا ہی کہ ایسا ناقص الخلقۃ ہی کہ محتاج ہی بطرف تمام اشیای موجودہ یا ممکنہ کی برخلاف سایر حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر کر کے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہی کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہی کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین انکا اونکو خود مہیا کر سکتا ہی تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے **قال** خود خدا نے فرمایا لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہی کچھ نہین ہی **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفۃ ہی کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا حاصل نہین ہوتا ہمکو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام حالتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے **اقول** جن مقدمات پر کہ مؤلف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین اونمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات اور تخیلات کے کہ اصلا مثبت کسی مدعا کے نہین ہو سکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کر سکتے اور اگر یہ امور مذکورہ منتج نتیجہ مسلمہ مؤلف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات مین سے ہی اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت امر فطری ہی کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہی مگر جب اسلام زائل ہو گیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد ہی اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک رہے ظاہر ہی ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا بھی مملوک نہین اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین بیچ سکے یا تصدیق وہبہ کر کے کسی دوسرے کا مملوک کر دے **قال** غلامی ان تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہی اور اسلیے خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی **اقول** یہ کلام بھی نہایت رکاکت بلکہ غلط بات ہی جن لوگون پر ابتداءً رق طاری ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق یہی ہی اور نتیجہ مؤلف کا صرف ایسے مقدمات پر مبنی ہی کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی ابتداءً سزا ہی اوس جرم کے

کہ بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہی چنانچہ وارد ہوا ہی کہ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْر

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہراتا خالی تعارض کلامی سے
نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی غیر فطرتی نیکی کی جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہی برعکس
مخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی غیر فطرتی نیکی کے برخلاف نہین
اوس سے اغماض فرمانا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ و دانستہ حق بات کو
چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام
بداخلاقیون کی مان اور کلیہ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات
کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تعشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث بنی اوپر غلامی کے ہی کیا یہ
زناکاری اور فحش قبیح غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک
محاسن فطرتی ہین انصاف فرمایئے کہ جب ایسے ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ
ہوجاوین تو وہ انسان نہین بلکہ بدتر از سارے حیوان ہین اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيلًا ط اور جب
وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا عینہ مطابق اقتضای حکمت
کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا
پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغییر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالی ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان مین
پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمایئے کہ اگر اون صفات کو
اون بہائم سیرتون نے خود برباد نکیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جبکہ اونھون نے خود
اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تدارک اوسکا کچھ نکیا جاے
قال یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے
تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمایئے کہ آپکے خاندان آزاد کے قوای لطیف کونسے وقت
خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیف خدا کے لیے کام مین آنیکا کون مانع ہی اور جب وہ
بدخصال برخلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑکر مخلوق کے عابد بنے اور یہانتک اوس خصلت پریلہ

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے رو براہ نہووے بلکہ مقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے
نزدیک عین اقتضای حکمت و مصلحت ہی اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی ہیہات ہیہات و کلا ان اللہ
عزیز ذو انتقام ۰ ذٰلِکَ جَزَیْنٰہُمْ بِبَغْیِہِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہی اون بدخصالونکے حق مین نہایت مفید او مثمر ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہی نہ یہ کہ جیسا
آپ از راہ غلبہ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھے ہوے ہین یاد کیجیے کلام حکمت التیام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ
والسلام کو عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپکے
اعتقاد مین از بس مہذب ٹھہری ہوئی ہی اونہین کے آراکو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمایئے حبس دوام
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ و غیر منقولہ سے اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہی واجب ٹھہراتے ہین ملفوظ با لفاظ غلام تو
البتہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد او مبالغہ کرتے
ہین دیکھیے باب ششم پینل کوڈ اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہی کُلُّکُم
عبید اللہ و کل نساءکم اماء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کر خوش ہوتا کلا واللہ یا اللہ انت وحدک لا شریک لک انتہی **اقول**
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہی کہ جب خدا تعالے اپنے رسول مقبول کی زبان سے
درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرماتا ہی کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کونسا شخص ہی کہ خداے متعال کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کرنیکا ارادہ از راہ تعلی کے کرے کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون میں کسی اپنے
بندہ کو آپسے زیادہ حاکم بالاتر بناوے کلا واللہ لہ الامر و لہ الحکم وھو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ
ولا معقب لقضائہ مخفی نرہے کہ مصنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہی یہ کلمات ایک جز ہین
حدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم

لایقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی

الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری
تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمہاری خدا کی بندیاں ہیں لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور
چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امتہ کا مفہوم متضمن ہے معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہے
صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی میں کہ انکو
استعمال میں لایا جاتا تھا ان معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے انکی اجازت دی گئی پس
اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد مقابلہ النص ہے کہ بموجب مسئلہ
مسلمہ اصول مردود ہے اور عامل اسکا کیطرح معذور نسمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے
غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہے حالانکہ خود
باعتراف مجتہد سب انبیای کرام مجوز اسکے رہے ہیں خود مجتہد کا یہ دعوی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا سنہ ۸ ھ
~~باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے ہیں پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم~~
صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر میں تو اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر انکی اشراک باللہ میں ہی
گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بخیر دخود دشمنی ست **قال** آزادی جو ہر ایک
انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اسکو برباد کرنے والی ہے انتہی **اقول** ہم نہیں
سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہے اور یہ حق کسپر ہے اور یہ حق کیسا ہے آیا کسی جرم سے زائل بھی
ہوسکتا ہے یا نہیں اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہے اور یہ استرقاق خاصہ نوعی ہے
یا جنسی ہے ان سب امور کی تفصیل کیجیے جہل یا توہم سے کچھہ فائدہ نہیں حاصل ہوتا **قال** قدرتی حقوق کا
برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ نا انصافی ہے انتہی **اقول** یہ قولہ برہانی ہے اور ملت اسلام میں مسلم ہے اور اس
کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہیں چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہے کہ غلامی بنی ہے اور پر برباد کردینے
حق اقدس یعنی اوپر اختیار کفر و شرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہے لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم
عظیم اور جب وے مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوے تو خود اونھوں نے اپنی حرمت آپ برباد کردی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ قال پس
انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہو سکتا ہے انتہی اقول یہ بات مسلم ہے اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے
ارتکاب کے سبب یہ لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوے قال مگر خدا ایسے قصور کا تقصیردار نہین ہو سکتا
انتہی اقول اسمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہو جانیکا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہو سکتا جنھون
نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کر دیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہے کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح پر مستلزم قصور از منعم حقیقی سمجھا ہے ظاہرا
اونکو یہ علوم نہین کہ حریت از قسم حقوق اللہ ہے یا حقوق العباد ہے یا من وجہ حق اللہ اور من وجہ حق العباد
ہے اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہے کہ بنای وجوہ فاسدہ دیوار ناپایدار قائم فرمائی ہے واضح ہو کہ
استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علماے امت محمدیہ نے بہت کوشش و احتیاط کے ساتھ از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ
قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعہ [illegible] پر مشتمل ہے اور پر قواعد فن میزان وغیرہ
تیکی صحت تقریر مصنف نے کی ہے سراسر برخلاف اوس فن کے ہے دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف از روی قواعد
میزان کے کسیطرح پر اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے از روی دلالات صحیحہ کے جسکی تفصیل فن
اصول مین ہے مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہے کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض
تقلیدًا وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین قال یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسایش سے
رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہے غلامی
فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہے اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہے پس کوئی غیر قدرتی گناہ سے زیادہ
خوفناک نہین انتہی اقول ملت اسلام مین حقوق ممالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور اونکے
مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہے یہ حکم ہے کہ جو کچھ تم خود کھاؤ پہنو وہی اونکو
کھلاؤ پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھ شریک
ہو کر وہ کام کرو تنہا اونھین سے ایسا کام نلو اونپر کسیطرح کی تہمت نلگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی اپنے
غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہے کہ اوسکو آزاد کردے ورنہ مالک کو صدمہ دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوک ایسے ہون کہ باہم قرابت رکھتے ہون تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر ستر مرتبہ ایک دن مین خطا کرے تو برابر درگذر کرے اور یہ سب اسوا احادیث صحیحہ سے ثابت ہین ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ بہشت مین نہ جاویگا وہ شخص جو بدخلقی کریگا اپنے ممالیک سے ابو داود نے رافع سے روایت کی ہی ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن و سوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ سلم نے کہ جو شخص اپنے ممالیک سے خوش خلقی کرتا ہی وہ مبارک ہی اور جو بدخلقی کرتا ہی وہ بدبخت ہی مجتہد از راہ کمال سو ادب فرماتے ہین کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہی العیاذ باللہ تعالی حاصل اونکی تقریر کا یہ ہی کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات گناہ ہی پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی موجب زوال اوس قبح ذاتی کے نہین ہوسکتین پیغمبر فرماتے ہین کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد صاحب برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ غلامی خود قدرتی گناہ ہی مین کہتا ہون کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہی اور باعث اس غفلت کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول سے ہی اونھون نے یہ نسمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہی کسی شریعت برحق مین کبھی جائز نہین ہوسکتی مثلاً کفر کہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۱ اپر توریت کے سفر لویان باب ۲۵ درس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہون تمھارے غلام اور تمھاری لونڈیان جنھین تم رکھہ لو چاہیے کہ ان قومون کی ہون جو تمھارے آس پاس رہتی ہین تم انھین سے غلام لونڈیان مول لیا اور ان اجنبیون کے لڑکون مین سے بھی جو تم مین بود و باش کرتے ہین اور اونکے گھرانون مین سے جو تمھاری زمین مین پیدا ہوئے ہین مول لیجیو وہ تمھاری ملکیت ہونگے اور تم انھین میراث کے طور پر رکھہ لو کہ تمھارے بعد تمھارے لڑکون کی میراثی ملکیت ہو وین وے ابد تک تمھارے بردے ہین لیکن تم اپنے بھائیون جو بنی اسرائیل ہین ایک دوسرے پر سختی کرکے حکومت مت کیجو انتہی اور تبیین الکلام مین خود مصنف بہت اصرار سے یعنی عدم تحریف ہین اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہین کہ وہ مضامین جو خدا تعالے کیطرف سے جناب موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے ہین بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل مین موجود ہین پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم غلامی کل جو تراجم توریت مین حسب تصریح مذکورۂ بالا کے مذکور ہو مین جانب قدیم اور جب
وہ خدا کی طرف سے ہو تو اوسکو قبیح لذاتہ سمجھنا ظاہر ہے ممنوع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اِنَّمَا حَرَّمَ
رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط یَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ
الْبَغْیِ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۵ مطبوعہ ۵ جمادی الاولی ۱۲۹۰ ہجری مین خود مصنف
لکھتے ہین کہ کسی نے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھہ تدارک نکیا موسی عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم
نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہی کہ ابراہیم عم نے بھی
اوسکو جائز رکھا ہی دیکھو قصۂ سارہ و ہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی عم تک سب انبیا علیہم
الصلوۃ والسلام نے اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسی عم تک
جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت پر اسقدر بھی علم نتھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہی یا عمداً اوسکے مرتکب ہوئے
گناہ کے ہوے کہ جو حسب معاصی بدتر مصیبتونکی ہی اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہی اور اوسکے قلع قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوتے تھے یا یہ کہ جناب
سید احمد خان صاحب سراپا غلط کار ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم
کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون کے زوال عصمت و جہل انبیا عم کے یہ گناہ خود خدا تعالی صاحب قانون قدرت پر عاید ہوتا ہے
کہ انبیا عم کو جسے چاہیے تھا کہ مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرماوے برخلاف اوسکے اپنی
کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہی اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے واجب
التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح
القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین پس کیا قانون قدرت ہی کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے برخلاف
ہی اور جب دونون شقین پہلی باطل ہین تو بداہۃً شق ثالث ہی متعین ہی کہ اس شق کے اختیار کرنے سے لازم
یہی ٹھہرتا ہی کہ جناب سید احمد خان صاحب مغلوب توہمات و غلط کار ہین شعر ہر چند خود بی زہر چشم خان
چکور بہتر نتافت سایہ ۞ تنبیہ مدار سب توہمات مصنف کا اسپر ہی کہ ازالہ امر فطری کا عموماً گناہ عظیم ہی
حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہی البتہ ناحق اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور بہ سزاے جرائم شرعیہ جائز بلکہ واجب
ہی جیسے جوارح جسمانی او جنایات [illegible] امر فطری ہین اور ازالہ اونکا بلا وجہ جائز نہین مگر [illegible]

حدود و قصاص کے واجب ہی اور اسیطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہی وہ بھی خطاے فاش اور کھلی ہوئی غلطی ہی کہ قائل اوسکا کسیطرح بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہی انتہی **اقول** ظاہر مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق متعارف حریت از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہہ واضح ہی کہ غلامی مصلح اخلاق ردیہ ہی نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال** غلامون کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت مین آجاتے ہین انتہی **اقول** ظاہر او وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہی مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہی اور یہ قول مصنف کا بالبدیہہ غلط ہی اور خلاف مشاہدہ ہی از روے اخبار صحیحہ کے ثابت ہی کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان صلحا مصنف رحمہ اللہ تعالی کے خادمان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف صاحب فرماتے ہین کہ یہ آیت اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہی آیا غلامون کی مذمت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خداتعالے جنکو حیوان خصال فرماتا ہی وہ لوگ مملوک تھے پس جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہی کہ آدمی حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کردے عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہی کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور خصالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہی تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہی اور توہم کیا ہی ع حسنہاے واژگون دارند قوم ✽ **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبراً اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہی تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود اونھونے پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے مرتبۂ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین آگئے اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ **قال** غلامی کی جائز انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلۂ ترقی بنایا ہی معطل بیکار ہوجاتے ہین اور اونکی حالت بہ طرح اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی مرضی ہی بالکل ہوتی ہی **اقول**

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھہ فرق نہین آتا جوارح جسمانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی. ہان
مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کر سکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاوے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان حبس دوام کے
جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر آئینہ اونہین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ورنہ ہیہات
سے کچھہ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت و الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی
ہی انتہی **اقول** کلیتہً غلط ہی ناآشنائی اور غیر مانوسی خاصہ غلامی کا نہین مقتضای طبیعت بعض نا اہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور مانوسی دار آخرت
مین ہی اور اسیمین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جب وہی ہنوز تیرے
مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہوجاوے تو ہوجانے دو * آنچہ از سر
گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست * حق عقلا کی تہذیب اخلاق سے آپ معتقد ہین اونکے قواعد پر بھی
نظر فرمائیے کہ محبت صاحبان فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھہ محنت نہین کر سکتے **قال** جو لطف اور
محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

قال اور انکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی
غلط اور تا ایںد باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور انکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی
غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** صنا غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جبلی انسانی ہین
اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی **قال**
غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی **اقول** سراسر
مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کے ایسے کام نمایان کیے ہین کہ آزاد دو سے
نہین ہو سکتے مشہور خبر ہی اور چند پرچہای اخبار مین مطبوع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ
نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی کیا
وہ بھی لونڈیان ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہو جاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ
دعوی ترک تقلید کا اور تقلید یہان تک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک
مشہور صفت غلامی کی ہو جاتی ہی محض غلط بلکہ بیمعنی ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ عدم
استرقاق ابتدا اً اسرا بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو
مستوجب سزای استرقاق کے ہو گئے **قال** مالکیت ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی
اقول مالکیت کسکی خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی
یہ کلیہ بھی آپکا اوپر اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقفی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق
مالکیۃ النکاح والحیوۃ والدم نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو خلاف احکام
شرعی کے باب مین تو بہت کام مین لا رہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس
قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی
حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر
پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی سے ربط جو لازم ہی نہین
پس اوسکو لزومیہ تو کسیطور پر مین نہین کہہ سکتا اگر اتفاقیہ کہون تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزئیہ اتفاقیہ

کہا جاوے تو بیجا ہی اور مسلم الثبوت ہی مگر کچھ غیبہ مصنف نہین ہین اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہین لکہتے لیکن
اسپر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کریگا تو بہت سے نظائر ایسے نشان دونگا جنکی عقد و اخلاق جس کسی مسلمان کو
شک نہین **قال** بدلے ایسے اونکی کچھہ قدر نہین **اقول** یہ بھی غلط ہی جنہین جوہر علم و عقل ہی اونکی جان اونکی
قدر ہی دیکھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کسقدر خدائے عز و جل اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب
کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابوجہل وغیرہ کفار باوجود غیر مملوک ہونے کے کتنے
بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور ہر طرح کے جرایم دینی اور دنیوی
کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط مین نہین رکھ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم
دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی بابت ہم مصنف کو جو حکم قرار دیتے ہین وسے
خود ہی از روے انصاف کے فرماوین کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگون مین بہت ہین اور ایا وے لوگ
غلام ہین یا غیر مملوک اور جرایم دینی مین مصنف کے نزدیک ایا وہ جرم بھی داخل ہی کہ جسکو قرآن مجید مین
بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی مین بلفظ اکبر الکبائر تعبیر کیا گیا ہی اور اسیطرح ارتکاب زنا اور بعض
دیگر محرمات شرعیہ سے ایا یہ بھی کچھہ تھوڑی بہت جرائم دینیہ مین داخل ہین یا نہین اور اگر ہین تو خود
مصنف صاحب فرماوین کہ یہ امور زیادہ تر غلامون مین پاے جاتے ہین یا غیر مملوکون مین آنکھہ کھولکر
بنظر صحیح دیکھین کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہین اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجراے احد و دو تعزیر
و قصاص ہین ان بلاد مین اس زمانہ مین کس کثرت سے شایع ہین ایا مرتکب اونکے مملوک ہین یا غیر مملوک
آگے لیے آخر صفحہ ۱۶ تک مصنف نے تکرار مضامین فرمایا ہی اور جہوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ کے
سچا ٹھہرایا ہی بالبدیہہ اور بحکم بدیہیات اولیات غلط محض ہی اور اسقدر صریح البطلان ہی کہ اوسکے
ابطال مین ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہین **قال** صفحہ ۱۷ آہ اُس بیرحم سنگدل پر جو بچونکو
اونکی ماؤن کی آغوش سے جدا کرتا ہی انتہی **اقول** آہین نہ بھرئیے قانون قوم مہذب کو یاد فرماکر
صبر کریے دیکھیے کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریاے
شور کو بھیجا جاتا ہی چالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے مادر کو پھانسی

دیجاتی ہی مگر اس معاملۂ خاص مین دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہی ہماری ملت مین
یہ امر سخت ممنوع ہی اور ہرگز جائز نہین اور مصنف آ وہی بھرتے ہین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی موسیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالد
وولدہ وبین الاخ وبین اختہ رواہ ابن ماجۃ والدار قطنی لعنت کی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبداللہ بن مسعود
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اھل البیت جمیعا کراھیۃ ان یفرق بینہم رواہ
ابن ماجۃ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کرین اونکے درمیان مین
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ
الیس اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموھم ککرامۃ
اولادکم واطعموھم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ تقاتل علیہ
فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فھو اخوک رواہ ابن ماجۃ فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکونکے ساتھ برائی سے پیش آتا ہی کہا لوگونے ای رسول اللہ کیا
آپنے یہ خبر ہمکو ندی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہان پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز مین سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگونے کہ کیا
چیز ہی دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہی فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھی تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ مین اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جسوقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہی عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من فرق بین والدۃ وولدھا فرق اللہ بینہ وبین احبتہ یوم القیمۃ رواہ
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیارون مین قیامت کے دن عن علی رضی قال وھب لی رسول اللہ صلعم غلامین اخوین فبعت
احدھما فقال لی رسول اللہ صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرتہ فقال ردہ ردہ رواہ الترمذی

وابن ماجہ کہا علی نے بخشے مجکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا مین نے
ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس مین نے اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ پھیر لے پھیر لے اوسکو **قال** دشمنون یا کافرون کے ساتھ لڑائی کی قیدی عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا اور نا یا کافر ہونا اوس
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **قول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے ہین
اور خصوصاً کفر تو ایسا خفیف جرم ہی کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہی
اور بلادلیل ہی اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خداتعالی اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اوسکے سبب سب عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا اوپر بیان کیا گیا ہی فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادۃ اللہ تعالی والحقوا انفسہم بالبہائم فی عدم النظر والتامل فی
آیات التوحید جازاہم اللہ تعالی بجعلہم عبید عبیدہ متملکین مبتذلین بمنزلۃ البہائم ولہذا
لم یثبت الرق علی المسلم اور یہ جو فرماتے ہین کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا اور نا یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہی یا مغالطہ ہی یہ بیان جنکی تصریح اوپر مصنف
نے کی ہی حال اونکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بیدلیل ہی بلکہ بوجوہ مرقومہ
سابق کے باطل ہی آزادی عین یا جز ذات انسان نہین ہی کہ انسان سے جدا نہوسکے دیکھو بسبب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہی پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہی کہ جسکے سبب آزادی کا
زوال ممتنع ہی اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہی اور ہم اوپر وجوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہی
یا من قبیل حقوق العباد بدیہی ہی کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید اور ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کرکے ہتک حرمات اللہ مین نہایت سرگرم ہوے حقوق اللہ مین سے ہی پس مصنف
کس منہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر مستحکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو ایسا سخت

جرم ہی کہ اوسکی سزا مین آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہی اکثر مجرم طبائع انسانیہ سے بھی خارج کردیے گئے ہین دیکھیے
آیات وجعل منهم القردة والخنازير وقلنا لهم كونوا قردة خاسئين ط قال فرض کرو کہ لڑنیوالے
قصوروار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہی اقول ظاہرا کفر و شرک جو خدا تعالی اور کافہ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہی مصنف کے نزدیک کچھہ جرم نہین یا اگر ہی تو بہت ہی حقیر
وہ یہ نہین سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہی اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھہ نصیحت کرنے
والون اور خیرخواہونکے جرم بالاے جرم ہی اور یہی وجہ ہی کہ مردونکی نسبت بباعث مقابلہ اور
مقاتلہ یا احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزای رق کے سزای قتل بھی جائز کی گئی ہی **قال** شاید
اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہی **اقول** شاید کہ کیا معنی مصنف کو
باوجود دعوی اجتہاد ہنوز یہ بھی بالیقین علم نہین کہ شرع محمدیہ مین رق کی بنا کیا ہی رہی اطفال
سو حال اونکا یہ ہی کہ اونمین جو عاقل ہو اور قبل از گرفتار ہونیکے مسلمان ہوگیا ہو تو وہ رقیق نہین
ہوسکتا لان الصبي في اول حاله عديم العقل وفي الآخر ناقص العقل فلا يمنع صحة القول
والفعل حتى يصح اسلامه اور اطفال مین جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہین تو وہی جمیع احکام شرعیہ
مین تابع کنار ہین اور ظاہر حال اونکا مشابہ حال ماباپ اور اہل دار حرب کے ہی لیکن اگر کوئی اونکے ماباپ مین سے
مسلمان ہوگا تو ہر آئندہ وہ بھی اوسکی تبعیت مین مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منهم في دار الحرب
احرز باسلامه نفسه لان الاسلام ينافي ابتداء الاسترقاق واولاده الصغار لانهم
مسلمون باسلامه تبعاً یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماباپ کافرونکے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی
رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل و تحقیر ہی اون لوگونکے جنھون نے حد سے زیادہ تحقیر اور اہانت
حقوق الٰہی کی ہی اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اوسکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجہ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد صغار کی
کیجاوے تو کچھہ ظلم اور خلاف عقل نہین ہی **قال** جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بیگناہ
اہل حرب کے ساتھہ جائز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک سمجھے جاتے ہین **اقول** کیا یہ مغالطہ کی

تقریر ملت اسلام پر کسطرح کا الزام عاید کر سکتی ہو کیا یہ بناوٹ بے اصل اور غلط مبحث کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پر وارد کر سکتی ہو قیدی عورتون اور کنیزان اہل عصمت کا یہان کیا تذکرہ ہو یہان تو صرف
بحث لونڈیون کی ہو جنکو خدا نے بسبب ہتک حرمت حق اللہ کے کہ بسبب بڑا گناہ ہو اپنے حقوق کی عصمت
سے اپنے ہاتھون زائل کر دی اور مستوجب تحقیر اور تذلیل کی ہوئین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساتھہ
مملوکات کے قبیح ہو یا نہین مصنف دعوی کرتے ہین کہ امر قبیح ہو مگر کوئی دلیل اسپر نہین لا سکتے علاوہ
بران یہ دعوی صریح باطل ہو کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل مین ہو جو ملک متعہ سے خالی ہو اور چونکہ
ملک متعہ منکوحات مین بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات مین بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہو پس
ادعای قبح ہر اینہ بے اصل و باطل محض ہو اگر ملک رقبہ مین قایل قبح کے ہونگے تو بالضرورۃ ملک نکاح
مین بھی قبح کا قایل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونون مین مشترک ہو مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ۲۳ پر اونھون نے منجملہ پیغمبرون کے صرف ایک پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اوس گناہ حقیقی اور قبح ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہو مگر در پردہ اسجگہ اونپر بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگائے بغیر نہ باز آسے کہ خود صفحہ ۱۵۴ پر لکھتے ہین کہ ماریہ قبطیہ بطور کنیز کے فراش پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اور اونسے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہت دعوی مصنف مستلزم اسکا ہو
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور جرم قانون قدرتی کے ہوے اور یہ بھی
ظاہر ہوا کہ جو مرقومہ صفحہ ۱۲ محض زبانی تھی کہ حال اوسکا تھوڑی ہی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر ہیزم پدید آید ز دود **قال** کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھہ زیادہ رتبہ رکھتی ہین
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر مشتبہ ہو کہ ہر ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہو کہ مصنف کی یہ سب
بیدلیل اور بے اصل باتین محض دکھاوا دیکھی گمراہون کی ہین **قال** کیا کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے
[illegible] ہونے پر دلیل ہو سکتی ہو **اقول** جاہلانہ تقریر ہو احکام فرعیہ کو راستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہو مگر ہان جب راستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استرقاق ناراستی مذہب
وملت پر اصلا دلیل نہین ہو سکتا **قال** وہ دنیا کی آنکھہ مین اس مذہب اور اہل مذہب کی ہلکی کرانے کا

حاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیا عم اور اونکے
اتباع اور دیگر حکماء نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہو کسیطرح عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسیٰ عم تک یہ قول ہر مجتہد و نبی بھی یہ امر جائز
ٹھہرایا گیا اور اسی پر بنائی جواز استرقاق کے ﴿ جواز از روے نص صریح تراجم توریت مقدس عز توسہ سفر احبار
باب ۲۵ ورس ۴۴ لغایت ۴۶ ہے جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۸ پر نقل کیا ہے اور ہمنے بھی اوپر لکھا ہے ثابت ہے ﴾
کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین تراجم کے مضامین کو ایک نبی اللہ سمجھا
اور سچا مانتے ہیں اور جواز استرقاق کی سبب ابتک اونھون نے بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہے کیا لمحہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ ہذا کے پیشتر تک یا
تمام نہو چکا تھا کیا لمحہ ہے کہ ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہو چکا کیا یہ انبیاے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس ورس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہین ہمنے
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق از روے قرآن کے
منسوخ ہوگیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہانتک کہ فلاسفہ یونانی نے بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھ اعتراض اور عذر نکیا اور اسی بناپر کیسے اس مدت مدید تک ملت موسیٰ عم کی نسبت نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف بتقلید بعض بیدینون جاہلون نکلی ہے اور خود مصنف کے
تصریحات کے برخلاف ہے ہان اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرع ہاے
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ قول مصنف کا ہمکو بالکل راس العین قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین ع چیست دنیا از خدا غافل بُدن ع اہل دنیا کافران مطلق اند ع ہست دنیا جاہل و جاہل پرست

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبرون سے انکار کرنے لگتے ہین فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہی کہ ان باتونکو سوچا سمجھا نجاوے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہی کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے اور بتقلید ملحدین کے توہمات و تخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرا لیا جاوے یہان تک مصنف نے اپنے زعم مین وہمیات کو عقلیات تصور فرما کر اونکی بنا پر گفتگو کی ہی گویا کہ بحث عقلی کی ہی آگے اس سے نقلیات مین بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور عیسے مسیح نے کچھ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو بجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھتے اور کچھ چارہ ہی نتھا موسے عم نے جب انکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نسمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب عیسے عم نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نفرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم خداوند متعال کا جو کچھ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالے کے کسطرح حرف انکار زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب اونکے پاس صاف موجود ہی سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِيْ بِهٖ **قال** مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب ہی صحابہ کرام کو باوجود دریافت کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب وحی کا اور دیگر کمالات علمیہ کے مطلب و مدعا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہی طرق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہی لیکن ذرا تامل کرنے مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب معلوم ہوجاویگا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو کسنے سمجھا اور کسنے نہین سمجھا **قال** خدا تعالے نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کئے ہین یون فرمایا اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیئے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے پھر وہ نہین پھلانگ جا گھاٹی کو تو جانتا ہی

که وه کیا گھاٹی ہی وه غلام کا آزاد کرنا ہی انتہی **اقول** ظاہر ہوا ہی کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہیں آیۂ کریمہ مین جو کلمہ نجدین تثنیہ نجد آیا اوسکا ترجمہ کیا ہی دو گھاٹیونکے رستے حالانکہ یہ ترجمہ
سراسر غلط ہی نجد گھاٹی کو نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د مشتمل ہی اوپر معنی بلندی اور ظہور کے کہ صاف
برخلاف مفہوم گھاٹی کے ہی کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہی قال الجوهري النجد ما ارتفع من الارض
والجمع نجاد ونجود وانجد منه قولهم فلان طلاع انجد اذا كان ساميا لمعالي الامور قال
الشاعر وقد يقصر القل الفتى دون همه وقد كان لولا القل طلاع انجد النجد الطريق المرتفع قال امرء القيس
آخر منهم جازع نجد كبكب ويقال انجد فلان الدعوة رفع الصوت فيها پس ترجمہ نجدین کا وہ نہین ہی
جو مصنف نے ازراہ ناواقفیت کے لغات عرب سے لکھا ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ دکھائی ہمنے اسکو دو نور بلند
یعنی دونون راہ ہموار کہ جدا جدا صاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہی ایسے ہی کلمہ اقتحم جو آیۂ شریفہ
مین وارد ہی اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہی
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہی اقتحام کے معنی ہین داخل ہونا بہ دشواری
يقال اقحمت الفرس النهر فانقحم واقتحم النهر ايضا دخله ومنه قوله تعالى
فلا اقتحم العقبة یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہی کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ جو نفس پر دشوار ہو محل غور ہی
کہ کہان اقتحام اور کہان پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی مادہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنئے کہ اقتحم صیغہ ماضی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہی بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہی مین جب بھی لا اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان تک ترجمہ باشرط و جزا نہین ہی
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرکے بجای پھلانگا پھلانگ جانا بولتے اور ترجمہ فک رقبة کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہی صحیح ترجمہ اسکا ہی چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہی غلام کی آزاد کرنے سے
اپنے محبوس کے چھوڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہی جو بسبب دین یا اور حق عبد کے محبوس ہو اگرچہ یہ ترجمہ بحث
الفاظ ہی کہ ہمکو اسطرف توجہ بہت کم ہوتی ہی مگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہوجاوے

کہ مجتہد دہر ہنوز لغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہی محض ناواقف ہین اور باوجود اس ناواقفی کے
دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق اللہ
شیئاً علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد
کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر
اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ مجتہد دہر کو بایسے
نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی اسباب ہین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت محمدیہ کے اپنی
طبیعت سے مضمون غلط گھڑ کر پیش کیا ہی پس ہم اونکا دیا طلق العنان مجبور رہینگے کہ باسند قوی کے
ضعیف و موضوع اخبار سے ہی استدلال کر سکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے
قال لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرما دیا اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً لڑائی کے بعد احسان
کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہانتک اس آیت سے
استدلال کیا تمامتر مبنی بر ناواقفی لغات عرب کی ہی بحث اسکی آگے آویگی **قال** طائف کی لڑائی
مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرا دی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین
انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف
فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبرات سے ہی یا نہین اور جس کتاب سے اونھون نے
یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو
سند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر
مسلمان ہوکر دار اسلام مین آجاوین بلاشبہ آزاد ہو جاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل مصنف
مثبت مدعا مصنف نہین ہوا اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صرف خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** یا یہ
مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسپر خیال نکیا انتہی **اقول**
جس امت محمدیہ کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہی کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ جسکے حق مین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

انتم تتمون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی الله تعالیٰ اور جنکے اکابر اور علما کے حال سے
خدا اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیتا ہی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ
سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً
وَأَجْرًا عَظِيمًا اوس امت مکرمہ اور مسعود کی نسبت لفظ بدبختی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علما و اکابر کو
پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا پر کمر باندھنا ہی **قال** مگر ہم صرف خدا اور رسول خدا
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے بیشک کہہ دینا
ممکن ہی اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اکرمہ بقائلہا هو اظهار الخبائث اللسان سے ای آنکہ لاف
میزنی از دل کہ عاشق ست * طوبی لک ار زبان تو با دل موافق ست * مگر جو کچھ میرے ذہن مین
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و توسع جناب کی ہی وہ بھی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھ چارہ
نہین فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی * کین رہ کہ تو میروی
بترکستان ست * ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوی کو جانچین گے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہہ اعلان کرین گے وباللہ التوفیق اور اسوقت اتنا اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگون کی تقلید کرین گے کہ آپکے مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اوسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرین گے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے **قال** باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی **اقول** یہان ایک بات لکھنا ضرور ہی
کہ ہم اوپر از روے قواعد عقلیہ و نقلیہ کے ثابت کر چکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت و حرمت
زائل ہو جاتی ہی اور ایسا آدمی مین وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہی باقی نہین رہتا ہی مثل
بہایم مطلق العنان کے قابل تملک ہو جاتا ہی پھر جسطرح جیسے بہایم مغلوب ہو کر مالک کے غالب کے ہو جاتے ہین

اسیطرح پر یہ آدمی صورت بہایم سیرت بروقت استیلا کے مملوک ہوجاتا ہے پس کفر و شرک علت زوال
حریت حریت ہے اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب ملکیت ہے اور یہی اصل عقلی ہے کہ جسپر شارع نے
بناء رقیت قایم کی ہے اون اصول سے کہین تجاوز نہین کیا گیا نہ ابتداء اسلام مین نہ اب جب
یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد دہر پر توجہ کرتے ہین **قال** زمانہ جاہلیت مین کسکس صورت سے
بعضان لونڈی غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی تفصیل ہے اول وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچ ڈالتے
تھے **اقول** یہ بات ثابت نہین شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہر کو کہین سے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی پھر بھی
ہم یہ کہتے ہین کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح پر تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام مین تو ایسے رقیت کا ہم
قطعی انکار کرتے ہین اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھہ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کرین **قال** دوم وہ صغیر
السن لڑکے لڑکیان جو اونکے ماباپ سے خرید لیجاتی تھین **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جایز نہین رکھا بلکہ بمجرد اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ
فرمایا چنانچہ ابو داود نے جو حدیث اس باب مین نقل کی ہے اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہے

عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني
من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت
امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من
خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو
فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله
صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق
قدم علي فأتوني أعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم
مني غلاما سلامہ بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبایلہ خارجہ قیس غیلان سے روایت ہے کہ کہا اوسنے
کہ میرے چچا مجکو زمانہ جاہلیت مین لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر بن عمرو کے
ہاتھہ پس جنے مین نے اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر حباب مر گیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاویگی حباب کے قرضہ مین پس آئی مین پیغمبر خدا کے پاس پس کہا مینے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ایک عورت ہون قبیلہ خارجہ قیس عیلان مین سے میرا چچا زمانہ جاہلیت مین مجکو لایا پس بیچا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسیر کے ہات پس جنا مینے اوس سے عبد الرحمن بن حباب کو پھر مر گیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہا تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاویگی حباب کے دین مین پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا ابو الیسیر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کردو اس عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو بیبات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آئیو تم مین تمکو اسکے عوض اوس سکو دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کردیا اونھونے مجکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس تو میرے بدلے مین اونکو دیدیا ایک غلام یہانتک یہ امر خوب عیان ہوا کہ جو استرقاق بطور ناجائز زمانہ جاہلیت مین ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا بلکہ بمجرد دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیا نافذ فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے یا لڑکیاں جو کہ کسی ملک سے بھگا کر یا چرا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب مین اگرچہ شرک و کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغا بازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **قال** چہارم وہ جنکو بربستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا استرقاق بھی کبھی اسلام مین جائز نہین ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہے کیونکہ انمین بھی سبب رقیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام مین بھی بسبب مطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **قال** ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھہ مشرکین عرب بمجرد اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے آہ **اقول** چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت میں مروج ہو کہ بجبر و گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجتہد صاحب نے اوس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی مگر اسلام نے قبل استبرا مباشرت جائز نہیں رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلۂ ذیل سے جو سنن ابی داود میں ہیں ثابت ہے عن ابی سعید الخدری و رفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے اور پہونچا دیا اونھوں نے اوس روایت کو (یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا) کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سبایای اوطاس کے حق میں کہ نہ مباشرت کیجاوے حاملہ جب تک کہ وضع حمل نکر لے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ ہولے عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرئہا ولا یحل لامرء یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہیں کہ کھڑے ہوے ہم میں رویفع بن ثابت خطبہ پڑہتے تھے کہا اونھوں نے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں تمسے مگر جو میں نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ روز حنین کہا اونھوں نے کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہے یہ بات کہ دیوے اپنا پانی غیر کی کھیتی کو مراد اسے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں سے جبتک استبرا نکر لے اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم ہو جاوے اس بیان سے ثابت ہوا کہ بعد اسلام سے منجملہ طرق استرقاق جتنے مجتہد صاحب کی خواہ وہ عرب میں جاری ہوں یا نہوں کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہیں رہا اور باقی طرق اگرچہ اکثر اون میں سے عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہوں تب بھی اسلام میں کبھی اونکا جواز نہیں ہوا بلکہ اگر کبھی اونمیں سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو فوراً اوسکا انسداد عمل میں آیا قال فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اشعار ذیل میں فخر بیان کرتا ہے

اقول تاریخ دانی بھی جناب والا کی خوب متحقق ہوگئی گویا کہ مصداق مصرعہ مشہور کے آپہی مین ع چہ خوش گفت
سعدی در زلیخا ۔ چہ خباثت فرزدق وہی جسکا نام ہمام ہی یہ وہی کہ جسنے مدح مین ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل
مخزومی ماموں ہشام بن عبد الملک بن مروان کے لکھا ہی وما مثلہ فی الناس الا مملکا ابو امہ حی
ابوہ یقاربہ ۔ یہ وہی جو مناقب مین امام ہمام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھتا ہی ع هذا الذي يعرف
البطحاء وطأته والبيت يعرفه والحل والحرم ۔ سنہ ۱۱۰ ہجری مین اوسکا انتقال ہوا ہی آپ اوسکو کسطرح
شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذلك مبلغكم
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور بکری اور ابن قتیبہ کے حالات شعرا مین **قال** اسلام کے
شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ
جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا **اقول** جو رسمین کہ قبیح
اور مخش اور منکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بدو اسلام ہی سے موقوف ہوگئین اور ہرگز
اسلام مین ایکدن کو بھی جائز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرت اور فطرتی
گناہ اور قبیح لذاتہ اور مخش ومنکر تھے مگر شارع کو آیندہ کسی زمانہ مین چھوڑا دینا منظور تھا اوس میعاد معلوم
تک جاری رہے اور پھر چھوڑا دیئے گیے اور جب حکم تحریم پہونچا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ
کسیطرح اوسمین کسی کو شک و شبہ نرہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا
اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خود عمل کیا اور اورونکو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرائی یہانتک کہ اوس
بنا پر جن جن امور کا منتہی ہونا آیندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی ممانعت شدید کی گئی **قال**
مثلا متعہ کی رسم **اقول** یہ مسئلہ علماے اسلامیہ مین یعنی باہم علماے اثنا عشریہ و اہل سنت مین مختلف فیہ
اور مخصوص برسم جاہلیت نہین پس اسکو اس مقام پر لانا سراسر بیمحل ہی **قال** شراب خواری **اقول** شراب
پینا مخصوص مبنی برسم جاہلیت نتھا بلکہ بعض شرائع سابقہ مین بھی کچھ ممانعت اوسکی تھی اور جب وہ ممنوع ہوا
تو اوسکی ممانعت کا دیکھو کیسا صاف حکم آیا ہی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ
الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت واہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجرای حد کا نافذ ہوا جسقدر شراب بوقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت تاکید کیگئی
کہ ہرگز ہرگز کسی کام مین نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے بلکہ پھینک دیجاوے عن ابی سعید الخدری رض قال کان عندنا
خمر لیتیم فلما نزلت المائدة سالت رسول الله صلعم عنه وقلت انه لیتیم فقال اهریقوه رواه الترمذی
تھی ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور مینے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہی فرمایا کہ ڈھول دو اوسکو عن انس رض ان النبی صلعم سئل عن الخمر یتخذ
خلا فقال لا رواه مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنالیا جاوے
فرمایا کہ نہین عن وائل الحضرمی رض ان طارق بن سوید رض سال النبی صلعم عن الخمر فنهاه فقال انما
اصنعها للدواء فقال انه لیس بدواء ولکنه داء رواه مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانیکا سوال کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسے پھر کہا اوسنے کہ مین دوا کے لیے بناونگا فرمایا کہ وہ
دوا نہین بلکہ دکھ ہی عن ابن عباس رض نهاهم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیه
منع فرمائی لوگون کو چار برتنون سے حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہی کہ انمین بیشتر شراب
رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) عن انس عن ابی طلحة انه قال یا نبی الله انی اشتریت خمرا
لایتام فی حجری قال اهرق الخمر واکسر الدنان رواه الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ ای پیغمبر خدا مینے خریدی
تھی شراب یتیمون کے لیے فرمایا کہ ڈھول دے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکون کو عن جابر بن عبد الله رض انه سمع
رسول الله صلعم یقول عام الفتح وهو بمکة ان الله ورسوله حرما بیع الخمر رواه البخاری فی
کتاب المغازی فی صحیحه جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروز فتح مکہ کہ فرماتے تھے
کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہان تک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اونکے
برتنون کے استعمال کو بھی بغیر ضرورت شدید ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدید کے بغیر بھی
دھوے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز رکھا عن ابی ثعلبة الخشنی قال قال النبی صلعم اما
ما ذکرت انکم بارض اهل الکتاب فلا تاکلوا فی آنیتهم الا ان لا تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا
فاغسلوا وکلوا رواه البخاری فی کتاب الذبائح یہ جو تو نے پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب مین ہو تو انکے

اونکے برتنون مین مگر یہ کہ کچھ چارہ نپاو پس اگر کچھ چارہ نپاؤ تو دھو ڈالو اونکو اور اونمین کھاو

قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر قبیح لذاتہ نہین مگر پھر بھی اصلا ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے اوسکی ممانعت فرمائی لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی بسنت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین بعد ازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہی ترک کرکے یہ راہ اختیار کرو

قال برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت نہ بعد از ہجرت ایسا کیا اور کس تاکید اور کس علانیہ سے اسکی ممانعت فرمائی گئی عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی الحجۃ التی امرہ النبی صلعم علیہا قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط امرہ ان یوذن فی الناس الا لایحج بعد العام مشرک ولا یطوفن بالبیت عریان متفق علیہ ابوہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجکو ابوبکر رض نے بروز نحر اوس حج مین کہ جسمین اونکو امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کرے سب آدمیون کو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک الحجۃ فی موذنین بعثہم یوم النحر یوذنون بمنی ان لایحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابیطالب رض فامرہ ان یوذن ببراءۃ قال ابوہریرۃ فاذن معنا علی یوم النحر فی اہل منی ببراءۃ وان لایحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان رواہ البخاری فی کتاب التفسیر ابوہریرہ رض سے ہے کہ اوس سال مجکو ہمراہ کئی آگاہ اور اطلاع کرنیوالونکے ابوبکر رض نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک اور نہ طواف کری بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ آگاہ کردین آیات سورہ براۃ سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دیدی علی رض نے نحر کے دن منی کے

لوگون کو سورۂ براۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے
بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کس قدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
دو بہنون سے ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف غیر رسم جاہلیت نتھا بلکہ بعض شرایع قدیمہ مین
بھی جایز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وَاَنْ
تَجْمَعُوا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا
کردینے ایک کا ہوا اور ہوا عن الضحاك بن فيروز الديلمي عن ابيه قال قلت يا رسول الله اني اسلمت
وتحتي اختان قال اختر ايتهما شئت رواه الترمذي وابوداود وابن ماجة فيروز دیلمی کہتے ہین
کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اونمین سے
اختیار کرلے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتدا و بقا ہرگز اوسکو روا نرکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو
اپنی جورو بنالینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوئی وَلَا تَنْکِحُوا مَا نَکَحَ اٰبَاؤُکُمْ اور پھر تاکید
شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بي خالي ابو بردة بن دينار ومعه لواء فقلت اين تذهب
قال بعثني النبي صلعم الى رجل تزوج امرأة ابيه آتيه براسه رواه الترمذي وابوداود براء بن
عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا مینے کہا کہ کہان
جاتے ہو کہا کہ مجکو بھیجا ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح
مین کرلیا تاکہ لاؤن مین اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی شرفاء عرب مین جاہلیت مین بھی نتھا چنانچہ
بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اب دیکھیے
کیسی صراحت سے حکم نافذ ہوا اول مَا جَعَلَ اَدْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا
وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَاۤئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ
وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانۂ اسلام مین بھی جبتک امتناع نہین آیا اونپر عمل ہوتا رہا
اقول یہ بھی غلط ہی کسی صحابی نے برہنہ ہوکر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان
ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہی ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور یہ تحقیق نہین کہ ایا وہ کون شخص تھا ایا وہ کوئی مسلمانون مین سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیہات کا رہنے والا تھا **قال** اسیطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھہ تھوڑا استعمال وارد ہوا **اقول** یہ سب ناواقفی مصنف کی ہے جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہین تھا خود مصنف معترف ہین کہ موسیٰ عم نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ عم نے اوسکی نسبت کچھہ نہین کہا اور ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ حضرت ابراہیم عم کے زمانہ بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلاخلاف چلا آیا ہے اور جب انبیا عم اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہے تو اوسکو منجملہ رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ غلامی کی رسم پر کچھہ تھوڑا سا عملدرامد ہوا صاف مغالطہ ہے تھوڑا سا عملدرامد کیا معنی جس شدت سے عملدرامد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرامد نتھا اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت حریت رکھا ہے کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام وکنیز آزاد کردیے گیے بلکہ جو حال کہ قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرون ثلثہ مین جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہین کسینے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین امت اور ائمہ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور استنباط احکامات شرعیہ مین تمام تر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حد سے زائد سرگرم اور صاحب تقوی وورع تھے پس بمجرد کہدینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ زبان عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی وورع اور نہ پابند سنت ہو اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے الحاد مین مبتلا ہونا ہے غور کرنا چاہیے کہ ہر گاہ بموجب اعتقاد مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہے اور اشراک باللہ اور خطرناک گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہے پس ایسے گناہ عظیم کے چھوڑ دینے مین اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوارین

گود کر گھرمین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناہ عظیم کے ترک کرانےمین ایسا حکم مجمل صادر ہو کہ خود باعتراف مصنف مرقومۂ صفحہ ۱۱ کے اوسکو آجتک باوجود انقضای قریب تیرہ سو برس کے کسینے نسمجھا اور ایسا گناہ فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ہجری سے صرف حدوثاً ممنوع ہوا اور بقاءً علی حالہ جائز رکھا جاوے ایسی اکبر الکبایر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم نہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوسے کہ حدوثاً اور بقاءً ہر طرح چھوڑا دیے گیے اور حدوثاً اونکے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونیکا حکم نافذ ہوا اور بقاءً شراب پھینکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑوا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی گئی یہ عجب گناہ فطرتی مخالف آئین قدرتی ہے کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا اور حدوثاً نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور نہ تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف و صریح حکم دیا گیا کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے مابعد نے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے سمجھا نہ ائمۂ اہلبیت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہانتک کہ وہ گناہ برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون مین شایع اور ذایع رہا پس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناہ فطرتی ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجتا عہد ابراہیم ع م سے تا عہد محمد ع م از روی حکم تشریعی کے اوسپر عملدرامد کسطرح رہتا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی تو جسطرح اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف و صریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا جسطرح اور ممنوعات کے چھڑوانےمین پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے کوشش و تاکید و تشدد فرمایا اسمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد مصنف سب سے بڑھکر ہے ہرگاہ کہ ایسا نہوا پس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاہ کہ مجتہد کے نزدیک چھؤن طریق مذکورہ پر غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ہجری تک وہ چھؤن طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہے کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہے کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہی پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہی اور باقی
پانچ قسمون سے کہ بقول مجتہد وہ پانچون بھی سنہ ہجری تک اسلام مین جاری تھین بموجب تفسیر مجتہد کے
بھی تعلق نہین پس اون پانچ قسمون کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیزین کہ پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رایج تھے خواہ کسیطرح ہوا اوسکی تحریم کیواسطے بلاشبہہ و شک کوئی
نص شرعی ہر آئینہ درکار ہی مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی محض بیکار
ہوئی جاتی ہی **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہی اور بیان اسکا بحث معنی
آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے
اونکو اسلام نے دفعةً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت اونمین تھے
بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلامونکے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانیکی کی تہی
اقول مگر اسکا جواب کیا ہی کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا ماریہ قبطیہ تا زمان حیات
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا مین بھی امر برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا
معدوم کر دینے غلامی آیندہ کا حکم نہین دیا بیع و شرا غلامون کی بدستور جاری ہی اگر اسیکا نام معدوم
کرنا ہی اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک سمجھتے ہین تو مصنف کی فہم کی خوبی ہی **قال** جو لوگ اصول
انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصًا عرب کی سی ملک کی جسمین لونڈیان
اور غلامونکے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تھے تمام لونڈیان اور
غلامون کا دفعةً آزاد کر دینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور فتنون بلکہ انواع اقسام
کے گناہون کا موجب ہوتا اسلیے دفعةً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور
مغلوطات مزخرفات کی تقریر ہی ایک جملہ بھی سچ نہین واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ
خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلامون کیساتھہ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھہ زاید تھی
چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۹ سے جو بحوالہ توریت لکھی ہی صاف ظاہر ہی تعلقات عرب موالی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق مذہبی اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے نتھے کہ ہر ایک شخص
کو اوسکے اوپر ترک نکرنے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادہ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری و بربادی
مال و متاع اور جلای وطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی
کر دیا گیا توڑنا صورتون ابراہیم و اسمعیل عم کا جو خانۂ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا علامی
کی نسبت کم گران گذرا تھا کہ اونکو دفعتاً چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہانتک دوست رکھتے تھے کہ اتنا
اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہو گی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہے شعر
فلولا ثلث ھن من لذة الفتی ٭ وجدک لم احفل متی قام عودی ٭ فمنھن سبقی العاذلات بشربة
کمیت متی ما تعل بالماء تزبد ٭ اوسکو دفعتہً بند کر دیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا اوسکو یک لخت
قلع قمع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم ہے کہ بعد نزول آیۂ تحدید چار کی جسکے
نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرا دی گئی عن ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفی اسلم
وله عشر نسوة فی الجاهلية فاسلمن معه فقال النبی صلعم امسك اربعا وفارق سائرهن
رواه احمد والترمذی وابن ماجة غیلان بن سلمہ اسلام لائے اور اونکی دس جورو ین تھین جاہلیت مین
وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنمین سے چار کو اور اورونکو
چھوڑ دے جہان کہین دو تین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑوا
دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرا دئے گئے تو مقابلہ اونکی علاقہ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود
مخالفت آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین
کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین ہووین اور اوس جماعت قلیل کی
مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مظنہ کسی خرابی اور وقت اور پیدا ہونے کسی قسم کے
گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ و زیادہ امور جو عموماً عرب کے خواہشون کے موافق تھے بے دھڑک ترک کرا دیے گئے
اونسے کیا خرابی اور وقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا جو اوس امر حقیر کے چھوڑ دینے سے ظہور مین آتا علاوہ اسکے
اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد نکیا

اور ایسے ایسے اصحاب مطیع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نفرمایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا نتھا علاوہ بران ایسے
وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آزاد کرنا اونکا جائز رکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا
مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جائز رکھی گئی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان
اصول انتظام مدینہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہی کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے
درپیش ہون کہ ایک اونمین سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی دفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے
تو ہر مقنن بلاتامل توجہ تام بطرف دفع امر گران کے بلالحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر
مصنف کے قدرتی گناہ ہی اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون اور بداخلاقیون
اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کی ہی پس اگر در واقع شارع کو قلع قمع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ ہر آینہ بمطابق
تقریر مصنف کی بہر حیثیت اوس سے زیادہ نہین ہو سکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدینہ پر شارع جل وعلی کو
مصنف کے برابر بھی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہی کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدینہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین
کوشش کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کی رفتہ رفتہ
آزاد ہونیکی تدبیر کی **اقول** جناب آپ تو صفحہ ۴۹ تہذیب الاخلاق مطبوعہ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۸ ہجری ۲
کے سطر پنجم مین بہت فرحت واہتزاز کے ساتھہ رطب اللسان ہین اور افتخاراً سرگرم بیان ہین کہ
دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہی کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہی اوسیوقت سے آزاد ہی گو وہ کسیکا غلام ہو
کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہی تو بوجہ حصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین مذکور کا دفعتاً لازم آیا پھر بیان آپکا کس طرح پر فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے
بجز عدم بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہی کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضای مقام بلالحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر آپہی کے شان مین لکھتا ہی **شعر**
فما تکون علی حال تدوم بھا ✽ کما تلون فی اثوابھا الغول ✽ اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ
کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت
کھدوانے کا نون کے واقع ہوئی اور مزدور لایق اس کام کے بہم نہ پونہچسکے تو کس دھوم دھام سے غلامون کی
خرید و فروخت جاری ہوئی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتاً انسداد
اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا
اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور رکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کردینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شارع کو
بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرادیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری ہوجاتے
جاتے مخفی نرہی کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت تنافر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھہ پرہیز
نہین کرتے حالات قیدیون کے عموماً علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین
حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر قبایح ظلیہ مخالف قانون تجارت کے مصنف نے اوپر
رقم فرمائے ہین سب اونمین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ وے مدبر بحسب ظاہر کچھہ ہی کہین مگر
فی المعنی تجویز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھہ عذر نہین اور عملدرامد اونکا برابر اوسپر ہی **قال** البتہ اونکی
تدبیرونمین اور بانی اسلام کی تدبیرونمین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے
علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت
سراسر مہمل ہی ظاہر امراد یہ ہی کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری
کرکے اوسکی عدم امتثال پر سزا جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا
صرف روحانی ہی تجویز کی کچھہ تعزیر اوسپر قایم نکی اگر یہ مراد ہی تو سراسر غلطی ہی شارع نے کوئی حکم
عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجودہ کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقا غلامی کی
نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اوسنے غلامون کی مالکون کو
وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہی

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین جنکو مصنف نے صفحہ ۱۶۱ پر منجملہ معتبرات کے شمار کیا ہی ہرگز نہین
بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہی کہ جنکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین
کہ اونمین ہر قسم صحیح سقیم سبھی شامل ہین ثانیاً اس مضمون سے بھی مخالفت عادات غلامی کے اور ابطال ابقاے
غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہی سو ہر ایک صاحب
عقل خوب سمجھتا ہی کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین بہت نوافل کی
نسبت ایسی فضیلت ثابت ہی مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہین پہونچی **قال** اونے
بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہی اگر واقع مین
غلامی فی الاصل باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہوسکتا تھا
محل اعتاق یہی رقبیت ہی اگر رقبیت ہی متحقق نہوتی تو کیا آپ کے نزدیک احکام حکیم دانا ے مطلق بے محل بھی نافذ
ہوتے ہین غور کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا ابقاءً و حدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحہ
جاہلیت اور زیادہ بر چار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً ابطال کیا گیا لہذا پہینک دینا خمر شراب اور تفریق عورات
مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات مین اعتاق تجویز نہ کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیہ کریمہ کا وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمھارے مملوکون مین
چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کرو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے سو جبوقت
وہ اوس قدر روپیہ تمام و کامل دیدیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہجاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ
من مکاتبتہ درہم رواہ ابو داود فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جبتک
کہ اوسپر ایک درہم بھی باقی رہجاوے وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

قال من کاتب عبدہ علی مایۃ اوقیۃ فاداھا الا عشر اواق او قال عشرۃ دنانیر ثم عجز فھو رقیق رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ جسنے سو اوقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیے اوس نے مگر باقی رہگیے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہوگیا تو وہ غلام ہی ہی فقط مصنف نے ترجمہ میں آیت کے جزو کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کاتبوھم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرارنامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ چھوڑ دینا یعنی آزاد کردینا موقوف ہی اوپر ادائے تمام و کمال بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی آیت میں نہین **قال** ایسے غلامون کو جنکے مالکونے قیمت لیکر آزاد کرنیکا وعدہ کیا ہو خیرات دینے اور دینے پر رغبت دلائی ہو **اقول** چندہ کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث میں نہین ہی مگر ہان واسطے مکاتبون کے خیرات دینیکی ترغیب ہی **قال** بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اونمین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہوجاوین **اقول** وہ حالت ام الولد کی ہی یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہی **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کہ جنمین ذرا سا بھی اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو منزلہ معاہدہ و اقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب احکام مقتضی ثبوت رقیت کی شرعاً جائز نہ بطلان اصل رقیت کی ہمین کچھ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلامون کا ثمر اجر عظیم ہی اہل اسلام میں سے کوئی انکا انکار نہین کرتا مگر مترتب ہونا اجر کا اوپر آزادی کے دلیل بطلان رقیت کی کسیطرح پر نہین ہوسکتا بلکہ یہ دلیل ثبوت رقیت کی ہی کیونکہ محل عتق رق ہی اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق مہمل ہی اور اوسپر کچھ اجر مترتب نہین ہوسکتا اور بھی آئین جو ثابت ہی کہ مقصود شارع یہ نہین ہی کہ اعتاق عموماً ہر شخص پر واجب ہی یا یہ کہ رق حرمت مبنی برسم جاہلیت ہی اور شرعاً باطل ہی بعض جگہہ ایسا ہوا ہی کہ مالک نے غلامون کو آزاد یا مدبر کردیا مگر شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز نہ رکھا اور اوس اعتاق و تدبیر کو ناپسند کرکے بدستور غلامون کو رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصین ان رجلاً اعتق ستۃ مملوکین لہ عند موتہ لم یکن لہ مال غیرھم فدعا بھم رسول اللہ صلعم فجزاھم اثلاثا ثم اقرع بینھم فاعتق اثنین وارق اربعۃ وقال لہ قولاً شدیداً رواہ مسلم ایک آدمی نے چھہ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت سوا انکے اور اوسکے پاس اور کچھہ مال نتھا پس اون مملوکون کے تین حصہ کیے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر اونمین قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کر دیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن
جابر ان رجلا من الانصار دبّر مملوکا ولم یکن له مال غیره فبلغ النبيّ صلعم فقال من یشتریه
مني فاشتراه نعیم ابن النحام بثمانمائة درهم متفق علیه ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا
اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا سوا اوس مملوک کے یہ خبر پونہچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہے اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے
اوسکو بعوض آٹھ سو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد
تو آزاد ہے پس ثابت ہوا کہ حال غلامون کا بھی مانند حال دیگر اموال کے ہے کہ بعض صورتون مین انفاق اوسکا
مرغوب و نافذ ہے اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموماً املاک رقاب شرعاً باطل ہوتی تو بلاشبہہ جسطرح پر
ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہے کہ من ملك ذا رحم محرم فهو حر رواه الترمذي وابو داود
وابن ماجة جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہے ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ
جس سے ایسا رشتہ ہو کہ باہمدیگر نکاح روا نہو یا امہات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امة
الرجل منه فهي معتقة عن دبر منه او بعده رواه الدارمي جبکہ جنی چھوکری کسی آدمی کی اوس سے تو
وہ چھوکری آزاد ہے بعد مر جانے اوسکے کے اسیطرح پر عموماً حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا
علاوہ بران وعید شرعی غلامون بھاگے ہوئے پر بموجب حکم شرعی کے نہوتی اذا ابق العبد لم
تقبل له صلوة وفي رواية ايما عبد ابق فقد برئت منه الذمة وفي رواية ايما عبد ابق
من مواليه فقد كفر حتى يرجع اليهم رواه مسلم اگر غلامی بالکل ناجائز اور مخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا وجہ
تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین یہان تو
عذر انتظام مدنی پیش کردہ مجتہد بھی کسی طرح پر مانع نتھا علی ہذا القیاس عبد ابق تو لئے تئین پاکی سے
بچا کر آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو صدورجہ کا ناپاک ٹھہراوے
قال موجودہ غلامون کی ترقی حالت کیلیے نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے **اقول** شارع کے
احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہے موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایک ہی نمط پر احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہین اوسمین کچھہ تخصیص موجودہ کی نہین ہی **قال** غلامون کے مالکون کو
مناسب ہی زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ مسند مرفوع لکھہ چکے
ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہی بلکہ برعکس اسکے
یہ فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر چکی
قال اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے سنجیدہ رحم سے
بھرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی ہمنے بیان کیے ہین
یہ سب احکام واقع مین ایسے سنجیدہ و پسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکی کیجاوے اور پوری پوری
تعمیل ہووے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہوجاتے ہین
اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبہ اخوۃ اسلامی مین کچھہ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال
رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن جعل الله اخاه تحت یدیه فلیطعمه
مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا یکلفه من العمل ما یغلبه فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه متفق علیه تمھارے بھائی
ہین کہ خدانے اونکو تمھارے ہاتھون کے نیچے کردیا ہی پس جس شخص کو خدانے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے
نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو پہنتا ہی
اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکی اوس کام مین اعانت
کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سیئ الملکة قالوا
یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان هذه الامة اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموهم
ککرامة اولادکم واطعموهم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطه
تقاتل علیه فی سبیل الله ومملوک یکفیک فاذا صلی فهو اخوک رواه ابن ماجة نہین داخل
ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہی کہا لوگون نے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمنے تو ہمکو یہ خبر دی ہی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس اونکو ایسا کرامت

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھہ آپ کھاتے ہو کہا لوگون نے کیا چیز دنیا کی ہمکو نفع بخشتی ہی فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہ جہاد کرتا ہو اوسپر اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہی فقط ان احادیث سے واضح ہی کہ موجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو موجب بدوارت اخلاق اور تکلیف غلامون کی ہو نہین ہی اور اخوۃ اسلامی جن جن
امور کی مراعات کے مقتضی ہی مراعات اونکی اونکے ساتھہ بھی لازم ہی اور برادرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہی تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہی پس بلحاظ ان امور کے مین کہتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھہ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھہ خدمتگارون اور ملازمون بلکہ ساتھہ صدر الصدورون
اور تحصیلدارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہی غالب ہی
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکرینگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہی اور بعض جگہہ اونکی نسبت کچھہ احکام بھی بیان ہوئے ہین اوسنے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہوگئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آے تھے **اقول** اسمین کچھہ شک
نہین ہی اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کرسکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اکثر غزوات
و سرایا مین جو کفار گرفتار ہوئے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کہ مین حکم خدا کی بنائے گیے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت و جواز
استرقاق پر مبنی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر انسداد غلامی کا شارع کو منظور ہوتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلام اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلا شک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھہ حکم
نہ دیتا تو زمان علم و نزول وحی مین تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ خود شارح نے زمان نزول وحی علم میں اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے صاف حکم خدا تعالی کا بتایا چنانچہ واقعہ سنہ ۵ ہجری میں نسبت بنی قریظہ کے صحیح مسلم میں
روایت ہے کہ قال (یعنی سعد بن معاذ) تقتل مقاتلتہم وتسبی ذریتہم قال فقال النبی
صلعم قضیت بحکم اللہ سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاویں لڑنے والے اونکے اور لونڈی
غلام بنائی جاویں ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے ساتھ حکم خدا کے
اور واقعہ شوال سنہ ۸ ہجری عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشا
الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوہم فظہروا علیہم واصابوا لہم سبایا فکان ناسا من اصحاب
رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانہن من اجل ازواجہن من المشرکین فانزل اللہ فی ذالک
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فہن لہم حلال اذا انقضت عدتہن یعنی بھیجا پیغمبر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے روز حنین کے اوطاس پر پس لڑائی ہوئی دشمنوں سے اور غالب ہوے مسلمان اور پکڑ لیا باندیوں
سبایا کو تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں سے حرج میں پڑے اونکی مباشرت سے بسبب خصم دار
ہونے اونکے کے مشرکین میں سے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہیں تمپر شوہر والیاں عورتیں مگر جنکے مالک ہوے
ہیں ہاتھ تمھارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہیں جب مدت اونکی گزر جاوے فقط اسی طرح پر اور چند غزوات و سرایا میں
مصنف نے اسکے جواب میں بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہیں **قال** اس خبر نے بڑے بڑے
عالموں کو دھوکا دیا ہے اور غلطی میں ڈالا ہے مگر سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام احکام اونھیں موجودہ لونڈیوں اور
غلاموں کی نسبت ہیں جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے
بھی آزاد نہیں کیا تھا انتہی **اقول** یہ سراسر غلطی ہے جو چیز کہ بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بحکم
خدا تعالی واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تمامتر جہالت ہے واقعہ بنی قریظہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے صاف یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم الہی یعنی خداوند تعالی کے
کو رسم جاہلیت کہنا کیسا امر عظیم القبیح ہے وتحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم اور جسکی نسبت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا احلہا اللہ لنا بعد یعنی حلال کیا ہے کہ خدا نے تمہاری ملکیت میں اونکو

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعۂ اوطاس و ہوازن بعد فتح مکہ کے ہی
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جسکو اونھون نے غلطی سے نام آیت حریت
رکھا ہی سوم کیا ہی زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعۂ اوطاس و ہوازن
بعد نزول آیۂ کریمہ کے ہی تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہی علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام و لونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از ابقاے غلامی عہد جاہلیت کے زمانۂ نزول وحی مین یہ طریقہ
کیون مسلوک رہا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان ۸ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک اسپر
عمل درآمد رہا ایک چھوکری کو جو بعثہ یمن مین تھوڑے سے دن پیشتر حجۃ الوداع یعنی آخر سنہ ۱۰ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سرّیہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
کیا جس طور پر کہ حضرت ابراہیم عم اور موسی عم و عیسی عم و دیگر انبیاے بنی اسرائیل عم اس جرم قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہو کر اوسکو جائز رکھتے رہی ایسے ہی نبی عم مصنف محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت سے ناواقف رہی اگر فی الواقع شارع کو قلع قمع غلامی کا
منظور تھا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت و جواز
رق کے ہین نافذ کیے مقتضاے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانۂ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آیندہ کو تو موجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام بنایا جانا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذَهَبَ اَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ اوٹھ گیا امر جاہلیت کا
اور بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور باینہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھہ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ الخ
آیا مراد اوس سے وہ غلام ہین جو زمانۂ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہین
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح یہ کہا تھا
کہ جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آئندہ کے غلامی جسکو
ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہوا **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف کا
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ مین
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان سنہ ۸ ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیہ سے جسمین کوئی حکم بنسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی
مراد ہی اسکی تصریح ہر آئینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل رکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ بہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہوا **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی بجز اون دنیاداروں کے جنھون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ما ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا خبر مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا تو بلا شبہہ
معنی استقبال کے دیگا قال اللہ تعالی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا
فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اونمین جو فدیہ دیوے

ود عورت او سکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
پھر جب پہونچ جاوین وہ عورتین اپنی مدت کو تو نہین ہی گناہ تمپر اوس باب مین جو وہ کرین اپنے حق مین
بواجبی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو تمپر کچھ گناہ نہین اوس مین جو اپنے حق مین وہ کرین بواجبی قال الشاعر ؎ اذا مت فانعینی بما
انا اهله وشقی علی الجیب یا ابنة معبد سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اس جگہہ
ضرور نہین **قال** قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح پر رقیت مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے **اقول** ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل آویگی ان شاء اللہ تعالی **قال**
آیت اول سورہ نساء فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اللہ تعالی
فرماتا ہی کہ اگر متعدد جورون کرنے مین اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھسکوگے تو ایک ہی عورت
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہوچکے ہین نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الہی مین
نچھوڑا خوب اپنی تصدیق دینا پر ظاہر کی مقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہر خاف بمعنی خوف سے آپنے یا اپنی عیب پوشی کی
نظر سے لفظی ترجمہ نکیا یا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی یہان بسبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کروگے تو ایک ہی عورت یا وہ جسکے مالک ہون ہاتھہ تمھارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہی اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہی علماء لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہی کہ لکونهما ای
ان واذا التعلیق امر لغیرہ فی الاستقبال کان کل من جملتی کل فعلیه استقبالیة
معنیً کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دونون طرح پر پڑھا گیا ہی قرات نصب پر معنی یہ ہین کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہون ہاتھہ تمھارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہی کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہوچکے ہین نکاح کرو بچند وجہ غلط ہی اول تو ترجمہ ملکت کا اس
جگہہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہوچکے ہین صریح غلط ہی اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کرتے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر کہین کہ اگر ڈر چکے ہو تم حالانکہ یہ محض مہمل

اور لغو ہی تاویل لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہی درمیان
ملکت اور درمیان ما افتدت اور ما فعلن جسکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہی جس طور پر
بموجب قاعدۂ زبان عرب کے ما افتدت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہین ہو سکتے اسی طور پر
ما ملکت بھی معنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا ثالثاً قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین بیان بحث
ہی کہ اسمین حرف شرط مانع ارادہ ماضی کا ہی عموماً جملہ آیات مین کہ جنکا ذکر بعد اسکے آویگا ارادہ ماضی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہی کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئین
مثلاً یہ آیہ سورۂ معارج مکیہ ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج کے
یا جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوائے اونکے
تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اور اسمین قصر ہی جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمان کے
یعنی جو لوگ سوائے ازواج اور ما ملکت ایمان کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ما ملکت
ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین ہاتھ اونکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہی مقصور رہیگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورۂ معارج کے مملوک ہو چکے ہین اور بعد نزول اس
آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگارون مین
داخل ہوگا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورۂ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اوسمین
بھی کلمۂ ما ملکت ایمانہم ہی پس حسب تفسیر مجتہد وہرکے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے
پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہی اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہی
ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین پس اول تو
خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہو گیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پہ جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر
بعد ازان سورۂ نسار کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اونکے بعد وہ بھی حلال ہون
پس تقصیر جو پہلی دونون آیتون مین منصوص تھا باقی نرہا اور یہ آیت اون دونون آیتون کی معارض
ہو گئی اسی طرح پر جس جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمۂ ما ملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے
معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر اونھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ ما بین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی
وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانۂ نزول آیات بالبداہت باطل ہی اور کلمۂ
ما ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے ہرگز مقصود نہین بلکہ صیغۂ ماضی جو ان آیات
اور انکے امثال مین واقع ہی اوس سے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانۂ ماضی مین نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلاً لا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء
کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آ گئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے
نکاح مین آ چکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے نکاح مین آئی ہون جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہو پس اسی طور پر معنی ما ملکت ایمانکم آیات متنازعہ مین بھی متعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمہاری مملوک ہو چکی ہین انکے ساتھ مباشرت جائز ہو نہ وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہین کہ نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہین اور بحث اسکی مفصل معنی آیت ما آفاء الله مین عنقریب آویگی انشاء الله تعالے اگر مجتہد صاحب یہ فرماوین کہ مراد ہماری یہ ہو کہ جسقدر کنیزین نزول آیت منّ و فدا سے پیشتر مملوک ہو چکی ہین ان آیات سے وہ مقصود ہین تو یہ بات لغو اور اصلا قابل التفات نہین کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت منّ و فدا کے نازل ہو چکی ہین پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل بھی نہین ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران چونکہ آیت منّ و فدا زمانہ مستقبل مین آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلاقید بالعموم زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہو کہ مالک ہو چکے ہین ہاتھ تمہارے بالبدیہہ غلط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت مین اگر آیت منّ و فدا موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل مین ہو تو تعارض درمیان اون آیات اور آیت منّ و فدا کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جاویگا پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت منّ و فدا ناسخ اون آیات کے ہوسکتی ہو یا نہین سو قطع نظر اون امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہین کہ آیت منّ و فدا ناسخ اون آیات کی نہین ہوسکتی اسلیے کہ آیت منّ و فدا درباب وجوب منّ و فدا کے مجمل ہو کیونکہ کلمہ اما اصلا اوپر وجوب منّ و فدا کے دلالت نہین کرتا ہو سکتا ہو کہ بمعنے جمع مین مستعمل ہوا ور ہو سکتا ہو کہ منّ و فدا کا حکم جواز ہو پس ہرگاہ کہ آیت بنسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز استرقاق کے ہین کسیطرح پر ناسخ نہین ہوسکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اور بیان

اس اجمال کا عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالے پھر ترجمہ فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم کا
جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو
یعنی فعل نکاح کو اسقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعًا ثابت نہین اور کافۂ فقہا نے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ برآن مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نہ ہو کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھہ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا استفادہ ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح
کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ما ملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مخل ہر آئینہ خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہو سکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے ~~ یہ ہوا تاویل قرآن میکنی * پست و کژ شد از تو معنی سنی قال آیت دوم
اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا والمحصنٰت من النسآء الا ما ملکت
ایمانکم کتٰب اللہ علیکم واحل لکم ما ورآء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم
محصنین غیر مسٰفحین تمپر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمھارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور اونکے
سوا جتنی ہین وہ تمھارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنے
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی سراسر

غلط لکھا ہی اور تمامتر خلاف لغت عرب کے چنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر پیشتر شرح مطلب سے
لکھنا ایک امر کا ضروری ہی یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف بتقلید ایک قول ضعیف مرقومہ تفسیر امام فخر الدین رازی
کے لکھا ہی اور سوا تقلید کے کوئی دلیل انکے پاس نہین یا تو باین شعور نشعوری کہ کسی مجتہد او اجماع
صحابہ و خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نہ کرینگے یا باین بے تمکی کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے
راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور هَرَبتُ مِنَ المَطَرِ وَوَقَفتُ تَحتَ المِیزَابِ اور مصرع
شاعر فانما هو غیر قید فانقادا اپنے تئین بناویا ہمارے اور اونکے گفتگو مقلدانہ نہین ہم ائمہ مجتہدین
کے مذہب کو بدلائل شرعیہ نقلیہ اور عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہین تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین
اور کہین ایسی جان چراتے ہین کہ مقلد مقلدان بنجاتے ہین ؎ فما تکون علی حال تدوم بها
کما تلون فی اثوابها غول سو ہم انکے سب منقولات کو خاص انھین کے مقولات سمجھینگے خواہ انھون نے
اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہون یا تقلیداً لکھے ہون اور استدلال جو بر بناء تقلید فخر رازی یا اور کسیکے
ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی
محصنات آزاد عورتین لکھی ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہین اور ایسے ہی جو ایک
معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلا نہین اور اگرچہ اور بھی کئی
معنی اوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد اور احصان بمعنی اسلام کہین نہین آیا پس مناسب اس مقام کے
صرف وہی معنی ہین یا عفائف من قولھم احصنت المرأة اذا عفت واحصنها زوجها
فهی محصنة ومحصنة قال الشاعر وثدیا مثل حق العاج رخصا حصانا عن اکف
اللامسینا ۰ یا متزوجات و ذوات الازواج من قولھم احصن الرجل اذا تزوج فهو محصن بفتح
الصاد قال الشاعر ؎ احصنوا امهم من عبیدهم ۰ تلك افعال الکرام الرکعة
ای زوجوها پس ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد ہر آئینہ برخلاف لغت و سراسر غلط ہی اور استدلال مصنف کا اس
آیت سے وَالَّذِینَ یَرمُونَ المُحصَنَاتِ ثُمَّ لَم یَأتُوا بِاَربَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجلِدُوهُم ثَمَانِینَ جَلدَةً
محض فاسد ہی آیت متلوہ مین بھی کلمہ المحصنات بمعنی عفائف ہی ہی اگر ایسا نہو تو قذف غیر عفائف کی نسبت بھی

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد پھر بعد ازان سورۂ نسا کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ ما ملکت ایمانکم واسطے جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ بعد اونکے وہ بھی حلال ہون پس مقصود جو پہلی دونون آیتون مین منصوص تھا باقی نرہا اور یہ آیت اون دونون آیتون کی معارض ہوگئی اسی طرح جس جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمہ ما ملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر اونھین مملوکات کے جو پہلی آیت کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ ما بین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانہ نزول آیات بالبداہت باطل ہی اور کلمہ ما ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے اصلا مقصود نہین بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات اور انکے امثال مین واقع ہی اوس سے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانہ ماضی مین بہ نسبت تحقق مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلا لا تنکحوا ما نکح آباؤکم کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آ چکی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آ چکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آبا کے نکاح مین آئی ہون جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہے لہذا یہی تخصیص پہ
معنی ما ملکت ایمانکم آیات تشاجر مین بھی متعین ہوگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمہاری
مملوک ہوئی ہین اونکے ساتھ مباشرت جائز ہے وہ معنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہین کہ
نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہین اور بحث اسکی مفصل معنی آیت [illegible] مین عنقریب
آویگی انشاءاللہ تعالی اگر مجتہد صاحب یہ فرماوین کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جسقدر کنیزین نزول آیت
منّ و فدا سے پیشتر مملوک ہو چکی ہین ان آیات سے وہ مقصود ہین تو یہ بات لغو اور اصلاً قابل
التفات نہین کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت منّ و فدا کے نازل ہو چکی
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل بھی نہین
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران جبکہ آیت منّ و فدا بعد
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بالعموم زمانہ مقبل کو
بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمان جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکے ہین
ہاتھ تمہارے بالبداہۃ غلط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت مین اگر آیت منّ و فدا
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل مین ہے تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت منّ و فدا کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جائیگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت منّ و فدا ناسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے یا نہین سو قطع نظر
اور امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہین کہ آیت
منّ و فدا ناسخ اون آیات کی نہین ہو سکتی اسلیے کہ آیت منّ و فدا در باب وجوب
منّ و فدا کے مجمل ہے کیونکہ کلمہ اما اصلاً اوپر وجوب منّ و فدا کے دلالت نہین کرتا بسبب اسکے
کہ مادہ منع جمع مین مستعمل ہوا اور ہو سکتا ہے کہ منّ و فدا کا حکم جواز ہو پس ہوگا کہ آیت
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز
استرقاق کے ہین کسطرح پر ناسخ نہین ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اوپر بیان

صحت ممکن ہی مگر کوئی دلیل و قرینہ اوسکے اختیار کرنے کا نہین بلکہ قرائن بطلان لفظاً و معناً
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی چہارم جو مصنف نے اسلمن کے لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہہ اُحصِنَّ کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے ہل کر گر پڑتا ہی
یہ بھی ایک بادہوائی بات ہی علماے حنفیہ نے احصن کو بمعنی اسلمن نہین لیا اور شجرہ طیبہ اجتہاد امام
ہمام ابو حنیفہ رح کا ایسا نہین ہی کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کر سکے
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ مصنف کو اگر کچھ شک ہی تو جس مسئلہ کی نسبت یہان مجملاً
کچھ زیادہ گوئی کی ہی اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہی کر چکین ہم اونکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنیٰ منہ ہی اور ما ملکت
ایمانکم مستثنیٰ ہی پس یہ معنی ہوے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکات اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنیٰ جنس مستثنیٰ منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنیٰ منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آیا
کہ کوئی حرہ حلال نہو کیونکہ جب سب حرائر حرام ہوگئین تو ماورا اونکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف ازراہ مغالطہ کے بناوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضرور ہی نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب بھی ملکیت ہوجاتی ہی اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدواز واج کی خدا نے ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز زوجہ اور منکوحہ پر

ہوتا ہی نہ حرائر منکوحات پہ اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اسکی سند مین آپ قول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عربا بلکہ مخضرمین مین بھی نہین
ایمۂ نحات و لغت مین بھی او نکو کوئی نہین جانتا پس انکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
سراسر بیجا اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے انکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہی آپ فرماتے ہین
کہ اس آیت مین جو جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہی
جو اللہ تعالے نے ہماری ملک کر دی ہی یعنی چار تا زاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہونگے
کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین یعنی چار اقول
اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہ کلمہ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعدد و تنوع کلمۂ ما ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہی خدا کو یا نعوذ
اپنی طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیے اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن مین
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے
کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہی پھر چونکہ لفظ ما الفاظ
عموم سے ہی کہ حاوی ہی جمیع تناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي
وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ قال طرفة عمر بن عبد البكري
شعر فان كنت لا تستطيع دفع منيتي فدعني ابادرها بما ملكت يدي قال زهير بن
ابي سلمى شعر فلا تكتمن الله ما في صدوركم ليخفى ومهما يكتم الله يعلم وقال
لبيد بن ربيعة العامري شعر فاقنع بما قسم المليك فانما قسم الخلائق بيننا
علامها وقال ابو الطيب شعر والهجر اقتل لي مما اراقبه انا الغريق فما خوفي من البلل
پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہونگے کہ حرام کی گئین تمپر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب آیت کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آئے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئیں تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ وہی حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتین فرماتے ہین امسک اربعاً وفارق سائرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر تک اوسپر حرام ہوگئیں
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہی فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَ
رُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبۃً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھین اور وجود
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہی پس یہ سبب نہ پائے جانے ایسے حرائر کے سب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو
صاف غلط ہی بیان یہ کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا التی کے ہی تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کر دی ہین کلمہ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ تعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے سراسر خلاف ظاہر ہی پھر آپکی تقریر و تاویل سے یہ امر لازم آتا ہی
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ماموصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو عائد محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عائد ہوئے اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہت باطل ہی کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدودات
تو مملوک ہو سکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہو سکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
کبھی برخلاف اور مقامات کے اور کبھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ اوسکا ترجمہ بیان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمہاری ملک کر دی ہین حالانکہ یہان ملک ملکا ہی نہ ملکت تملیکا اور نہ عمل فعل
ملکت کا ایسا حکم ہی نہ خدا ایس مجرد کو معنی مزید فیہ کے ٹھہراتا آپ ہی مجتہدون کا کام ہی بعد تحریف
معنی ملک دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک
ہوئے ہین ہات تمہارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئین ہین تمہارے یا آچکی ہین نکاح مین تمہارے
اوران دونون صورتون مین وہی قباحت جو ہمنے اوپر لکھی ہی عائد ہوتی ہی اور اگر ملکت کو بمعنی
استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تمپر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمہارے
نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہی غلط ہی لفظ ما کو آپنے
بمعنی تعداد کے لیا ہی چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے
ساتھہ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہی اگر آپ یہ کہین کہ مراد
یہ ہی کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمہارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہی
تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہوچکی تھی کہ ملک یمین کو
بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو بمعنی حلال کرنیکے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی
متعدی ٹھہرایا کچھہ حصر بھی ہی کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے
چلے جاؤگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب
عرباء عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے حد ابتذال کو پہونچا **شعر**
بر ہوا تاویل قرآن میکنی ❊ پست و کژ شد از تو معنی سنی ❊ کردہ تاویل لفظ بکر را ❊
خویش را تاویل کن نے ذکر را ❊ ایسی ہی خود مختاری پسند ہی تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
ہوکر اپنی ڈیڑھہ اینٹ کی مسجد جدی بنایئے اسلام کو بدنام نفرمایئے **شعر** گر تو قرآن بدین نمط
خوانی ❊ ببری رونق مسلمانی ❊ علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت
سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہی تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہی اور اگر وہ دلیل
پیشتر کی ہی تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کیونکہ لفظ ما عام ہی اور حکم عام کا یہ ہی

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ مل مختصر مین آیت طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت منخنقہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلفظ یعنی
چار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ مسے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنمین اللہ تعالیٰ نے تمھاری ملکیت
مقرر کر دی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہوین **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین
درحقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام الٰہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر قباحات
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تمپر آزاد
عورتین مگر جنکا نکاح تمھارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باجتماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کافر کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد از نکاح کے دونون مسلمان
ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کر دیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باجتماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا و اللازم
باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲۱ مین معترف ہین کہ اس جگہہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالیٰ نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی انتہیٰ اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھہ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہرگز نہ یہ تفسیر آپکی خلاف ہی

آپکے اعتراف کے بعد اسکے مصنف نے عبارت فخر رازی رح اس طور پر نقل کی فھذا الاقل فی
تفسیر قولہ الا ما ملکت ایمانکم وھو المختار ویدل علیہ قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ
حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ جعل اللہ ملک الیمین عبارۃ عن ثبات
الملک فیہا فوجب ان یکون ھھنا مفسرا بذلک لان تفسیر کلام اللہ بکلام اللہ اقرب
الطرق الی الصدق والصواب انتہی اور اسکی بنا پر لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہی خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو عالمون نے اختیار کیا ہی اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہی سورہ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہی کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جورووں کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین اس آیت
مین ایسے صاحب نے ہاتھ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونمین ثابت ہونا مراد لیا ہی پس واجب ہی
کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد سمجھا جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہی **اقول** عجیب ماجرا ہی کہ فخر رازی
کچھ اور کہتا ہی آپ کچھ اور ہی فرما رہی ہین **شعر** اری عندلیب نالان ندہنسا مجھے کہ انشا *
اوپچ اور لے رہا ہی تو کچھ اور گا رہی ہی * وہ کہتا ہی کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہی کہ
کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہی کہ مراد اوسکی یہ ہی کہ جو معنی ما ملکت ایمانہم
کی آیہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ مین ہین
وہی یہان بھی مراد لینی چاہئین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد دھرنے بھی اسکو مان لیا ہی
پس اب کچھ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیۂ مذکورہ مین ما ملکت ایمانہم مراد
ازواج منکوحہ ہو سکتی ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتین کیونکہ ما ملکت ایمانہم بذریعہ حرف
تردید یعنی او کے قسیم ازواج واقع ہی اور القسیمین عین قسیم آخر کا نہین ہو سکتا آیۃ کے یہ معنی ہین
اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج سے یا اونسے جنکے مالک ہو چکے ہین

تھا اوسکے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہوسکتے اور جب اس آیت ہو جتا
ما ملکت ایمانہم کا غیر ازواج کے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے او مجتہد دھر کے لازم آیا
کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہی مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر
بطلان سب تاویلات فاسدۂ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہین کہ جس قدر مجتہد
دھر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہی مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے
تفسیر مین نقل کیے ہین اور جو مختار امام ہی اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے
کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دھر نے اوسکو یک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین
قال الامام قولہ تعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی ذوات الازواج
والدلیل علی ان المراد ذلك انہ تعالی عطف المحصنات علی المحرمات فلا بد من ان یکون
الاحصان سببا للحرمة ومعلوم ان الحریۃ والعفاف والاسلام لا تاثیر له فی ذلك
فوجب ان یکون المراد منه المزوجة لان کون المرأة ذات زوج له تاثیر فی کونہا
محرمة علی الغیر انتہی قول خداتعالی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مین مراد المحصنات سے شوہر دار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ وہی مراد ہین یہ ہی کہ خداتعالی
محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہی کہ احصان سبب ہووے حرمت کا اور یہ بات معلوم ہو
کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھہ تاثیر حرمت مین نہین ہی پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہر دار
عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہر دار اسکو تاثیر ہے غیر شوہر پر حرام ہونے
مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین یہ ہی جسکو وے لکھتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب
ہین اور دلیل تو ہی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے
تو پھر بالبدیہۃ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات ہین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین
جب یہ معلوم ہوچکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو بمعنی آزاد اور ما ملکت کو بمعنی منکوحات لیا ہی سراسر
خلاف لغت اور موجب رداءت کلام معجز نظام اور موجب قباحات عظیمہ کا ہی تو اب ہم دیکھتے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہر دار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بیجا ہی یا بجا ہی لہذا اونکے اقوال پر قولاً قولاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہر والی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑائی مین قید ہو آئی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہین تیسری کوئی معنی نہین یا شوہر دار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس ابجز شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک یمین نکاح کے معنی مین کہین نہین آیا بلکہ بدلیل آیہ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہین پس جو معنی ملکت ایمانہم کے کافۂ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہونے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ بلحاظ و استناد واقعۂ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور بھی بدلیل اور احادیث کے کہ جنمین نہی اختلاط ماء کی اور جمع ہونے ایک عورت کے فراش دو مردون کی ہی چنانچہ ہم یہان احادیث واقعۂ نزول آیت کے لکھتے ہین

انّ رسول الله صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوهم فظهروا علیهم فاصابوا لهم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول الله صلعم تحرجوا من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشرکین فانزل الله عز وجل فی ذلك وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ای فهن حلال لهم اذا انقضت عدتهن وعن ابی سعید الخدری ورفعه انه قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة رواه ابو داءود وعن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام

فینا خطیباً فقال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالے
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءھا
الحدیث رواہ ابو داود والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہین
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہی
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہین ایک یہ کہ یہ تقریر کافہ مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہی دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہی سو امر اول تو مبنی اوپر کمال غلطی
کے ہی کیونکہ اس تفسیر مین کوئی ایسی بات نہین کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت مین مزوجات ہین ملکت ایمن کے معنی بھی مطابق لغت ہین ہین استثنا بھی متصل ہی منقطع
نہین کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکین لفظا کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہین کہا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر مین ایسی ہی کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہی امر دوم کا
جواب یہ ہی کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوسوقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
کافر اور زنان سبیہ کے ہوجاتا یا اختلاط مائین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونون امرون سے
کسی امر کے مستلزم نہین اگر اس مباشرت کو مصنف تقلید بعض توہم سے نعوذ کے مثل بہائم ٹھہرائے
ہین تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتون کو بھی ایسا ہی سمجھین قال مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہی دیکھیگا تو یقین
کریگا کہ اس آیت کی یہ غرض نہین اقول تفسیر کافہ مفسرین کو مبنی بر تقلید سمجھنا جہل ہو وہ تفسیر ایسی
نہین کہ مصنف کے تفسیر فاسد کے مانند بر خلاف لغت مبنی بر تقلید اند موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہین کہ کلام معجز نظام کو اپنے ضعیف التالیف کرکے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کرکے

منافی سدارت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو تفسیر ایسی نہین کہ شل تفسیر مصنف
از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالا قیود بڑھاکر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف
کی پہنچادی گئی ہو بانیمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمامتر خلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور مستلزم قباحات چند در چند ہی اوس سے بہتر سمجھنا سراسر
گمراہی اور تمامتر جہل ہی **قال** نہ اوسمین لڑائی کی قیدیون کا کچھہ ذکر ہی نہ اون لفظون کی یہ معنی ہین
اقول ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیان جہاد کا اور تحرج مومنین کا ہی مجامعت زنان
مسبیہ سے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور معانی الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے
ہین اور کچھہ نہین جیسا کہ مفصلا گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * فہم سخن گر نکند مستمع *
قوت طبع از متکلم مجوی * **ابیات** اذا عیّر الطائی بالبخل مادر * وعیّر قسا بالفهاهة باقل
وطاولت الارض السماء سفاهة * وفاخرت الشهب الحصی والجنادل * وقال السها للشمس انت
خفیة * وقال الدجی للصبح لونک حائل * فیا موت زر ان الحیوة ذمیمة * ویا نفس
جدی ان دهرک هازل **قال** پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہردار عورتین
مراد لیتے ہین انکے پاس اوسکی کیا سند ہی **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود
چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہی کہ آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہین آپ کی وہ مثل ہی
کہ قاضی نے تو بہت ہرایا پر مین ہی نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی
مسئلۂ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس
سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہی کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح پر کوئی
شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرادے تو یہ قول

اوسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہین ہی کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہر دار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعدد کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہہ مراد اون دو
معنون کے ایک معنی یعنے عفائف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو بالضرورۃ
لازم آیا کہ زنان شوہر دار ہی مراد لی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو
الخ یہ اونکا گمان فاسد ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام تھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی گھڑ کر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین اونھون نے تو جو معانی کلمات قرآن کے از روے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسئلہ شرعیہ
اوس پر متفرع ہوا تو اوسمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے الخ یہ بھی جہل ہی
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بہ قیاس فاسد ہی
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ اوس جگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس سے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب شیخ آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپ کو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونو بیان
کر دین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو بیبیان آزاد تھین مگر اب تمھاری لونڈیان ہو چکی ہین انتہی **اقول** مراد لیا جانا کیا معنی ملکت ایمانکم سے تو اس جگہ بجز لونڈیون کے اور کچھہ مراد لی ہی نہین جا سکتے دیکھیے کہ آیت فَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ مین بسبب توسط حرف تردید کے کلمہ ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہین ہو سکتین بلکہ لونڈیان ہی مراد ہین پس بقول مستفسر صاحب کے واجب ہوا کہ اس آیت مین بھی یہی مراد لیجاوین اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے علاوہ برآن آپنے یہ الفاظ کہ جو بیبیان آزاد تھین مگر اب تمھاری لونڈیان ہو چکی ہین کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہ کہ اس ترجمہ اس جملہ کا ہین کہ پہر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر جو تمھاری مملوک ہو چکی ہین سمجھہ لیا گو یہ معنی بسبب انقطاع استثنا کے بلا وجہ کیسے ردی ہین خیر اس بحث کو چھوڑیے اور سمجھیے کہ عمود آپکی تقریر کا یہ لفظ ہی کہ (ہو چکی ہین) جسے مانا بھی ہو مگر پہر بھی یہ معنی ہونگے کہ نزول آیت مذا سے پیشتر ہو چکے ہین اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت بعد واقعہ اوطاس کے اور بعد مملوک ہو جانے سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہی جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال مین واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس بھی مصداق لونڈیان ہو چکنے کی ہوئین یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیان ہو چکی تھین اور چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سبایا اوطاس مین زنان شوہردار بھی تھین پس مصنف کی تفسیر مفسر پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ بسبب زعم مصنف آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً بزمانہ فتح مکہ یعنی ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہے اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال سنہ ۸ ہجری مین ہوا اور بموجب فرمان صاحب مصلح کے سبایا لونڈیان و غلام بنائی گئین تو خود ثابت ہو گیا کہ آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً مین کوئی ایسی بات نہین کہ لونڈی بنانے سے مانع ہو جیسے کہ عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالی **قال** اگر انسان اپنے تئین جہالت تقلید مین نہ ڈالے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور حقیقت سے جو مذہب اسلام مین ہے روشن کرے تو آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھہ دقت نہین **اقول** ہم اس فقرہ کو بعد اصلاح اور زیادت بعض الفاظ کے خود لکھتے ہین کہ اگر انسان گمراہ لوگون کی تقلید مین نہ ڈالے اور عربیت اور قدیم سے جو مذہب اسلام مین ہی روشن کرے تو اوسپر یہ چھپی نہ رہے

خوش آمد و چاپلوسی حکام و امراے عہد سے رہائی دیوے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے مین کچھ دقت نہین **قال** جس جگہ
خداتعالے نے جو عورتین با رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہے واقعی حق اتبع
واقع مین اس آیت مین بیان ہے ذوات محرمات کا نہ شرایط نکاح اور تعداد عورات کا افسوس ہے پھر افسوس ہے اوس
شخص کے حال زار پر کہ یہ کلمات بھی زبان سے کہتا جاوے اور راہ تقلید کے بہت امور سے بعض کلمات آیت کو محمول شرایط
صحت نکاح سکے گر ایسے اجتہاد ناقص سے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہے **شعر**

سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردۂ این عالم و زندہ خدا	دامن او گیر زوتر بیگمان
رستے از آفت آخر زمان	خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نتھا خداتعالے نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تھا
اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمھاری ملک ہوچکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم کے
بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا
اقول اسکے کیا معنی کہ لحاظ نتھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نتھا جو امر کہ برابر بشریعت انبیاء
عم مین عہد ابراہیم عم سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ
نتھا صریح دھوکا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جڑ سب بدیون کی ہو
اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نتھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے
جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض
از راہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت
اور جڑ سب بدیون کا تھا اور اورون کو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طور پر
سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ
اِلَّا عَلٰۤی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین
اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون
کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جسکے مالک ہون ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوا اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین
اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ
اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالےٰ بنسبت مرتکبان اوس
بے لحاظی کے فرماتا ہی فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصولیت کے ساتھ آیت اُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْوَارِثُوْنَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی ہُم کی کہ باب اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہی
اور پھر توصیف ساتھ اَلَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید اوسکے ساتھ ھُمْ فِیْھَا
خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہی کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو بنسبت اوسکے یہ کہہ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ نتھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون فرمایے
کہ لغو امور سے بچنے کی تو عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو مانع فلاح ٹھہرایا
بڑا تعجب ہی کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہی باعث مدح سعدا
فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ کا قرار دیا اور اونھین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت
اور جرم فطری اصول تمام جرائم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہی کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تسری اور استرقاق
دوحال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا عم اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تو نا مشروع کب ہو گیا اگر کہیے کہ رمضان سنہ ۵ ہجری مین حرام ہو گیا تو آپکا یہ قول
غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین بیان کلام ہی شوال سنہ ۶ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے بموجب
پیغمبر صلعم نے اجازت استری کے بعد اعتبار کی دی چنانچہ بحث اسکی مفصل عنقریب آویگی پھر جناب نے
آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت انجیل ایک لفظ لکھکر اوسکے بعد
یہ الفاظ یعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اوس زمانے کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین) فرمایئے کہ یہ فقرہ
لائبیبی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور
قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب دانون مین
لکھتے ہین کہ جو کلام الہی کو بہت ادب کے ساتھہ دیکھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین
قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین **شعر** جامی چہ لاف میزنی از باب
دانشی چو بیخبر تو اینہمہ داغ شراب چیست ۔ اور یہ جو آپ لکھتے ہین کہ اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا
اخذ ہو ہم آپ سے دریافت کرتے ہین کہ رقیت مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ نزول
آیت ہذا تک رقیت جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس زمانے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجیے
ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکل آویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ خدا تعالی نے
جو کچھہ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا روز نزول آیت بموجب حکم
خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہو گیا اب اس امر مین آپ ہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت
من قبل غدا کے پہلے نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہو گئی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت ٹھہرانا روا ہی
بالفعل اسکو ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ۶ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت من قبل کے نازل
ہوئی ہی اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا سراسر خطا
اور بہت ہی بیجا ہی **قال** اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو
جورو بنا لینے مین کچھہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرمادیا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا
چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمہارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھہ

کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ **اقول** مال استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب و سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ دریافت ہو چکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر اونکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب یہ موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمتہ بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمتہ شرعًا جائز ہے یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہے اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ جب تک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہے کہ جو عمل ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین لاتے ہے اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ از قسم مباحات شرعیہ ہے یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوسپر جائز ہے یا نہین دوسرے یہ کہ جو فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہے اور تمام برائیون کی جڑ ہے آیا ممکن ہے کہ انبیاء علیہم عائد اوسکے مرتکب ہوئے ہون تیسرے یہ کہ تمتع شی محرمہ لذاتہ سے بعد حرمت کے شرع مین شناعت ہے یا نہین چوتھے یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہے اور صحابہ کرام حضور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت صراحۃً دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آئندہ وہ اباحت باقی نرہی صورت مقیس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لاتے تھے چنانچہ شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے مگر جو کچھ کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کر سکین اور مقیس علیہ کو نظیر مقیس کا قرار دے سکین نسبت وجہ اول کے یہ وجہ ہے کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۱۸ اورس ۸ مین صاف ممانعت اوسکی موجود ہے معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا حضور

کسی پیغمبر کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہی کہ یہ نکاح ہمیشہ ہی سے فحش
اور موجب غضب الٰہی ہی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِیْلًا یعنی کہ نکاح کرنا ساتھ باپ کی
جورو ون کے تھا فحش اور غضب اور بری راہ شرفاء عرب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اوائل مین سے ایسا کرتا تھا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تمامتر مبنی اوپر جہل مرکب کے ہی دوسری
صورت متنازعہ کو بھی کچھ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہی کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی ہی جسکا
یہ مضمون ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ظاہر انیہ قیاس مع الفارق ہی صورت چہارم کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرائط و ارکان قیاس کے ہی محض ہیچ و پوچ ہی بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہی
کہ ہنوز وہ شرائط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور باینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثنا متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کو
جو ما نکح پر داخل ہی عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور اوس
سالفہ کو مستثنے کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے اونکو جو مر گئے ہین تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لا عیب فیہم غیر ان سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہی پس کسی طرح کوئی صورت جوانکی باقی نہ رہی اکثر مفسرین نے اسی طرح پر
آیت کی تفسیر کی ہی اور مختار علامہ زمخشری کا یہی تفسیر ہی چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھتے ہین

فان قلت کیف استثنی ما قد سلف من ما نکح اباؤکم قلت کما استثنی غیر ان سیوفهم
من قوله ولا عیب فیهم یعنی ان امکنکم ان تنکحوا ما قد سلف فانکحوه فلا یحل لکم
غیره وذلک غیر ممکن والغرض المبالغة فی تحریمه وسد الطریق الی اباحته کما تعلق بالمحال
فی التابید فی نحو قولهم حتی یبیض القار وحتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور اگر اسکو استثنا
منقطع اور الا کو معنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہی خبر اسکی محذوف ہوگی یعنی اوسپر کچھ مواخذہ
ارتکاب جسم رسم گذشتہ کا کیا جاوے جیسا کہ اور بعض کبائر مین واقع ہوا ہی قل للذین کفروا ان
ینتھوا یغفر لهم ما قد سلف اور اصلا یہ مقصود نہین ہی کہ وہ نکاح باقی رکھا جاوے گا چنانچہ
تفسیر بیضاوی مین مرقوم ہی وقیل الاستثناء منقطع ومعناه لکن ما قد سلف فانه
لا مواخذة علیه لا انه مقرر انه کان فاحشة ومقتا علة للنهی ای ان نکاحهن
کان فاحشة عند الله ما رخص فیه لامة من الامم ممقوتا عند ذوی المروات
ولذلک سمی ولد الرجل من زوجة ابیه المقتی یعنی کہا گیا ہی کہ استثنا منقطع ہی اور معنی
یہ ہین کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہین یہ بات نہین کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا
نکاح بیحیائی اور فحش اور موجب غضب ہی یہ علة نہی کی ہی کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح
کی نہین دی اور مبغوض ہی یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو
مقتی کہا جاتا تھا ظاہرا فی ضمیر مصنف یہ ہی کہ نکاح کیا کا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول
آیہ محرمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی
قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہی ایسا نکاح حدوثا اور بقاء ہرگز ہرگز جائز نہین بلکہ ایسا نکاح کسی
ملت مین جائز نہین ہوا یہانتک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء
نکاح مذکور کے مدعی ہین تو اوسکو ثابت کرین اور اونھون نے جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہی کہ وہ اس
امتناع مین داخل نہین اور ظاہر اس سے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہی تو یہ تقدیر
اونکی محض بیدلیل صرف مضمون طبع زاد اور بناوٹ ہی غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

قرار دیے جاوین کہ اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِیْلًا وہ کیونکر باقی رکھا جا سکتا ہی
اگر کَانَ کو از باب کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا لیا جاوے تو فحش اور مقت بحکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانہ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہی اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ ساء منجملہ افعال ذم کے ہی اور اصل مین یہ فعل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہی تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و مستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور سدا مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیہ
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
درباب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت و فساد قیاس
کے جیسا کچھ ہی خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت ہذا تک استرقاق اور تسری ممنوع نتھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دین ورنہ یہ سب باتین جھوٹی اونکے جدال جاہلانہ اور دعوے معاندانہ سمجھی جاوینگی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ مصرحہ اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کر دیا جاوینگے انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہی ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب و تامل کے اور نص وہ ہی کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی اوضاحت زیادہ ہو جاوے اور مفسر وہ ہی جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہے
اس طرح پر کہ احتمال تاویل و تخصیص باقی نرہے اور محکم وہ ہی کہ مراد ایسی واضح ہو کہ احتمال تاویل

وتخصیص ونسخ بھی باقی نرہی جب یہ دریافت ہوا تو متحقق ہوا کہ آیت اولی یعنی اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
تَعْدِلُوا بَیْنَ النِّسَآءِ فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی
رقیت مین اور نص ہی نکاح مملوکات مین اور آیت ثانیہ یعنی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین مین اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کا احتمال تاویل و
تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہوگیا **قال** آیت سوم اللہ تعالی نے سورہ نساء
مین فرمایا ہی وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ مِنْ فَتَیَاتِکُمُ الْمُؤْمِنَاتِ اور جو کوئی تم مین سے مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد
عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمھارے ہاتھون کی ملکیت ہوچکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان
ہین اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح
مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمہ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیہ مین کلمہ من موصول
مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطہ مصرحۂ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن ہی
معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کرچکے ہین کہ جب
افعال ماضی لفظاً یا معناً خبر شرط و جزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع
بسبب دخل لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد صاحب بھی
اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی کے ترجمہ
کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہوچکے ہین گھڑتے ہین اسی طرح پر لم یستطع
کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیون نہین گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک بات سے جسکو تفسیر آیۂ
متقدمہ مین بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہان کیون برگشتہ ہوگئے اور کلمہ ما ملکت سے برخلاف
اوس سچائی کے چھوکریان مراد لینے لگے اور ہرگاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد صاحب نے وہی معنی مراد
لیے ہین جو مفسرین نے آیہ متقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ آیۂ متقدمہ مین جو کچھ بہ نسبت مفسرین
عالیقدر کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے دل مین شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم وَاعْبُدُوا اللّٰہَ

ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذي القربى واليتامى والمساكين
والجار ذي القربى والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبيل وما ملكت
ايمانكم الخ اللہ کی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھ اور اونکے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں کے مالک ہو چکے ہیں انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھ بحث نہیں کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت میں بھی کچھ گفتگو ضرور نہیں مگر
اوس قدر میں کہ مسئلہ یا بحث فیہ سے متعلق ہے غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملک یمین و رقیت
میں نص ہے احسان کرنے میں رقیقوں کے ساتھ **قال** آیت پنجم واللہ فضل بعضکم الی قولہ تعالی
علی ما ملکت ایمانکم الخ **اقول** یہ بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت یمین میں **قال** آیت ششم
والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم فانهم غیر
ملومین الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے ثبوت رقیت میں اور جواز مباشرت مملوکات میں اور اس آیت
میں کہ مملوکات بیچ غیر ازواج ہیں اور نص ہے اس باب میں کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہیں اپنی لونڈیوں
سے وہ ملامت سے بری ہیں **قال** آیت ہشتم او نسائهن او ما ملکت ایمانهن الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت اور رقیت میں **قال** آیت نہم والذین یبتغون الکتاب مما
ملکت ایمانکم فکاتبوهم ان علمتم فیهم خیرا الخ **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت میں ظاہر ہے
اور در باب مکاتب کرنیکے نص ہے **قال** آیت دہم یا ایها الذین امنوا لیستاذنکم
الذین ملکت ایمانکم الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہے مملوکین ملک یمین میں اور نص ہے استیذان
میں **قال** آیت یازدہم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فیما رزقناکم
اقول ظاہر ہے ثبوت ملکیت میں **قال** آیت دوازدہم سورہ احزاب یا ایها النبی انا
احللنا لک ازواجک التی آتیت اجورهن وما ملکت یمینک مما
افاء الله علیک اے نبی ہمنے حلال کیں تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دے چکا ہے اور تیرے

ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور مال بابت مملوکات مین مفسر ہی بسبب محض فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہی

قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح پر ازدواج ہوا تھا **اقول** مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع نتھے بلکہ بعض امور طریق انبیا عم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسوم جاہلیت کو یکلخت متروک کرادیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیا عم کے تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور کمتر ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھہ خطا ہوئے تو اوسی وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کردیا گیا پس فے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر قائم رہنے سے مبرائے معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیاء عم کا پس جو فعل مستقر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب ہی یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خدا تعالی فرماتا ہی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور فرماتا ہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ٥ اور فرماتا ہی وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ٥ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی

الیک من ربک یا ایها النبی انا ارسلناک شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا
الی الله باذنه و سراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہی کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہی ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہی
کس طرح پر قابل ہوسکتا ہی پس محال ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہون
یا اوسکی کسیکو اجازت دیوین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا بلکہ
الحاد ہی عرب مین نکاح کے کئی دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیا عم کا تھا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے استحسان اوسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسیطرح پر اونھون نے اپنے نکاح کیے اور اورونکو اوسی طریق کی ہدایت فرمائی اور جو جو نکاح
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کردیا بخاری مین عائشہ رض سے روایت ہی کہ
ان النکاح فی الجاهلیة کان اربع انحاء فنکاح منها نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیته او ابنته فیصدقها ثم ینکحها و نکاح اخر کان الرجل یقول لامرته اذا
طهرت من طمثها ارسلی الی فلان فاستبضعی منه و یعتزلها زوجها ولا یمسها
ابدا حتی تبین حملها من ذلک الرجل الذی یستبضع منه فاذا تبین حملها اصابها
زوجها اذا احب فانما یفعل ذلک رغبة فی نجابة الولد فکان هذا النکاح نکاح
الاستبضاع و نکاح اخر یجتمع الرهط ما دون العشرة فیدخلون علی المرءة کلهم
یصیبها فاذا حملت و وضعت و مرت علیها لیالی بعد ان تضع حملها ارسلت الیهم فلم یستطع
رجل منهم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندها تقول لهم قد عرفتم الذی کان من
امرکم وقد ولدت فهو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمه فیلحق به ولدها
لا یستطیع ان یمتنع به الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرءة لا تمتنع ممن جاءها وهن البغایا ینصبن علی ابوابهن رایات تکون علما

فمن ارادهنّ دخل علیهنّ فاذا حملت احدیهنّ ووضعت حملها جمعوا لها ودعوا لهم
القافة ثم الحقوا ولدها بالذی یرون فالتاط به ودعی ابنه لا یمتنع من ذالک
فلما بعث محمد صلعم بالحق هدم نکاح الجاهلیة کله الا نکاح الناس الیوم
نکاح زمانہ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک ان مین سے یہ تھا جو آج آدمیون کا ہے پیغام کرتا تھا
ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو
اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے
شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کر اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت
کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہوجاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور ایسا کرتا تھا
واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استبضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے
تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پہنچتے تھے
اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذرین
تو اوسنے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا آنکہ جب سب اوس
عورت کے پاس جمع ہوجاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانا تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی ہون مین
پس یہ مولود بیٹا تیرا ہے اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق
ہوجاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس بچے کے لاحق
کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے
عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین
قائم کرتی تھین اپنے دروازونپر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے
پس جسنے قصد کیا وہ اونپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا
تو سب جمع ہوے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو
جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اوسکے ماننے سے پھر جب مبعوث ہوے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھہ
توڑھا دیا اونھون نے سب نکاحون جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جو اب رائج ہی آدمیون مین پس
یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ جسقدر نکاح کہ محض مبنی بر رسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہے نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے احکام خاص تھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پڑی وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ اور یہان کچھہ بحث ازدواج کی ضرور تھی بے محل مصنف نے
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ مین کلام ہی کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہی **قال** مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ
وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جوروون کے بدلے اور
جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** اس آیت کا بیان عنقریب آویگا
قال قبل از نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین **اقول** اسپر کیا دلیل ہی کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سنینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
انتہا نہایت نازیبا بات اور ملحدانہ تقریر ہی دریغا آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دیتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بجای اون الفاظ ناملایم اور غلط کے
سچے الفاظ زبان پر کیون نہین آتے کہ بموجب طریقۂ انبیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ع بوی ہر سنیزم پیدا ندردو
قال اس طرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین فی کہتے ہین **اقول** کوئی سند ہو آپکے پاس کہ تحفہ

اور یہ لغت بھی فئ کی دیکھو صحاح جوہری میں لکھا ہے الفئ الخراج والغنیمۃ یعنی فئ کے معنی ہیں
خراج اور غنیمت کا اور قاموس میں الفئ الغنیمۃ والخراج وفئت الغنیمۃ واستفأت وافاءها اللہ علی
یعنی فئ کے معنی ہیں غنیمت اور خراج کہتے ہیں فئت الغنیمۃ واستفأت وافاءها اللہ علی
صراح فئ خراج غنیمت افاء غنیمت دادن یقال افاء اللہ علی المسلمین مال الکفار یفیئ
قولہ تعالی ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری واستفأت ہذا المال ای اخذتہ فیئا
کیا عجب ہے جو حضرت مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی کے معنی سمجھے ہیں کہ
تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا عجب ہے کہ نزدیک وہ مال فئ جو بہ تفسیر کے اسکے
سے آیا تھا اور [illegible] بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اوسپر لشکر کشی نہیں ہوئی تھی ہر آئینہ ایسا
ہی آپسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہے کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرتا ہے
اور صواب کو بھی پہنچتا ہے آپ عجیب مجتہد ہیں کہ بعید ہے تو بے نصیب ہیں محض مصداق سمجھے
ہونیکے واسطے اپنے تئین مجتہد ٹھہرایا ہے آپکے اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ
بہتر ہے ع شبہ خشک تو خندد گناہگاری ما ❊ والحکم الی اللہ پھر یاد رکھیے اس بات کو
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہیں بلکہ جواز اوسکا
منصوص ہے اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سریہ بنانا
بموجب رسم عرب کے نہ تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ ابراہیم عم اور طریقہ دیگر انبیائے سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عاید نہیں ہو سکتا قال
اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ تو اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ تصرف متفرع
ملکیت پر ہے تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم بدیہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالی نے
ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہے
کہ اوسکو ناجائز کر دے اور چونکہ مجتہد عصر یہان خود مقر ہیں کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تسری کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل سیات قال اسکے بعد مطلقا ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا اقول مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو اس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اور ہمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلے اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہاتھ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت ورقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی منفصل آویگی قال بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھ آوین وہ لونڈیان ہو جاتی ہین اقول ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب
مین معنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد خروج کسی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانونکے
ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علیؓ سے روایت ہی قال كانت لي شارف من نصيبي من
المغنم يوم بدر وكان النبي صلعم اعطاني مما افاء الله عليه من الخمس يومئذ
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی
دوسری حدیث بخاری مین انسؓ سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله
صلعم حين افاء الله على رسول الله صلعم من اموال هوازن الحديث دیکھو

یہان لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہو
اور یہان مال بنی نضیر کی نسبت جسپر فوج کشی نہوئی تھی اور بسبب اہل اسلام کے رعب سے وے اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم مین ابن عمر سے
روایت ہو اَنَّ یہود بنی النضیر وقریظة حاربوا رسول اللہ صلعم فاجلی رسول اللہ
صلعم بنی النضیر واقر قریظة ومن علیہم حتی حاربت قریظة بعد ذلک فقتل رجالہا
وقسم نساءهم واولادهم واموالهم بین المسلمین الا بعضهم لحقوا رسول اللہ صلعم
فآمنهم فاسلموا الحدیث یہان جو لفظ حاربوا واقع ہو اوس سے مراد یہ ہو کہ قبل اسکے کہ اونپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھون نے غزوۂ خندق مین معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور اونکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابو سفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم مین عمر بن الخطاب
سے روایت ہو کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۂ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ
مین واقع ہو عام ہو پس آیۂ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور چہ
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحۂ آیۂ متلوہ کے ہو پس یہ قول علما کا جسپر مصنف
اعتراض کرتے ہین ہر آئینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہو
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہین ہوسکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہو
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہو کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہو اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من وفدیہ علی سبیل منع الخلو عموما واجب ہو چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آوے گی ان شاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر مزعوم مجتہد ہو اور قبل [illegible]

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہو تو یہ آیت سورہ براءۃ کا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ سے اور فعل
فعل صاحب وحی علیہم الصلوۃ والسلام سے جو بہ نسبت اموال بنی قریظہ و خیبر کے ظہور مین آیا
منسوخ ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہو تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول تمہارا ہو اسیطرح پر محل اعتراض نہین کیونکہ ہرگاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہین ہوئی تھی تو اوسکی بنا پر بابت بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہنے کہ لڑائی سے
قبل ہی انکی نسبت خاص حکم آچکا ہو صریح خطا ہو صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورہ براءۃ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہو یا نہین
سو اسکی بحث عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے
لوٹ کے نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہو **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہی اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہی کا افاء اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہین
ہو سکتے کہ جو کافر دیں یا خدا کے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کر چکے
ہین کہ غنیمت دینے کے ہین پس وہ کون ہو کہ افاء اللہ کے معنی یہ کرے غنیمت دی کفار نے بلکہ
بالیقین صریح یہ معنی ہین کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری مین روایت ہو عن عمر قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہو کہ الفئ ما حصل للمسلمین من اموال
الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہو جو کافرون کے مال مین
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتھ آوے **اقول** سند آپکی آپکے مدعا کو
بطلان تمام باطل کرتی ہو آپ نے فی کے معنی گڑھے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی
ہو اور سند سے یہ ظاہر ہو کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہات آوے وہ فی ہو

آپ ہی انصاف کیجیے کہ کہاں اعتبار دین اور کہاں بات آوسے دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی
متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول ـ مجتہد کو در لزوم و تقدیر فرقے نکرد اجتہاد شش با
تقدیر لازم آمد بگمان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من عجز عن حرب بجہاد او سکے معنی وہی
ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع)
نقل نہیں کیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کو جڑ پیڑ سے ہلا کر خاک کے برابر کیے
دیتے ہین **قال** البتہ کبھی کبھی مجازا غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہوجاتا ہی مگر جبکہ اصلی
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہین تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکی کوئی وجہ
نہین ہی انتہی **اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب ابتک بھی
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی
کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایہ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے
صاحب مجمع بحار اور بعض اور علماء کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ
نہین بلکہ حقیقۃ بمعنی رجوع ہی اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اس کلام صاحب بحار الانوار کا
کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی
مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کے کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر سمجھے تو خدا جانے کیا غلط
سمجھے اور عجب تو عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی معنی فی کے رجوع ہین
تو یہ فرمانا اونکا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہوتے تو مجازی
معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی سراسر قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اسجگہ
کسیطرح درست نہین ہوسکتا اور اگر کسی ہیر پھیر سے اوسکو صحیح اور پہر بہی مجتہد صاحب محمول
کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر بمراعات مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول
کرسکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوا رجوع کے اور کچھ سمجھے ہین تو یہ اونکی نافہمی ہی **قال**
علاوہ اسکے تمام آیتین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

تو وہ تسری) باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل رسمیات **قال** اوسکے بعد مطلقا ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لَا یَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلے اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہاتھ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھ آوین وہ لونڈیان ہو جاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب
فیئ بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد فتح کسی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانونکے
ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علیؓ سے روایت ہی قال کانت لی شارف من نصیبی من
المغنم یوم بدر وکان النبی صلعم اعطانی مما افاء الله علیہ من الخمس یومئذ
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین ہو چکا ہی
دوسری حدیث بخاری مین انسؓ سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله
صلعم حین افاء الله علی رسول الله صلعم من اموال هوازن الحدیث دیکھو

یہاں لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ و قتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہو
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت جنپر فوج کشی ہوئی تھی اور رعب اہل اسلام سے وے اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم میں ابن عمر سے
روایت ہو ان یہود بنی النضیر وقریظۃ حاربوا رسول اللہ صلعم فاجلی رسول اللہ
صلعم بنی النضیر واقر قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ بعد ذلک فقتل رجالہم
وقسم نساءھم واولادھم واموالھم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا رسول اللہ صلعم
فامنہم فاسلموا الحدیث یہاں جو لفظ حاربوا واقع ہو اوس سے مراد یہ ہو کہ قبل سکے کہ اونپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونہونے غزوہ خندق میں معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور ابو ملکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابوسفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم میں عمر بن الخطاب
سے روایت ہو کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ آیۃ مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
میں واقع ہو عام ہو پس آیۃ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور پھر
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحہ آیۃ متلوہ کے ہی پس یہ قول علما کا جو معترض
اعتراض کرتے ہین ہرآئینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہو
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہین ہوسکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہی
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہی کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دئیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہی اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من وفدیہ علی سبیل منع الخلو عموماً واجب ہی چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آویگی انشاء اللہ تعالی دوسرے یہ کہ آیۂ مذکورہ اگر مفید حصر عموم مجتہد ہو اور قبل از وا قعہ بنی النضیر

اور مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهُ اور اوسکی تعیین آیندہ کے اوپر استدلال ہوسکتا ہے ایسا ہی اس آیت سے بھی استدلال ہوسکتا ہے اب صرف یہ بات رہی کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سے یہ ثابت ہو کہ منسوخ ہوگئے ہیں یا نہیں سو اسکی بحث عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالی **قال** آیت سیزدہم اللہ تعالی نے سورہ احزاب میں فرمایا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ہمکو معلوم ہے جو کچھ مقرر کردیا ہے ہمنے مسلمانوں پر اونکی جوروؤں کے باب میں اور اونکے ہاتھ کے مال میں جنکے مالک اونکے ہاتھ ہوچکے ہیں **اقول** یہ آیت نص ہے مقرر کرنے میں حقوق ازواج اور حقوق مملوکات میں اور ظاہر ہے اس امر میں کہ ازواج غیر ما ملکت ایمانہم کے ہیں کیونکہ معطوف بظاہر غیر معطوف علیہ ہوا کرتا ہے اور ثبوت ملک یمین میں کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع ہوتے تو اونکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق اونکے مسلمانوں پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہاردہم خداتعالی نے فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ نہیں حلال ہیں تجھکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروؤں کے بدلے اور جوروئیں کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتھ ہوچکے ہیں **اقول** یہ آیت حل ما ملکت یمینک میں نص ہے اور ظاہر ہے ملکیت یمین میں **قال** یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمیں تحدید ازواج ہے دونوں کا مطلب واحد ہے **اقول** کیسی غلطی فاحش ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہیں سمجھتے اور زبان عربی سے کچھ بھی واقف نہیں پہلی آیت یہ ہے يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اے نبی ہمنے حلال کیں تیرے لیے

اپنی بیبیان جنکے تو نے دیے ہین مہر اور حلال کین تجھکو وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اون مین
سے کہ ہاتھ لگا دین تجھکو اللہ نے اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھوپھیون کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموون اور خالاؤن کی بیٹیان جنھون نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور حلال کی ہین وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی جان پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سواے اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیبیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو جو تھین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا مملوکات بھی حلال تھین مملوکات مین قید نہین ہی کہ اوسوقت حضرت کی سرکار مین
جس طرح کہ ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموون کی بیٹیان جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال ہین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنا
چاہے اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
بجز عورات تسعہ موجودہ کے اور عورات حلال تھین اور تبدیل بھی حلال تھین یعنی ان مین سے
ایک کو طلاق دیکر بجاے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح بہ نصاب تسعہ مین کچھہ زیادتی
منظور ہی تو یہ بھی درست نہین کلمہ النساء عام ہی کلمہ بعد ظرف ہی مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدہ اعراب کے محذوف ہی دلالت کرتی ہی اوسپر ضمیر مجرور متصل
بہن کی کہ مرجع اسکا بجز نساء التسعہ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعہ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات سے یا غیر منکوحات کی بے معنی محض ہی اور ہر چند کہ تبدیل
مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سواے التسعہ موجودہ کے ہی کہ کلمہ لا یحل اوسکو بھی متناول ہی اور
بظاہر جملہ ولا ان تبدل بہن من ازواج کا سبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے کچھہ فائدہ نہین معلوم
ہوتا لیکن ادنے تامل سے واضح ہی کہ جملہ مذکورہ بیکار نہین اسلیے کہ بتقدیر مضاف الیہ التسع ہی
تو معنی جملہ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہین تجھکو عورتین بعد ان نو کے پس اس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

مگر بلحاظ عدد کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر ہمکو تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ عورت موجودہ چار سے زیادہ نہو جاوین جائز ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے ساتھ کہ نو سے زیادہ نہو جاوین جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملۂ ولا ان تبدل بھن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملۂ مذکورہ حشو وزائد نہین بلکہ مفید معنی جدید ہی کہ جملۂ اولے سے حاصل نتھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیرون پر جملۂ ثانیہ حشو وزائد ہوا جاتا ہی اور کلام معجز نظام اس قسم کے حشو واطناب سے محفوظ ہی بلکہ علماے معانی وبیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہی کہ التَّاسِیْسُ اَوْلٰی مِنَ التَّاکِیْدِ یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو اوسکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس بلحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھ مقدر نکیا جاوے غرضکہ جب دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمۂ التسع ہی اور ما ملکت استثنا ہی نساء سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ جنکا مالک ہوا ہی ہاتھ تیرا پس نساء تسعۂ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لا یحل سے محفوظ رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعۂ موجودہ کے ساتھ اور کنیزین بسبب استثناء کے حکم لا یحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور متحقق ہوے تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ الایہ مین نساء موجودہ اور مملوکات یمین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیۂ مذکورہ مین ہی سب حلال تھین اور آیۂ ثانیہ مین بجز نساء موجودہ کے اور مملوکات یمین کے باقی سب حرام ہوگئین آیت اولے مین وہ باقی تحت اَحْلَلْنَا لَکَ داخل تھین اس آیت مین تحت لا یحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہی کہ مجتہد مجیب حصر نفی واثبات یعنی احللنا اور لا یحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ مضمون دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب وسلب کا فرق ہی قال اس آیت کے

ابتدا میں مطلقاً عورتوں کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ الف عام ہے اسلیے کہ جمع
معرّف باللام ہے مگر اتنا اور بھی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید میں بعد سے منکوحات موجودہ حکم منع
زمین **قال** مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتیں مستثنے ہوگئیں جنکا بیان پہلی آیت میں ہوا
اسلیے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح یا مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ کے
حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہے
بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ دونوں باہم متباین ہیں ثانیاً آیت سابقہ میں نکاح ساتھ بنات اعمام
اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ما ملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی
ہوگئیں اور نیز تو کلمہ ما ملکت کسی طرح پر صادق نہیں آتا نہ وے مملوکہ تھیں نہ فی الحال نکاح میں
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں پھر وہ کس طرح پر مستثنے ہوگئیں **قال** پس آیت کے معنی
یہ ہوے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ اِلَّا اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ
مِمَّا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ **اقول** لا ردّ اللہ علیک ضالتک کیف تلوی لسانک
بکلمات تزیدها علی کتاب اللہ لیحسب الناس من الکتاب وما هی
من الکتاب وتقول علی اللہ ما لم ینزل به سلطانا وتبدل من تلقاء
نفسک ما لم یستطع الرسول صلعم ان یبدله کما قال تعالی قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ
اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ **قال** یعنی یہ ہوے کہ نہیں
حلال ہیں تجکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروں کو بدلے اور جوروں کرے اگرچہ
اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جوروں جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کی
ملک ہو چکی ہیں اونمیں سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہے **اقول** مجتہد عصر نے مضاف الیہ ظرف کی تقدیر
ضمیر غائب کی جسکا ترجمہ ہے لفظ (اسکی) یعنی بعدہ یا بعدہا مگر یہ بھی مبہم ہے اور نا معلوم ہوا
کہ مرجع ضمیر کا کیا ہے آیا النساء ہی تسع ہیں یا اور کچھ اگر اور کچھ ہے تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہے اور

لزوم حشو اور بیکار ہونے جملۂ ثانیہ کا جسکی بحث مفصل اوپر لکھی ہی کیا جواب ہی اور ضمیر غائب جسکا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہوگیا اور یہن کی ضمیر متصل کا مرجع جو عقود بد عقبا ہو تو دو مین ٹھہرانے کی
چونکہ تذکرہ جورؤون کا اوپر نہ لفظاً ہی نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح صحیح ہوا پھر یہ کلمات کہ
(تیری وہ جورؤین جنکا مہر تو دے چکا ہی) آپنے کہان سے بڑھائے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہی جو ہم یہ سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لائے ہین يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا پھر عربی مین لفظ او جسکے معنی یا ہین گھٹاتے ہو اردو مین
اور جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ او کا لکھتے ہو اوپر تمہید مین ازواج کو داخل ملکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین ماملکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پہ معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر اُن دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو چاند کو خاک اوڑا کر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ یہ الفاظ (کہ جنکا تو مہر دے چکا ہی) اور جسکو
اللہ نے تجھے دیا ہی) آیت مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین لا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے متعہد ہوئے ہو یاد فرمائیے وعید
قرآنی كَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ترجمہ یعنی ایک فریق ہی کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پیچ
دیتے ہین تا کہ تم سمجھو اونکے پیچ کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

طرف سے ہی حالانکہ نہین ہی وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی
جانتے ہین پھر آگے نیچے بیشتر معنی نبی کے یہ گھڑنا سے تھے کہ تحفہ آنے کو عرب کی زبان مین فی
کہتے ہین اور سٹکاری کو اغار کے معنی مین کیون بھول گئے بلالحاظ مفہوم تحفہ بھیجے
کے مطلقاً نیے خدا پر اکتفا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہی **قال** آیت پانزدہم وَلَا نِسَآئِهِنَّ
وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الله صاحب نے فرمایا ہی کہ عورتون کو اپنی عورتون کے اور سب جنکے
مالک اونکے ہاتھ ہوچکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت
یمین مین اس آیت اور آیۂ ہشتم اور دہم مین ہم یہ استفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ
مانند مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا یا بموجب اوس رسم
عرب کے کہ جنکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار بقول آپکے
غلام و کنیزون کے مالک ہوچکے تھے اس عرصہ مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین
آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک اوسکا نہین اور وہ تحفہ او غلام
و کنیز مملوک نہین اور اور احکام مملوکون کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اونپر جاری نہونگے
تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہویدا جاری تھا اوسکا بند کرنا
آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
تو آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب الله
تعالی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا مجتہد ہرگز معذور نہین ہی اگر آپ یہ کہین کہ ہمارا اجتہاد
خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات مذکورہ مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب
وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانۂ ماضی کے ہین تو ہم
کہینگے کہ یہ جواب آپکا بچند وجہ غلط ہی اول یہ ہی کہ تفریع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم
خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کی نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان
کرو ثانیاً ہمنے مانا کہ تفریع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانۂ ماضی کے ہی مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہی ثالثاً زمانۂ ماضی آپکے نزدیک کونسا زمانہ ہی آیا وہ زمانہ
جو پیشتر نزول آیات مذکورہ کے ہی یا وہ زمانہ جو پیشتر تفریع احکام سے ہی مثلاً آیۂ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ
حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ مین جو لفظ ملکت بصیغۂ
ماضی واقع ہی اس سے کون زمانۂ ماضی مراد ہی آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت کے ہی مراد ہی یا وہ زمانہ
ماضی مراد ہی جو پیش از عدم حفظ فروج ہی یعنی تحقیق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شرط ہی یا تحقیق
ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہی شق اول باطل محض ہی کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہی اور ظاہر ہی
کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہین سمجھ سکتا پس ہرگاہ خود پیغمبر
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غزوون مین بعد از ہجرت سبایا بنی نضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ مین
حدوث ملکیت کا تحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعۂ
قبول ہدیۂ مقوقس سنہ ہجری مین سریہ بنایا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہین
بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہی اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونون شقون کو محتمل تھی مگر بسبب
لحوق بیان بفعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے شق ثانی مین منحصر ہو گئی کہ کسی
تاویل و تخصیص کی اوسمین گنجائش نہ ہی اور کچھ خصوصیت سابقہ زمانۂ ماضی کے باقی نہ ہی
اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئین اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری زمانۂ ماضی
سے وہ زمانہ ہی جو قبل انتقال آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کے ہی تو ہم کہینگے کہ آپکا قول
یہ ہی کہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سنہ ۲ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور ان آیات مین سے
اکثر آیات قبل از سنہ ۲ ہجری ہین بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکۂ معظمہ مین نازل ہوئی ہین پس
وہ آیات متعلقہ او کلماتہا کس طرح پر سنہ ۲ ہجری پر بھی دلالت نہین کرتین چہ جائیکہ اوسکی
قبلیت یا بعدیت پر دلالت کرین اگر آپ یہ کہین کہ آیات مذکورہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا
فِدَاءً سے منسوخ ہو گئے ہین تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپکا باطل ہی بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعای

ناسخ ہونے آیۂ اِنَّا اَمْنَا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآء کا محض بیدلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہے چنانچہ بحث اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالے دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے تو صرف اس امر کی ناسخ ہو سکتی ہے کہ مقاتلین مثخنین کو رقیق کیا جاوے یا اونکو قتل کیا جاوے اور ہمارا استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون مملوکون کے ہے جو بطور ہدیہ کے مملوک ہون یا جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بقبول آپکے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے آیا کوئی قول پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آپکے زعم مین پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم مین ہین کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہے یاد کیجیے اس تہدید کو مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ تحقیق مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہان قرآن مین آیا ہے مفسر ہے درباب حدوث و ثبوت ملکیت کے زمانۂ ماضی و استقبال مین اور اوسمین کسی تاویل و تخصیص کی گنجایش نہین ہے ان محتمل النسخ ہے اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہین گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم ہو گئین درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ مین کوئی لفظ نہین کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہے اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہین اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہین وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ اِلَى الصَّوَابِ وَاِلَيْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ یہان تک بحث تھی کلمہ ما ملکت مین آگے اس سے جناب مجتہد عصر نے ایک قاعدۂ کلیہ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو توجہ ضرور تھی مگر ہمکو منظور ہے کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اور انکے مقلدون کو عیانًا دکھلا دین تاکہ وے دھوکے مین نرہین اور خوب سمجھ لین کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسیکا کام نہین **قطعہ**

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند | نہ ہر کہ آینہ سازد سکندری داند | نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند | یہ کام انھین علمائے کرام وارث انبیائے عظام کا ہی جنھون نے حب جاہ

اور ہوائے نفسانی کو خاک مین ملا کر محض حسبۃً للہ سعی بلیغ فرمائی ہی اور عبادت و ریاضت و اتباع
سنت مین مشغول رہی ہین اور وہ لوگ بھی خدا تعالی کے نزدیک مشاور رہو کر علم تشریعی جو میراث
انبیا ہی اونکو عنایت ہوا ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ✤ **رباعی**

سر دم عشق بوالہوس را ندہند	سوز دل پروانہ مگس را ندہند	عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمدی بکس را ندہند	**مثنوی**	از کردہ اسدکار ہر او بانش نشست
ارجی بر پای ہر قلاش نیست	پیل باید تا بخسپد اوستان	خواب ہند خطۂ ہندوستان
خرنہ بیند ہیچ ہندستان بخواب	خر زہندستان نہ کرد استغراب	**قال** یہ بات صحیح ہی کہ قرآن مجید

مین بہت سے افعال صیغۂ ماضی سے بیان ہوئے ہین حالانکہ جو احکام اونکے نسبت ہین زمانہ
مستقبلہ کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق و وقوع دونون
ایک ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ واقع ہوگا اوسکا تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال
جو صیغۂ ماضی سے بیان ہون اونکے احکام مستقبل کو بھی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق
صرف وقوع فعل پر منحصر ہی مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہی تو اونکا تحقق
بغیر موجود ہونے حکم کے نہین ہوتا رقیت ایک حکمی شی ہی تو جب تک حکم رقیت موجود نہو
تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نہین ہو سکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہی
پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت بصیغۂ ماضی بیان ہوئے ہین وہ قیت مستقبلہ پر جاری
نہین ہو سکتی **اقول قولہ** افعال انسانی الی قولہ تحقق بھی واقع ہوگا قابل تماشا ہی
تحقق اور وقوع مین کیا فرق ہی دونون معا ہوتے ہین مثلاً جب وقوع فعل ہوگا
تحقق بھی اوسکے ساتھ ہی ہوگا جب قتل واقع ہوا تو ہر آینہ متحقق ہوگیا ایسی ہی جب
ملک وقوع مین آئی تو تحقق بھی اوسکا ہوگیا پس کوئی فعل ایسا نہین کہ جسکا تحقق وقوع سے

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعاً ہو یا نہو اور
تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوسپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل متحقق ہوا مثلاً قتل
کہ ہر چند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین
قتل متحقق ہوا برخلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنالے تو شارع یہ حکم
نہین کرتا کہ غلام ہونا اوسکا متحقق ہوگیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی
شخص اپنے باپکی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعاً متحقق نہوا مگر وقوع مین تو بیشک آیا
پھر بھی آیت محرمہ مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانۂ مستقبل کے واسطے
بھی حاوی ہی کما قال تعالی لَا تَنکِحُوا مَا نَکَحَ آبَاؤُکُم پس کلیہ آپکا غلط ہوگیا اسی طرح
ملک یمین کہ آپکے نزدیک شرعاً ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت وَالَّذِینَ
هُم لِفُرُوجِهِم حَافِظُونَ اِلَّا عَلَیٰ اَزوَاجِهِم اَو مَا مَلَکَت اَیمَانُهُم فَاِنَّهُم غَیرُ
مَلُومِینَ مین صیغۂ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانۂ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر
زمانۂ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریۂ قبطیہ کو اور
سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایائے خیبر و اوطاس وغیرہا کو حکم استثنا سے خارج ہو جاوے
اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل وعید وَمَنِ ابتَغَیٰ وَرَاءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ
هُمُ العَادُونَ ہوجاوین العیاذ باللہ تعالی ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِینَ کَفَرُوا **قولہ**
کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہین ہوئی
کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہووین منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر یہ مستلزم
اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہووے اور چونکہ بلازمہ متحقق نہین
پس یہ بناوٹ بے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی **قولہ**
دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتی انتہی کیون نہین
ہوسکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا ابھی

ثابت کا نتیجہ ہی اور آیت الَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۔ **قولہ** حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین انتہی
یہ بھی غلط ہی ہم اوپر ذیل مین جو ایک آیت کے بیان کرتے گئے ہین کہ یہ آیت ظاہر ہی ثبوت ملکیت رقیت
مین اور یہ تفسیر ہے جو اپ پیغمبر ... بانبیہ بمقولہ مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہو یا جہالت محض ہو کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون ندارد جان تو قندیلہا بہر بینش کردہ تا دیلہا اب ہم علاوہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید کی تحریر [illegible] جو اثبات رقیت مین نص اور مفسر ہین قال تعالی وَاعْلَمُوا أَنَّمَا
غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ
وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ ۔ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شی تو
تحقیق واسطے خدا کے ہی پانچوان حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والونکے اور
یتیمون اور مسکینون اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھ لیجیے یہ آیت مفسر ہی اس باب مین
کہ جو کچھ غنیمت مین آوے کوئی چیز کیون نہو تو وہ مملوک ہی اگر کلمہ من شیء نہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ ما
نص تھی اور چونکہ کلمہ من شیء سے احتمال تخصیص کسی شی کا ساقط ہو گیا تو اب یہ آیت مفسر ہو گئی
اس باب مین کہ غنیمت کے کوئی شی کیون نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیاء اوسکا
ایک ہی حکم ہی اب اسمین کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا ہان احتمال نسخ باقی تھا مگر بسبب
اسکے کہ زمان نزول وحی مین کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی ارشاد نہین ہوئی پس اب یہ آیت محکم ہو گئی دوسری آیت
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝
وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ ۔ عنایت کی مومنین کو
فتح قریب اور بہت غنیمتین کہ لینگے وہ انکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہی اللہ تعالی
نے تمسے بہت سی غنیمتون کا کہ لوگے تم انکو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی یہ آیت
درباب غنیمت خیبر نازل ہوئی ہین اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہی کہ الفاظ عموم مین سے ہی اس سبب سے

نص ہی در باب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کی بعد وعدہ و اثابہم فتحا قریبا کے
اومین سبایا بھی تھین چنانچہ صحیح بخاری مین انس سے منقول ہی قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلة وسبی الذریة
وکان فی السبی صفیة فصارت الی دحیة الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقها صداقها اور دوسری روایت بخاری مین ہی سبی النبی صلعم صفیة فاعتقها
وتزوجها فقال ثابت لانس ما اصدقها قال اصدقها نفسها فاعتقها سنن
ابوداود مین روایت ہی کہ کان للنبی صلعم سهم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امة وان شاء فرسا یختاره قبل الخمس پس بسبب لحوق بیان نعلی کے کلمہ غنیمت کا واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہوگیا کہ احتمال تاویل و تخصیص اوسمین اب کچھ باقی نرہا تیسرے آیت
مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَا
وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ جو غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قری سے
پس وہ واسطے اللہ کے اور رسول کے اور قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے ہی
فقط مراد فی سے یہان وہ غنیمت ہی کہ کفار رعب اسلام سے بغیر نوبت قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا مقاتلہ شدید وہ غنیمت ہاتھ آیا ہو دیکھو لفظ فی خود باقرار مجتہد صاحب سرکا و بیون کو
بھی متناول ہی مشکوة مین حدیث مین ابن ماجہ کے نقل کی ہی عن ابی بکر الصدیق
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سیئ الملکة قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان هذه الامة اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموهم ککرامة
اولادکم واطعموهم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہی اس باب مین کہ نسبت بعد
امتون کے اس امت مین لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور انعام کے بیان فرمایا ہی اور وجہ
اوسکی یہ ہی کہ جہاد اس امت مین بہ نسبت اور امتون کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری و قیصر

اور راجگان ہند وغیرہم کے بقہر وجہاد ہات آوینگی اور سبایا بہت آمینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بوقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالة
ربنا انه من قتل منا صار الی الجنة وفی نعیم لم یر مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین تو جاویگا
بہشت مین اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمہاری گردنون کا اور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند بیان لکھے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہی قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلهم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کہ جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے ہاتھونکے
نیچے یعنی مملوک ہمارا کر دیا اور اوپر ہم حدیث واقعہ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جسمین سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے اے سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہی کہ ایسی ایسی نصوص مصرحات سے روگردانی فرماتے ہین
والامرہ الی اللہ قال الناظر رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ اون آیتونکو جنمین یہ
لفظ ہی ہم اسجگہ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت مستقلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور دوام رقیت کو ثابت
کرینگے قال آیت اول سورہ نساء مین فرماتا ہی وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطأ ومن
قتل مؤمنا خطأ فتحریر رقبة مؤمنة ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا فان کان من
قوم عدو لکم وهو مؤمن فتحریر رقبة مؤمنة وان کان من قوم بینکم وبینهم میثاق فدیة مسلمة الی اهله

مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے تھا جنمین تم سے اور اونسے عہد ہی تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے **اقول**

اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف اس قدر ہی (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دیوے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہی مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہی ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہی (تو آزاد کرنا ہی ایک بردہ مومن کا اور خون بہا مفوض ہی اوسکے وارثونکو) تیسرا (اگر وہ تمھارے دشمن کی قوم مین سے تھا) غلط ہی کان یہان واسطے ثبوت کے ہی جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ اگر وہ ہی اوس قوم مین سے جو تمھارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا) غلط ترجمہ ہی جملۂ اسمیہ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ مسلمان ہی) سا مخفی ہی کہ لفظ ہی جو ہمنے ترجمہ مین لکھا ہی اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم سلب اوسکی مقصود ہی کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہی اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہی مخصوص زمانۂ ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہی کان کو داخل ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تھا کسی طرح بر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے بیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہی اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہ ہی) کہ خون بہا ہی مفوض اوسکے وارثون کو اور آزاد کرنا ہی ایک بردہ مسلمان کا
تحریر رقبہ بحسب اقتضاء النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت
رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اور دوام
دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط
نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضاء النص مثبت رقیت ہی اور
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اسمیہ ہی کہ دوام پر دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زمانہ ماضی کے ساتھہ مخصوص
نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانہ ماضی کے ساتھہ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے
اقتضاء ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانہ ماضی کے واضح ہی قال اللہ تعالی نے سورہ مائدہ
مین فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ
الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ
أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا
تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہی اوسپر تمنے مضبوطی سے قسم کھائی تھی پھر اوسکا کفارہ
دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو
کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین اقول
بہت ہی غلط ترجمہ کیا بما عقدتم الایمان مین عقدتم صیغہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمانہ
مواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانہم مین خیال بندی کی ہی
پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ مضبوطی سے قسم کھائی تھی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ ہی سے
تعلق ہو جاوے غلط محض ہی ترجمہ من لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی
وجد المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالی لو جعل واللہ تواباً رحیماً وفی الحدیث وان
وجدناہ لبحر وقال ابو الطیب شعر وقد وجدت مکان القول ذاسعۃ فان

وجدت لسانًا قائلًا فقل مجتہد عصر نے بسبب عدم واقفیت کے لغات عرب کے اوسکا ترجمہ
بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا ظاہر ہے کہ لم یجد اونکو بلا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے
کہ یہ فعل لازمی ہے یہ نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ما سبق کے کچھ ضرورت لانے مفعول کے نہیں ہے علاوہ
بران مقصود تعمیم تینون قسمون کفارہ کی ہے اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہے اگر مفعول ضمیر لائی جاتی
تو تعمیم مین بادی النظر مین اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہے جو لفظون مین قریب ہے اور اگر
اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول
کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی تینون قسمون کے کفارہ
کو) تو تین دن کے روزے ہین بیان دلالت اس آیت کا ثبوت و دوام رقیت پر مثل بیان
آیت اولی کے ہے قال آیت سوم وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا جو کوئی تم مین سے اپنی جورون مین سے کسیکو ماں کہہ بیٹھے اور پھر جو
بات کہی تھی اوس سے پھر جاوے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چھونے سے پہلے اس سے
تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے
چھونے سے پہلے اور جو نہ سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلاوے **اقول** یہ ترجمہ بھی بہت
غلط ہے اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہے معنی ظہار مین غلطی کی
ہے معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہے اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہے مگر جس قدر
غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اونکا بیان کیا جاتا ہے اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہے
تحریر رقبۃ جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ
نہ ملے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیت کا اس آیت مین بھی مثل
آیات سابقہ کے ہے قال آیت چہارم فَكُّ رَقَبَةٍ **اقول** اس آیت کا بیان شرح کتاب مین

ہوچکا ہے ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و مستقبل ثابت ہے کیونکہ
محل تحریر رقیق شرعی ہے اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہے
مثلاً کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو کسیکو بالجبر غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان کفارات
مین اوسکو آزاد کر دے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ رقیق
موجود کو بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا شرعی غلام نتھے **قال** ان تمام احکام
مین جو غلام نملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہے اس سے رقیت کے مستقبلہ
معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہے **اقول** بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد صائب و ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت دان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
نملے لکھا ہے آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ نپانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
ہوجانے اوسکے وجود کا نہین ہوسکتا اگر یہان لفظ نملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہے تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ معنوی آپ کا نسمجھتا کیونکہ یہان مطلق نملنا نہین ہے بلکہ آپہی کے ترجمہ کے
مطابق نملنا مقید کسی فرد کے ساتھ ہے اور ظاہر ہے کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہوجاوے مثلاً دولت ایمان کسی شخص کو نملے یا اوسنے
نپائی یا حج بیت اللہ کسیکو نہ ملا یا اوسنے اوسکو نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہے پس آپنے معنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر نکتہ چند مین بھی لکھتا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہے اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین اور انکے لباس کا بھی ہے اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہوسکنے
روزون کا بھی ہے پس مطابق آپکے اجتہاد سراپا سداد کے ان سب چیزون کے معدوم ہونے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہے اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہے
تو آپکے اجتہاد بے بنیاد کے مطابق لغو ہوجاتے احکام الٰہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہے العیاذ باللہ تعالٰی دوسرا نکتہ سنیے مثلاً آپسا کوئی مجتہد دوسرا آنکلا

معارضہ کرکے کہے کہ آیہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ
فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ میں جو اقبول آپکے آزاد عورتوں کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت میں کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونے استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانہ مستقبل میں اشارہ نکل سکتا ہے پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکون
کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہے تو وجود کنیزکون کا زمانہ مستقبلہ میں بموجب
اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہوگیا فرمایئے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد * آب جو
آمد و غلام ببرد * نکتہ سوئم قرآن میں ہے فَإِن لَّمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا
الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہا جائے
کہ اگر نملے پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم میں پانی نملنے کی
حالت میں تیمم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبلہ میں پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہے ایسے اشارے
اور نکتے تو اور بھی بہت ہیں مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ *
اگر عاقل کے لیے اشارہ بس ہے قال المرتاب قرآن میں دو جگہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی
اون آیتوں کا جنمیں یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہیں کرتا انتہی اقول اگر احکام اون آیتوں
کے مخصوص کسی زمانہ ماضی کے ساتھ ہیں تو بیشک فرمانا مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام واسطے
مستقبل کے بھی ہیں تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے میں کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہیے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ ماضی کے ہیں یا زمانہ آئندہ کو بھی شامل ہیں اگر شق
اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص و ظواہر
قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث میں بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہیں بخاری میں ضمن حدیث جنگ کسری میں منقول ہے جبیر بن حیہ
کہتے ہیں حتی اذا کنا بارض العدو خرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال
المغیرۃ سل عما شئت قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی شقاء شدید

وبلاء شديد نمص الجلد والنوى من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الحجر والشجر
فبينا نحن كذلك اذ بعث رب السموات ورب الارض الينا نبيا من انفسنا نعرف
اباه وامه فامرنا نبينا رسول ربنا ان نقاتلكم حتى تعبدوا الله وحده او تؤدوا الجزية
واخبرنا نبينا صلعم عن رسالة ربنا انه من قتل منا صار الى الجنة في نعيم لم ير مثلها قط
ومن بقي منا ملك رقابكم الحديث خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ مغیرہ کہتے ہین خبر دی ہے ہمکو ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے جاوے گا
بہشت مین ایسی عیش مین کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہین گیا اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
مالک ہوویگا تمھارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب
بیان تو کسی تاویل وتحریف کی گنجایش ہی نہین رہی **قال** آیت اول سورہ بقر مین صاحب
نے اون باتون کو جو آیۂ والسائلين وفي الرقاب مین بیان ہوئے ہین نیکیان گناہی اور
انہین کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک
کام فرمایا ہے **اقول** پوری آیت یہ ہے لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ
عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ الآیہ نہین ہے نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے مونہہ مشرق ومغرب کی طرف
لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر
اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو
اور گردنون کے چھڑانے مین اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوة الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہے وہ نہین کہہ سکتا
کہ وہ نیکیان جنکا بیان اس آیت مین ہے مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین اور زمانہ آیندہ کو شامل
نہین مگر ہان مجتہد عصر سے بعید نہین کہ فرماوین کہ اس آیت مین لفظ آمن اور آتی اور اقام
سب صیغے ماضی کے ہین اس اور بنا پر آیت کو مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرماوین مطلب ہے

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاچکا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت دارون اور یتیمون اور مسافرون اور
اور مانگنے والون کو اور گردنین چھوڑانے مین اور قائم کرچکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوۃ پس
آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور ادا سے زکوۃ مستقبلہ پر کچھہ
دلالت نہین پس اسکے جواب مین اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوۃ پر زمان مستقبل مین کچھہ دلالت نہین اور آپ ان سب سے دست
بردار ہین توہمکو آپ سے اس آیت مین زیادہ ترکچھہ مباحثہ نہین وما یذکر الا اولوا الالباب
قال آیت دوم اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ سورہ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپے کا خرچ تبلایا ہی
کہ کہان کہان خرچ ہوگا اسیکے ساتھہ تبلایا کہ بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ یہان تو مجتہد عصر بھی قائل ہے اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوۃ یہ لوگ ہین
جنکا آیت مین بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہین کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلامون کے باب مین زمانہ آیندہ مین لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ مین ثابت
کرسکین تو ثابت کرین مگر یہ اونسے ہرگز نہوسکیگا قال لفظ عبد بمعنی غلام تین چار جگہہ
قرآن مجید مین آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا ہی آیت
اول وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ خدا صاحب نے مسلمان عورتونکو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد دہرنے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہوئی مجتہد دہر پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ ناواقفی عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی دو جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اُحْصِنَّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقر ہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام (ہی)
مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا معلوم نہین کہ استدلال
کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھہ
کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہی بیان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر
متفرع نہین جیساکہ اور آیات مین ہی **قال** لفظ امۃ قرآن مجید مین دو جگہہ ہی اور کسی جگہہ سے
بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا **اقول** یہان بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات جنمین
یہ کلمہ ہی صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھہ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا
اجتہاد صحیح ہی ور بر شق دوم غلط **قال** آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہی **قال**
آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا **اقول** دیکھو یہ حکم
زمانہ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانہ مستقبل کیواسطے ہی کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
نہین سکتا بس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر مرائنہ بظاہر الآیہ دلالت کرتا ہی
وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل مین **قال** لفظ فتیات قرآن مجید
مین دو جگہہ یعنی لونڈیون کے آیا ہی **الی قولہ** آیت اول سورہ نساء کی آیت ہی ذیل لفظ
ما ملکت مین بیان ہوچکی ہی **اقول** پوری بحث اس کلمہ پر اوس جگہہ نہین ہوئی اسیم
وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

فَإِذَا أُحْصِنَّ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
مِنكُمْ وَأَن تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ
عَنكُمْ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ۝ اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھہ ضرور نہین کیونکہ حاصل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہو چکا ہی پس وہی کلام انمین بھی ہی
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام تشریعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بھی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمۂ یہدیکم دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقۂ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام شرعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہی فرمایا خدا ہی تعالی نے
وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نکی وَالسَّلَامُ
عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ سلامتی ہی اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَن ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصۂ کنیزکون کے ہین اور داخل طریقۂ رشیدۂ
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آئندہ کے
اونکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانۂ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہین ہے کہ جو زمانۂ سابق مین تمھاری ملکیت ہو چکی ہین کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقۂ راشدین سابقین کے قرار پایا تو اگر ہمارے حق مین ملکیت مقصور اوپر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اونکے حق مین بھی مقصور اوپر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لیئے ناجائز اور باطل اور فاسد ہوتی اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور مین آئے ہین ہمارے حق مین کیونکر جائز ہوتی اور چونکہ وہ طریقہ خود اونھین کے حق مین آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقہ کے سطور پر ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصور اوپر زمان ماضی کے نہین ہے اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین وے لوگ ہر آینہ مصداق وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا کے ہین واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**

آیت دوم اللہ صاحب نے سورۂ نور مین فرمایا ہے وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اپنی چھوکریون کو پر بدکاری کے لیے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے اور اس آیت مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ جس سے یہ بات معلوم ہووے کہ رقیت مخصوص اونھین رقیقون سے ہے جو زمانۂ گذشتہ مین رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لا تکرہوا نہی ہے اور نہی فعل مستقبل کے ساتھہ متعلق ہوتی ہے نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی ومولای وفی روایۃ لا یقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی المشکوۃ ابوہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی تم مین سے یون نہ کہوے کہ میرا غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمھاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین مگر یون کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی [illegible]

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب ترجمہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین چاہیے کہ کہے غلام میرا مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نرہے کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی کہ جو رقیقون کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد و امۃ کے کہنے کی نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو نہی کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے بلکہ سید کہے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ بحث یہان کچھ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی قیت مستقلہ کا ثبوت بخوبی ہوگیا کہ نہی اقوال آئندہ ہی کی ساتھ متعلق ہی اقوال ماضیہ کے متعلق ہرگز نہین ہوسکتی کما لایخفی علی من لہ ادنی لب

قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی کی ہی مگر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نافہمی سے لکھا ہی نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ محل کیا ہی اگر ہم اس مقام پر اون امور کی تفصیل واسطے تنبیہ مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو محول اوپر کتب اصول فقہ کے کرکے اس باب مین اون اقوال سے تعرض کرونگا جنکے تعرض کی ضرورت ہی **قال** علمای اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر بسم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علمای اسلام پر طعن کیا ہی جب بنا ہی آپکی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بنا ہی فاسد علی الفاسد ہی **شعر** آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب یہ تو فرمائیے کہ علمای اسلام مین سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور استیلا کو بہت صراحت کے ساتھ سبب ملکیت کا لکھتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو اونکی عبارات مین ہی مصدر معلوم ہی بمعنی مالک ہونے کا نہ مصدر مجہول بمعنی مملوک ہونے کا

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہی نہ اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہی اور سبب رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہی نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ استعداد ہی تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر اینہ وہ سبب اپنے محل مین موثر ہوگا اور وے لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے بڑا تعجب ہی کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی نقل کی کہ لان الشرع اسقط عصمتہم جزاءً علی جنایتہم وجعلہم ارقاء یعنی شرع نے ساقط کردی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کے بسبب جزای گناہ اونکی کی اور کردیا اونکو رقیق اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شیء واحد سمجھے ذلک مبلغہم من العلم سبحان اللہ برین استعداد دعوی اجتہاد جانا چاہیے کہ رق منجملہ امور معترضہ علی الاہلیہ کے ہی وھو عجز حکمی شرع جزاء علی الکفر اصلا بہ یصیر المرء عرضتہ للملک در حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی کے اور کسیکا مملوک نہین بجز مالک حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سایر حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے مانند سایر بہایم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہوگیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت شرافت اوس مین سے زائل ہوگئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہوجانے جوہر انسانی اور غالب ہوجانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سایر بہایم کے قابل تملک کے ہوگیا ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ کرلیا تھا اوس سے خدا بری ہوگیا ان اللہ بریٔ من المشرکین جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہووے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہایم صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر مستولی ہو کر اونکو قید کرلے اوسکے مملوک ہو جاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح پر حال کفار

بھاۓ سیرت کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اوس نے قید اور اپنے
قبضہ مین کر لیا اوسکے مملوک ہوگئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اوسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسے مسئلہ نحن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الآیہ كُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا الآیہ
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الآیہ احل اللہ لنا
الغنائم الحدیث ان آیات و حدیث سے ظاہر ہی کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ و استیلا سبب ملک غنائم ہو جب یہ متحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہی
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہی **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی
ہی کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین ان مین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب رقیت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارت ہاے
مع تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر
نقل کی ہی کہ قال اسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلاء وناقل للملک وہو البیع ونحوہ
وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہی اور دوسرا وہ کہ جو منتقل کرے ملک کو مانند
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کر دے اور وہ ارث و وصیت ہی دیکھو
صاف لکھا ہی کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب رقیت ہی **قال** مگر اب ہمکو دیکھنا
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب رقیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا اسکے لیے
کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہی کہ کوئی نہین
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین صاف حکم ہی اَنَّمَا غَنِمْتُمْ

مِّن شَيۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِى الۡقُرۡبٰى الی غیر ذلک من الآیات و الاحادیث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہی
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہی کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہی وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہی مثلاً حدیث مین آیا ہی کہ کُلُّ مَا اَسۡکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہے
وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مت نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمھارے باپون نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہی نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہی اسی طرح یہ مَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَيۡءٍ
فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ الآیۃ اس آیت و دیگر آیات و احادیث مین غنیمت سبب
ملکیت ہی اس صورت مین یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہی کہ نہین سراسر غلط اور تجاہل
غفلت ہی آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ چند لڑائیون کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہی کہ وہ کفار جن پر ہم
جہان تک غالب نہین ہوئے تا روز غلبہ اونپر حکم ملکیت کا نافذ نہین ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام نبایا بلکہ دار حرب مین بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہین کیا
آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہین کہ دار حرب مین جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک نتھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پاکر اونکو اسیر کر لین غلبہ اور استیلا متحقق نتھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہی کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہی اور غلبہ اور استیلا وہ چیز ہی
کہ جسکے سبب ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہین اگر سوا اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر مین ہو تو بیان فرماوین یہ بات نہین ہی کہ علماء اسلام نے اپنے سبب اپنے
دل سے بنا یا بعد اسکے اوسپر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سبب رق اور سبب ملک دریافت کیا ہی اور قرآن و
حدیث سے ہی سبب رق کفر اور سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہوا ہی اونھون نے
قیاس سے اسباب مقرر نہین کیے ہین حاشا و کلا غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آیۂ

اتنا مفہوم الا یہ رقیت غلبیت کے سبب مالک ہونے پر دالی تصریح کسی کتاب کے سبب پر بھی نہین ہے
ہین اگر کوئی نادان یہ بات کہے کہ ہمکو دیکھنا چاہیے کہ جو علما نے سبب ملک ٹھہرایا ہے آیا اسکے
لیے کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب صاف ہے کہ کوئی نہین البتہ
یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انکے عالمون نے اپنے ذہن مین تسبیہ سببیہ کو مملوک بالغ کا سمجھکر ایسا ٹھہرا
لیا ہے اب غور کیجیے کہ وہ شخص کس درجہ کا نادان سمجھا جاویگا اور مسئلہ ما نحن فیہ مین تو ہم قرآن
و احادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ سبب ملک غنائم غلبہ اور استیلا ہے لیکن آپکے جناب مین مختصر سا
کہتے ہین کہ آپنے جو سبب رقیت لونڈی غلامون کا ابتدائی اسلام مین اتباع رسم جاہلیت
والے گنا ہے اور اوس بنا پر آپکا سب کلام مبنی ہے آیا بقول آپکے اوسکے لیے نص صریح قرآن
و حدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا البتہ جواب صاف یہ ہے کہ نہین **قال** البتہ یہ بات کہی
جا سکتی ہے کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھکر اور صرف اپنی
راے سے اور نہ کسی نص سے اونکے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی **اقول** یہ آپکا منشا ہے
کہ تخصیص عالمون کی کرتے ہو عالمون ہی نے نہین بلکہ خدا تعالی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی و غلام ٹھہرایا ہے اور یہ بھی آپکا قول سراسر غلط ہے کہ
رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہین دی
تاکہ آپ انکے اقوال کو نہ سمجھین تو یہ آپکا قصور ہے **قال** اور جہان کہین اونھون نے ذرا بھی
غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی
پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بھیجنا یا حربیون کا دار الاسلام مین پکڑا جانا سبکو
جہاد کے غلبہ و استیلا پر قیاس کر لیا **اقول** روایت دوم فتاوی قاضی خان کو دیکھکر
اور بعد سمجھ لینے اس بات کی کہ قول مفتی بہ کیا ہے گفتگو کیجیے اور درباب ہدیہ کفار کے جو آپ کچھ
حرف زبان پر لاے ہین یہ آپکا در پردہ طعن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے دیکھو اپنی ہی
تحریر کو بہ نسبت ما افاء اللہ کے اور درباب پکڑے جانے حربی کے دار الاسلام مین

جو حرف زبان پر لاسے ہو یہ بھی بیجا ہی اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہی

عن سلمۃ بن الاکوع قال اتی النبیؐ عین من المشرکین وھو فی سفر فجلس عند اصحابہ یحدث ثم انفتل فقال النبیؐ صلعم اطلبوہ واقتلوہ فقتلنی سلبہ متفق علیہ

آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہر گاہ کہ قتل ایسے شخص کا جائز ہی تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہی اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی غور فرمایئے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام حبس ہی وہ غلامی سے بدتر چیز ہی یا نہین وہ ہوتا ہی مٹی وہ کاٹتا ہی کسی مال کا مالک نہین ہوسکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہی اوس سے متمتع نہین ہوسکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہی بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہی وہ ضبط ہوجاتا ہی کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہی کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے بے نصیب رہتا ہی یار دوست جورو بچون سے جدا ہوتا ہی نکاح وہ نہین کرسکتا غلامی مین اور اوسمین صرف ع ل ام اور ح ب س کا فرق ہی ورنہ فی المعنے تو جو قیود اوسپر ہین غلام پر ہو ہی نہین سکتی غرض کہ جب محاربین مین سے کسی شخص کو وے پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلّی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہی پھر بھی اوسکو مثل غلام سے زیادہ بنا لیتے ہین جب یہ حال ہی تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی رہگئی اور پھر جو آپ فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہی یہ بھی آپ کی ناواقفی ہی نص صریح کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ہوری غور کرکے لکھا کیجیے قال کیسی تعجب کی بات ہی کہ اگلی علمانے حربیون کی اولاد کا دار الحرب مین خریدنا اسلیے جائز قرار دیا ہی کہ اوسمین بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہی اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ ائمہ کبار نے ایسا کیا ہی نہیں بحسد اور عناد علمائے اسلام پر تہمت کرتے ہین کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف رح یا کسی عالم کا علمائے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملا بہ امر پر پیش ہوا اور مفتی محمد شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور برجندی شرح مختصر کے حوالہ سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن ہی ابو حنیفہ سے اور روایت ہشام محمد رح سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہی پس یہ کہنا مصنف کا کہ اگلے علمانے ایسا لکھا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسینے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوسپر خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علمانے اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تھا یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی بہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترک علی الروم فسبوھم واخذوا اموالھم ملکوھا لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وھو السبب کہ جب کفار روم پر کفار ترک بہ غلبہ ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور وہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئے اگر ایسا نہوتا تو سبایا بنی مصطلق و بنی قریظہ و ہوازن اور اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بلکہ بحکم خدائے تعالی سے کس طرح پر مملوک مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح پر نہین ہو سکتی اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہین ہی تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب ایسی ہی کہ جس سے قابل ملک ہو گئین ہم اس بات کو تو ہرگز تسلیم نہ کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے محض بلا سبب صرف باتباع رسم جاہلیت ملک

پیدا ہوگا تو بڑی گمراہ بنالیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سراپا ممنوع ہے قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ
دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہارے خواہشون کا تابع ہونگا اگر
ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہوگیا اور ہدایت پانیوالون مین سے نہون اور کہدے کہ مین ایک
بڑی دلیل روشن پر ہون جو میرے رب کی طرف سے ہے اور تمنے اوسکو جھٹلایا ہے بھلا انصاف
تو کیجیے جسکو یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا ہو جو شخص بحکم خداوند تعالیٰ یہ
کہتا ہو کہ مین تو ایک بڑی دلیل بین پر ہون آپ کا ذہن کس طرح یہ قبول کرتا ہے
کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوجاوے العیاذ باللہ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ
حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال
یہ ہے کہ خدا نے اوتاری ہے یہ کتاب تیری مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہے اسبات کا کہ اس کتاب
یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ
يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ
اور اگر تو اکثر زمین کے لوگون کی اطاعت کریگا تو تجھے گمراہ کردینگے تجھکو خدا کی راہ سے وے لوگ
خیال ہی کے تابع ہین اور وے تو اٹکل پچو چلتے ہین عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ
صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية
ومطلب دم امرء مسلم بغير حق ليهريق دمه رواه البخاری فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنیوالا
اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بہاوے اوسکے خون کو روایت کیا
یہ بخاری نے ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا
وہ یہ بات کہسکتا ہے کہ وہ قامع بدعت و رافع رسوم جاہلیت جسکو خدای تعالیٰ بکلمہ سراج منیر
تعبیر فرمایا ہو اور جسپر یہ وہ کتاب اوتری کہ جسکو خدا تعالیٰ نور مبین کہتا ہے ایسی تاریکی مین پڑے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہی مرتکب ایسے گناہ کا ہوئے کہ خلاف آئین قدرت اور قبیح لذاتہ اور جڑ
تمام بدیون کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکیے یہان تک کہ سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام
بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے
انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ
کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جسنے افترا کیا
خدا پر جھوٹھ کا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھہ وحی اوسپر نہ آئی تھی آمدم برسر مطلب کہ
چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھہ شک وشبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو
فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھہ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قرآن سے ثابت ہی اور مجتہد عصر
نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھہ نہین
کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ معظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسی طرح کے
محل جرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی
غلامون کا جو اونھونے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلاً اور نقلاً مستحسن ہے
یا وہ جو صاحب ہدایہ معظمہ نے بر بناے ادلہ شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر ہی جناب
مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و
جدال کی دراز کیجیے **مثنوی**

تا تو نمرودیست در آتش مرو — رفت نعلی ز دل ابراہیم شو
چون نہ سیاح و نے دریائی — پس مفگن خویش از خود رائی — او ز قعر بحر گوہر آورد
در زیانہا سود بر سر آورد — کاملی گر خاک گیرد زر شود — زر بر ناقص چو خاکستر شود
چون قبول حق بود آن مرد راست — دست او در کارہا دست خداست — جہل آید پیش او دانش شود
جہل شد علمی کہ در ناقص رود — دست ناقص دست شیطانست و دیو — زانکہ اندر دام ابلیس ست ریو

قال با انہمہ اب تک فضل الہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح
کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا حضرت جبرئیل

اون بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہی اونھون نے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط
کیا ہی جب اونھون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ ھُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَامِ
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور عقل بھی مقتضی اسیکی ہوئی کہ جب بسبب غلبہ نفس بہیمی کے جوہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین بہت ہی مغلوب کالمعدوم ہو گیا تو بحجر صفت بہیمی کے جو ہر
طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہی کچھ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی
اسیکے مؤید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھون نے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر وے مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اور نکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھون نے حربیون کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ آج تک کسی بزرگ نے الخ آپ دیکھیے تلویح اور اصول فخر الاسلام
مے لکھتے ہین کہ الرِّقُّ ھُوَ حَقُّ اللّٰہِ تعالی ابتداء بمعنی انہ ثبت جزاء للکفر فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادۃِ اللّٰہ تعالی والحقوا انفسہم بالبھائم فی عدم
النظر والتامل فی آیات التوحید جازاھم اللّٰہُ تعالی بجعلھم متملکین مبتذلین
بمنزلۃ البھائم ولھذا لم یثبت الرق علی المسلم انتھی و بڑا تعجب یہ ہی کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکی مباح ہونے پر نص صریح موجود ہی آپ کو معلوم ہی مگر از راہ مغالطہ کے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہو یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُبْطِلُوْنَ
چنانچہ قول آئندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہی **قال** البتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہی اور یہ نہایت عمدہ
اور بہت ہی خوب اصول ہی مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غالبًا ہمارے علمانے قیاس
سے انسان کو بھی مال سمجھا ہی **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ مین حکم شنا

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہین اَحَلَّ اللہُ لَنَا الْغَنَائِمَ رواہ البخاری یہان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہے کہ حاوی ہے اپنے جمیع تناولات کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی ہمکو سب غنائم اور حلال کین خدا نے واسطے ہمارے سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے عرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین مگر حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا کیا اونپر حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لائے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا ہے شاید آئندہ کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنمہ یغنمہ فھو غانم وغنم یغنم فھو مغنوم قال ابو الطیب شعر یسکر یا اعطاک لا عن جہالۃ ولکن مغنوماً نجی منک غانم دیکھو اس شعر مین اطلاق مغنوم کا اوس شخص مستق پر موجود ہے جسکا ذکر اشعار سابقہ مین ہے شعر فی کل یوم ذا الدمستق مقدم قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم علاوہ برآن روے لغت کے غنیمت و فی مرادف ہین جنانچہ علماے لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی مین ہر آئینہ انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسپر معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذر گئی پس کچھ شک وشبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہین اور جو چیز کہ داخل غنائم ہے وہ ہماری مملوک ہے اور ہمکو حلال ہے پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہین خدا تعالے فرماتا ہے کہ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللہُ عَزِيزًا حَكِيمًا یعنی عطا فرمائی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اونکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا یہ خبر ہے غنائم خیبر کی کہ جنمین سبایا بھی تہین جب یہ بات ثابت ہولی کہ لفظ مال گھڑا ہوا مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہے اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہے ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور حدیث

نبوی مین اوسکی حلت پر نص صریح ہی تو سب دعاوی اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہ الی آخرہ
بجز افیرہ باطل ہوگئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر بانند شمس نصف النہار کے
آشکار ہوگیا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اب ہم مجتہد صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ سوال حربیین جو خود آپکے اقرار سے بھی مالک غانمین ہوجاتا ہو آیا یہ حکم ملکیت کا
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی چیز حربی کی
از راہ سرقہ یا دغابازی کے آپکے ہاتھ لگ جاوے تو آپکی ملکیت ہوجاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلای غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو سخت نامعقول ہی **قال** بہرحال جو ہو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علماے اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہے
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹھ
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر بیہودہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کس کا نام
ہی قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
کہہ تو کہ لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلانے والی
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے اسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکرسکوگے مگر ہان
ولیم ودیدن اور جانسن کلوکسن اور سارب وغیرہ کی رائے جنکی تقلید سے انبیاء علیہم السلام کے
ہو پیش کروگے ولیس احادیث نبی آخر الزمان صلعم وصحف صاحب الملۃ الحنفیۃ البیضا حضرت ابراہیم علیہ السلام
ع م سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقرر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی دی
موسی علیہ السلام نے اوسکو جائز رکھا عیسی علیہ السلام ایک حرف بھی نسبت اوسکی زبان پر نہ لائے
قبل از نزول آیت فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمعیل واسحاق
ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی وما اوتی النبیون
من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون فان امنوا بمثل
ما امنتم بہ فقد اھتدوا وان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ
وھو السمیع العلیم کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہے ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسے
اور عیسی اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
مین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے ان
اکثر شرع محمدی کے اقوال ولایتی صاحب دوست محمدی اور ولیم ولر فرسن صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہے
تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ
بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ قائم ہوجاو ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہے کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراویگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جنکو ہم نے بیان کیا
ثابت ہوگئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہوجاوے گا تو یہ اصول رقیت باطل ہوجاویگا اور سبکو یہ تسلیم کرنا

پڑیگا کہ اسلام میں کوئی شخص اور کسی حالت میں لونڈی غلام نہیں ہوسکتا پس اب ہم امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہیں **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو پسند کرتے ہیں کیونکہ اسکے ضمن میں یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہو جاویگی کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہیں اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھ وے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہیں اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہیں اور ایک بات بھی پاس خاطر دوستوں اور امراسے زبان پر نہیں لاتے لیکن ایک بات ہے ہم باعلان تمام مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہیں کہ چونکہ صفحہ ۱۱ پر وے مدعی اسکے ہوے ہیں کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے ہمنے بھی بلحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوپر بھی ہم اوس التزام پر قائم رہے اور آیندہ بھی قائم رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہیں کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کوئی قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگاوینگے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اوس قید کو پیش کریں لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے یہی معنی لکھے ہیں اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گھڑے تو ہم کلام عرب سے سند مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہی اوسکی سند کچھ نہیں اول تو ثبوت اوسکا ابن عباس تک ہی نہیں چلتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہیں سمجھتے پس بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل استدلال اور احتجاج کے نہیں تعمیم و تخصیص الفاظ میں بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو اختیار ہی نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی میں البتہ علما کے لغت اور کلام فصحا اور

اور شعرائے عرب کو مستند سمجھینگے تراکیب اعرابیہ و تصاریف کلمات مین اکابر علمائے
نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھہ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن
یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف
توجہ کرین اب ہم مستعینا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین و بحبل اللہ توقع ہم اس میدان
مین فتحیاب و غالب ہوکر مخالفین کو غلام ہی بناکر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان
مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہی
اقول جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ
ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لا سکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہی چنانچہ کچھہ
اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہی اور کچھہ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو نہ دیکھین یا نہ سمجھہ سکین تو اونکی
بصر و فہم کا قصور ہی ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؛ **قال**
کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہی کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے
جاتے ہین لونڈی غلام ہوجاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہی
وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الاية
اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الاية یعنی جانو تم جو لوٹ مین لاؤ تم کچھہ چیز
تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہی جسکا
بیان آیت مین ہی دی اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو
وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلدتر دے تمکو یہ غنیمت
یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سبایا بھی تھین اور اسباب مین سبب ورود احادیث صحیحہ
مشہورہ کے کچھہ کلام اور انکار نہین ہوسکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور لام للہ و للرسول

ہین ملک کا ہی جیسا کہ لہ ما فی السموات و ما فی الارض مین ہی پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
غنیمت مین آوے کوئی چیز کیون نہو جبکہ اطلاق شئی کا صحیح ہو اوسکا خمس تو مملوک خدا اور
رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہی اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین
اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی اطلاق شے کا بالبداہۃ صادق ہو پس یہ آیت تعمیم و تناول
سبایا مین ہر آئینہ مفسر ہی کسیطرح قابل تاویل و تخصیص کے نہین دوسری آیت وعدکم
اللہ مغانم کثیرۃ تأخذونہا فعجل لکم ہذہ الایہ عجل لکم ہذہ مین
لام تملیک ہی جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا تیسری آیت اثابہم فتحا قریبا و مغانم
کثیرۃ یأخذونہا الایہ عنایت کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے وے
اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الٰہی مین سبایا بھی داخل تھین پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہی کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہی اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت مجملہ نسبت مغانم خیبر کی ہی اور اوسمین سبایا بھی تھین کہ بحکم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تقسیم ہو کر مملوک غانمین کی کی گئین پس بسبب تحقق بیان
فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی درباب ملکیت سبایای
جہاد اور تناول کلمہ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا احلت لنا الغنائم واحل اللہ لنا الغنائم من نقی منا ملأت
رقابکم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود
ہین تو وہ کون ہی کہ یہہ سکتا ہی کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن و حدیث مین حکم
نہین ہی **قال** مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہی **اقول**
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ضمنًا اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہی کہ ہم خوب ظاہر کر دین
اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علمای عظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہی اگر وے
مانند مجتہد دھر کے احتیاط مین کوشش نکرتے تو مثل مجتہد عصر فاش غلطیون مین پڑ جاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہہ دیتے کہ کوئی شخص نہین کر سکتا کہ قرآن مین انحراف یا اونہین کا کام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف غافل مجتہدون کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حب جاہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے دل سے قیدین بنا کر موجد تحریف ہوے **قال** چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین **اقول** ماشاءاللہ کیا کہنا ہے آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے اور مجتہد غریب بیچارے تھے کہ خدا سے بھی ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی بہت ادب اور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش ہے سب بدیون کی ہے اوسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی عم اور اونکے بعد انبیای بنی اسرائیل کی آپنے کیسی غلطی پکڑی کہ اونہونے اکبر الکبائر کو جائز رکھا اور شریعت مقرر کیا عیسی عم کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ وے عالیجناب ایک حرف بھی اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ اونہونے باتباع رسم جاہلیت کے ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا جب آپ اس پایۂ عالیہ پر ہین تو بیچارے علمای اسلام کہ ہمہ جہت تابع فرمان خدا اور انبیاے کرام عم کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنی کیا تامل ہے **ابیات**

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی		کہ بر درش ملک الموت بسمل افتادست
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین		تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم بھی جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہے یا آپ خود غلط ہین **قال** استنباط اول وہ سمجھتے ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیون اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے احکام اونکی نسبت بیان ہوگئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام کا رکھنا

جاتا ہے کہا گیا ہے کہ یہ دلیل زمانہ مستقبلہ سے متعلق نہیں ہو سکتی **اقول** ہم نہیں جانتے
کہ مراد آپکی استقبال سے کیا ہے جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہے وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت سے
اجمال کو کام میں لاتے ہیں اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہے تو سراسر غلط ہے چنانچہ اس شق کو ہم خود آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہیں اور بہت دلیل قوی
سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم یا مانند اسکے کلمات وارد ہوئے ہیں
وہ مشتمل ہیں اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہے اور یہ بہ نسبت شمول عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہیں اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہیں اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کر دی ہے اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً ہے تو ہر اینہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنہ مستقبل ہیں ہیں اونکو متناول ہے لیکن پس استنباط زمانہ نا بعد آیت
اما منا بعد واما فداء کا بدون اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہیں ہو سکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہیں جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہو گئی اور یہی معنی ہیں نسخ کے پس
اب اسپر مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہے سو اثبات اسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہے اور ہمپر یہ امر ہے کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کریں ہم اونپر جرح
کامل پیش کریں مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکورا اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہیں چنانچہ
عنقریب بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر گئے ہیں کہ قبل نزول آیت
حریت کے جس قدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو مدعا آپ کا ثابت نہین ہوتا یہ تو ہمارا ہی دعویٰ ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلامون کو بطور لونڈی غلامون کے تسلیم فرمایا نہ بطور احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آیندہ کے منسوخ فرمایا مگر یہامر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہو سکا نہ بعد اسکے ہو سکے **قال** اور اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین وہ کلمات اون سب ازمنہ کو متناول ہین جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد آوینگے مگر تجدید زمانہ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانہ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد واما فداء آخر تک تھا اوسکو تو متناول ہے اور اوسکے بعد کو نہین خلاصۂ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت بمعنی ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم آویگی اور اگر معنی ماضی بہ نسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہمنے شرح اوسکی کی ہے لیا جاویگا تو بلا قید جمیع ازمنہ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت مین جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ یہ حکم فلانی مدت تک باقی رہا اور آیندہ کو نرہا تو اوسپر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے اور جب تک ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہین پس قول مصنف کا کہ اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط محض ہے اور سارے استنباط کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم اللہ تعالےٰ نے سورۂ براءۃ مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بدعہدی کرکے لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جب مہینے جنمین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکین کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور ہر جگہ اونکی گھات مین بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا راستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی **اقول** آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہی
کہ جنھون نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ آیۂ سابقہ مین اون مشرکین کو جنھون نے عہد کیا تھا اور اوسپے
عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہی اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور وہ مشرکین
جنھون نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکی سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اذان من اللہ
ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ
الآیہ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروہم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیرو اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کنصرہ ینصرہ ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو سے مطلب اوسکا یہ ہی کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم کے لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو
ولیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہی یعنی تعرض نکرو **قال الشاعر**
وقال کل خلیل کنت آملہ + لا الہینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکلما قدر الرحمن مفعول + **قال** ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیۂ استرقاق رکھا ہی اور
علماے اسلام کے بڑی سند رقیت پر یہ آیت ہی مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے
اندھی نہین ہوئی ہین کہہ نہین سکتا ہی کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہی **اقول** علماے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہی
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارۃً رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکو اوپر
لکھا ہی اور آگے اس سے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیاً منسیاً کر دیا اور انکا تذکرہ
بھی نہین کیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتاب اللہ وراء ظہورہم
کانہم لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین **قال** اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہی یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہی تا کہ وہ مسلمانون پر فوج نلا سکین
یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

کہین ذکر بھی نہین انتہی مختصراً **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لڑانا لغط یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر ناواقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف
نہین یا فرط تعصب گمراہی کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب کیا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا کے یہ معنی ہین نہ لڑے تھے اوس سے بالیقین کیا أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہین کہ کیا لڑا تو نفس زکی سے یہ لفظ تو اُردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہی
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسی مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اوروں کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش مین آپ ہی
پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکان نہد
خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیان آپکی تو بحید و بیشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کہ تاکہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لا سکین یا شب خون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکین سراسر بیجا ہی قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گھڑ رکھی ہی جناب مجتہد صاحب آپنے اسی منہہ سے مجتہدین امت محمدیہ پر درباب بیان
کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس منہہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرما رہے ہین یہان بھی
تو وہی الفاظ فرما لیجیے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب
صاف ہی کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑ لی ہی اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیون کو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق
مذکور نہین لیکن جب آیات و احادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہی چنانچہ بیان
اونکا کچھہ اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال ہی لازم سے لازم پر اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اوسکی اور ادلہ شرعیہ سے پائی جاے

علاوہ پر ان دیکھنا چاہیے کہ اون قیدیون کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا آیا فدیہ لیکر
چھوڑدیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑدیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی
اوس عرصہ مین مدینہ منورہ مین جیلخانہ تھا کہ اوسمین میعادی یا دائمی محبوس ہوئے غرضکہ جیسا کہ
شارع نے اونکے ساتھہ کیا ہو اوسیکو حکم تشریعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر شرط
ٹھہراچکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط
قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجہ بطرف عبارات
تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین قال استنباط سوم والمحصنات من النساء الا ما ملکت
ایمانکم الخ استنباط چہارم قولہ تعالی وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک
ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ما ملکت بخوبی کرچکے ہین اور
بخوبی ثابت کیا ہو کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہی اقول ہمنے اوسی جگہہ
یہ بات بخوبی ثابت کردی ہی کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین سراسر
تحریف کی ہی اور جسقدر آپنے لکھا ہی سب خلاف لغت اور خلاف محاورہ عرب اپنے جی سے
گڑھکر لکھا ہی اور جو کچھہ آپنے وہان لکھا ہی محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل
کیا ہی لکھا ہی کسیطرح پر اسکے قائل نہین ہین کہ کچھہ بھی التفات اوسپر کیاجائے قال
استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہی کہ سئل رسول اللہ صلعم عن اهل الدیار
یبیتون من المشرکین فیصاب من نساءهم وذراريهم قال هم منهم وفی روایة
هم من آبائهم اقول ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی
اسکی تفسیر مین لکھا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اون سے
کچھہ بحث ضرور نہین قال استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہی عن سمرة بن جندب
عن النبی صلعم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخهم ای صبیانهم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے بیٹون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بھی
زیادہ بحث کی ضرورت نہین سمجھتے **قال** استنباط سوم سب سے بڑا استدلال علمای
اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اگر یہ ہو تو آمنا
وصدقنا ہماری سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا
انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہو ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو
آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین بانیہ
رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین سعدی جامی چہ لاف میزنی از پاکدامنی ٭ بر خرقہ ات تو اینہمہ داغ
شراب چیست ٭ مگر جائز سمجھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی بہت احادیث
صحیحہ سے استرقاق جیسا کہ ثابت ہی چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہی اور چند احادیث
اور بھی ہین کہ ہم قریب تر اونکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال**
اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد سے
قیدیون کے لونڈی وغلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نفس بحث اسپر اصلا منحصر
نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو
قال کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے
تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر
کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اس بات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول**
یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہوا اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم
اول کو بسبب فعل وقول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا
قال تیسرے اس امر پر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اس حکم کے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہی تو وہ فعل منشا استنباط کسی
مسئلہ شرعی کا نہین ہوسکتا **اقول** بیان اسکا مطابق افتراءی کے ہی چونکہ یہ استنباط مبنی
بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی
یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول ثبوت و عدم ثبوت مین گفتگو کرنی
لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہی اس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین
یا بعد کے بعد اوسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضایقہ نہین اونھین کی
خوشی سہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی
غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین
کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی
اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک وتعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً
اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونپر بھی سان کر چکو
تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنیکے بعد یا تو اونپر احسان رکھ کر یا اونسے فدیہ چھوڑ الی لیکر چھوڑ دو
اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیہ کریمہ اذا لقیتم الذین کفروا الآیہ سے ہی اور ابتدا
انکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس سے کہ استدلال اور استنباط مجتہد پر
مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق
اصولیین اور بیان معنی آیت کا موافق قوال ائمہ لغت اور نحاۃ اور اہل صناعۃ یعنی منطقیین کے
مشرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہوا اوپر تین فصل کے **فصل** اول بیان دلالت
آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اوسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**
قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤی اِذَاۤ
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جب ملاقی ہو تم اون کافرون سے

جو کافر ہو گئے ہین تو مارنا ہی گردنونکا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو
بند اونکے تب اختیار رکھتے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ لو یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اونپر احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمہ بعد
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ مؤید اس مدعا کے ہی
اور غایت اس حظر کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالی
اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ امّا اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین لیکن بعد وجود اثخان اون دونون
امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان رکھنا اختیار
کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو بعد کو ہی
اور ضمائر مجرور مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون منہم
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جنپر فعل لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول
لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا عورات
و ذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی مثخنین ہین جو بعد از
اثخان شد الوثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد بھی آگے چلکر بحث منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ آیۂ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی
جو قید ہو گئے ہون اور لڑنے سے قادر نہون بنا ہی مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر بین الشیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا واجب ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہہ آیت مین تخییر بین الواجبین نہین بلکہ تخییر بعد وجود امتحان ہی درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از امتحان محظور رہین پس یہ تخییر کسیطرح مفید حصر نہین ہوسکتی بعید نہین کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلون کو
تسلیم نہین کرتے ہر چند کہ یہ کہنا ہی اوسکا دلیل جلی اوسکی بےعلمی پر ہی کیونکہ مسائل اصول کے
بدیہی ہین مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہہ لکھون اور وہ یہ ہی کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہین ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہین اور نہ باہم متلازم ہین ہرگاہ کہ مجرد تخییر عین ایجاب نہین ہی نہ مستلزم
ایجاب ہی پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہین ہوسکتا ہی ہان اگر وجوب دونون شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان مین حکم تخییر نافذ ہو تو بلاشک وشبہہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہوگی کیونکہ اس حالت مین اگر مفید حصر نہو تو سواے
دو شیئون یا اشیاء واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیاء مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیاء مخیرہ کا باقی نرہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر مین جاری نہین ہوسکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیاء مخیرہ کا منافی اوسکا نہین ہی کہ وہ شیئین جو پیشتر محظور تھین بعد از حدوث
کسی امر کے اونمین حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہی کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا سبب
یا علت کے بعض اشیا جائز ہون اور بعض محظور رہون اور بعد از وجود قید و شرط وغیرہ
کے وہ اشیا جو جائز تھین بدستور جائز رہین اور جو اشیا کہ محظور تھین اونمین بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بجز ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح روا نتھا بعد از نفاذ حکم اختاروا احدی الطائفتین اما
السبی واما الاموال اگرچہ اختیار لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال وسبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونون شیئون کا جو پیشتر محظور نتھا اب بھی ممنوع نہوا اور تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہ ہی وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے
علماے اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا درمیان من و فدا اور موجب حرمت
استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالی کا اس آیۃ سے تمامتر مبنی ہی اوپر
عدم واقفیت کے زبان عرب اور ضوابط و اصول استنباط احکام کے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر
نہین اور اگر ہم حصر مزعومۂ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کرلین تب بھی حکم مقصد دوم
مخصوص ہی ساتھ مقاتلین کے اور سبایا ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور حکم مقصد ثالث
منجملہ مقاتلین کے بھی مثخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخنین سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموماً
حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم دربیان تفصیل کلمۂ اما اور اوسکے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے

مخفی نرہے کہ اَو اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید حرف عطف
بمنزلة او في جميع احكامها الا في وجه واحد وهو انك تبتدي في او متيقنا ثم يدركك
الشك واما تبتدي بها شاكا فلا بد من تكريرها یعنی کلمۂ اما بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف
عطف کا ہی بمنزلۂ اَو کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو او مین شروع کریگا
بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھ ہوگا اور ضرور
پڑیگا مکرر لانا اِمّا کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ اَو نہین ہوتا معطوف پر
اَو لایا جاتا ہی اور اِمّا مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی بحر محیط
اَو مین لکھا ہی اَو حرف اذا دخل على الخبر دل على الشك والابهام واذا دخل على الامر
والنهي دل على التخيير كقولك كل السمك او اشرب اللبن اي لا تجمع بينهما والاباحة
كقولك جالس الحسن او ابن سيرين یعنی او حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت
کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند
قول تیرے کے کل السمك او اشرب اللبن کہا تو مچھلی کو یا پی تو دودھ کو یعنی جمع نہ کر درمیان انکے

اوبھی دلالت کرتا ہی اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھ یا ابن سیرین کے ساتھ فی القاموس اِمَّا تو للمعان للشک کجاءنی اما زید واما عمرو اذا لم تعلم الجائی منهما والابهام کاما یعذبهم واما یتوب علیهم والتخییر اما ان تعذب واما اَنْ تتخذ فیهم حُسناً والاباحة تعلم اما فقها واما نحوا یعنی اما کئی معنون کے لیے آتا ہی واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہو اور ایہام کے یعنی مخاطب کو وہم مین ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ لے اونمین بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھ تو یا فقہ کو یا نحو کو ابن ہشام مغنی اللبیب مین لکھتے ہین لاما خمسة معانٍ احدها الشک والثانی الابهام والثالث التخییر والرابع الاباحة والخامس التفصیل اما کے پانچ معنی ہین ایک شک دوسرے ایہام تیسرے تخییر چوتھے اباحت پانچوین تفصیل اور بحث او مین تخییر کی یہ شرح کی ہی کہ ما یمتنع فیه الجمع نحو تزوج هندًا او اختها وخذ من مالی درهمًا او دینارًا تخییر اوسکو کہتے ہین کہ جسمین جمع نہو سکتی ہو جیسے کہ کہا جاوے کہ نکاح کر یا ہند کو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال مین سے یا درم یا دینار اور اباحت کی شرح کی ہی ما یجوز فیه الجمع اباحت وہ ہی کہ جسمین جمع جائز ہو اور یہ اقوال اونکے مطابق محاورۂ عرب کے ہین چنانچہ اون مثالون سے جو اونھون نے لکھی ہین اور بھی امثلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہی حدیث وفد ہوازن مین جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہین قال رسول اللہ صلعم اختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال فرمایا رسول اللہ صلعم نے اختیار کرو ایک کو دونون مین سے یا مال کو یا قیدیون کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہین ہی کہ ان دونون کے سوا تیسری صورت ممنوع ہی کیونکہ اگر وے لوگ دونون مین سے ایک بھی نہ لیتے بلکہ دونون کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا اونپر کچھ واجب نتھا کہ چھوڑ دینے کی شق کو قبول نکرین بلکہ مطلب یہ ہی کہ مجموعۂ دونون چیزین تمکو نہ ملین گی صحیح بخاری مین کتاب الدیات مین قول افصح العرب صلعم منقول ہی من قتل له قتیل فهو بخیر النظرین اما ان یودی واما یقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سولے ان دونون شقون یعنی سو آدیت اور قصاص کے تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر انھین دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے ای رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کر تو اون دونون مین سے جسکو چاہے دیکھو یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد یہ ہی کہ جمع دونون مین ممنوع ہی اسی طرح پر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر بمعنی ممانعۃ الجمع ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدًا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا وان شاءوا اخذوا الدیۃ یعنی جسنے مار ڈالا کسیکو عمدًا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مار ڈالین اور اگر چاہین تو خون بہا لے لین دیکھو یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہوگیا بلکہ اونکو ایک تیسری بات کا بھی اختیار ہی کہ عفو کرکے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہی کہ اِمّا اور اَوْ واسطے احد الامرین یا احد الامور کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلم الفقہ والنحو لم یفھم من اِمّا واَوْ بل لیست ھی الا لاحد الشیئین فی کل موضع وانما استفید الاباحۃ مما قبل ومما بعدھا واما کلا لتھا فی الاباحۃ او فی التخییر علی احد الشیئین فھی علی السواء بل معانی الشک والابھام والتفصیل والتخییر والاباحۃ جمیعًا لیست مما استفید من اَوْ واِمّا ودلت علیہ اذ ھی لا تدل فی جمیع مواقعھا الا علی احد الشیئین او الاشیاء وتلک المعانی المذکورۃ تعرض للکلام امّا من قبل اَوْ بل من قبل اشیاء اخر اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت اِمّا اور اَوْ کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے بالذات نہین بلکہ اِمّا اور اَوْ درباب دلالت کے اوپر امور مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کے ہین

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو در باب ارادہ کسی معنی کے معانی مذکورہ سے بسبب اجمال کے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ما نحن فیہ مین نظر کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود نہین پس کلمۂ اِمّا معارض اوس جواز کا نہین ہوسکتا اور منسوخ نہونا جواز سابقہ کا از روے کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہی کہ کلمۂ اِمّا آیت ما نحن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً ہمنے بیشتر ثابت کردیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ بیان اوس اجمال کا ہوگیا اور کلمۂ اِمّا در باب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہوگیا ثالثاً آیات قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہی مفسر اسکے ہین کہ کلمۂ اِمّا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہی پس جگہ کہ مدار اوپر دیگر قرائن و وجوہ کے ہی اور قرائن و وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہوسکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ اِمّا سے ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمۂ اِمّا بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی یا کمال غفلت ہی

فصل سوم

در بیان طریق سبر من اہل صناعت یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بمعاندۃ قضیۃ لاخری اما ثبوتاً و انتفاءً و یسمی حقیقیۃ او ثبوتاً فقط و یسمی مانعۃ الجمع او انتفاءً فقط و یسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہی جسمین حکم کیا جاوے معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہی منفصلہ حقیقیہ (مثال اسکی

یہ ہی کہ زید یا عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً اور انتفاءً ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہی
کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہی
فقط اسکا نام مانعة الجمع ہی (مثال اسکی یہ ہی ہذا الشئ اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز
گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہی فقط
اسکا نام مانعة الخلو ہی (مثال اسکی یہ ہی کہ ہذا الشئ اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہی کہ مثلاً
پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہی اور غیر حیوان بھی ہی مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورۂ بالا سے ثابت
ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہی اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے
اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علمائے اسلام نے
بھی تسلیم کیے ہین اور بحوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ انھین بتصریح تمام اس اما
کو واسطے تخییر کے لکھا ہی اور تحقیق مرقومۂ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع
الجمع ہین یعنی یہان "اما" مادۂ منع الجمع مین مستعمل ہی جب یہ سب امور متحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ
آیت کا یہ ہی کہ بعد مشکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو او نپر احسان رکھو گے چاہو اونسے
فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تم پر
واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ وے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال
کرتے ہین اونکا تو استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہی کہ قضیہ اما منّاً بعد و اما فداءً مانعة
الخلو ہی کہ ان دو شقون کے سوای تیسری ممنوع ہی حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع
کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعة الخلو کی نہین چنانچہ مثلۂ مذکور سے ثابت
ہی پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور
تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال
کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ اللاذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالی

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی نہ اوس سے
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مثخنین سے یا احسان رکھنے کا
اونپر ثابت ہی مگر ثبوت اختیار من و فدا مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما
بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی میں مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حال آنکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ اِمّا اور اِنّما کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** اسی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھ بھی واقف نہین کہان اِنّما کہان اِمّا واقعی میں
اِنّما منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفة علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفة
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ اِمّا بھی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو منجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ طبل
تہی ست ہاوت لکھیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمّا قائم و اما قاعد مستلزم منع خلو با انفصال
حقیقی کا نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے اِنّما زید اِمّا قائمٌ او قاعدٌ تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذائد الحامي الذمار وانما یدافع عن احسابهم انا او مثلي پس اِمّا یا او کو
بالذات مانند اِنّما کے مفید حصر و قصر سمجھنا تمامتر نا واقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورہ بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمۂ قصر کا ایک دیگر جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سے سوحال اپنا کیون صرف

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہو گئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہو گیا وہو المطلوب علاوہ
بران معنی حصر تمامتر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہوا کہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ
آزمودہ صنادید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلے
کے اور جد و جہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہو گئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست
مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مدد دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام
عربا کی پیش کین ہین آپ سے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس مونہہ سے ایسا دعویٰ باطل
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذوالقرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ
حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتون کے علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بتصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین مذکور
ہی قال تعالیٰ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا
وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨالْحُسْنٰى کہ جو ظالم ہو تو اوسکو ہم عذاب دینگے
پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاو

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر معنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن اوابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع
درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھہ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمَّا کُلِ السَّمَکَ و اما اشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نکران دونون مین غرض کہ
سب تقریر مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمَّا اور اَو ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز
اسکے کہ منًّا یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھہ اوسکے ساتھہ نہین ہوسکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بربنا و تمہیدات مجتہد دہی بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین شجنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد دہی بھی استقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین شجنین کے نہ قتل ہوسکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور
مین پیغمبر خدا صلعم سمجھتے تو وقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوۂ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنی استار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکے کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

نازل ہوئی غزوۂ طایف مین جو شوال سنہ ۸ ہجری مین ہوا حضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے
فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لیلیٰ بنت غیلان کی بیٹی کو ضرور لے لینا علاوہ اسکے اور بہت
واقعات ہین کہ جنسے یہ بات ثابت ہی کہ بعد نزول آیت اما منّا و اما فداء کے بحکم پیغمبر صلعم
قتل بھی ہوا اور استرقاق بھی ہوا اگر واقع مین آیت مذکورہ فائدہ وجوب حصر کا بخشتی تو زنہار
بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل اور استرقاق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل ہی فالملزوم مثلہ اس تحقیقات
سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب لحوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور
بیان آیۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کی مفسر ہی عدم ارادۂ وجوب
حصر مین تو اب مجتہد عصر کو اوسمین کسیطرح کی گنجایش تاویل اور تخصیص کی نرہی قال علمائے
اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس
مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہی تاکہ معلوم ہووے کہ ان معنون سے
کوئی انکار نہین کرسکتا **اقول** صاحب کشاف اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے
جو کچھ لکھا ہی ہم اوسکا انکار نہین کرتے اون سب نے اِمّا کو محمول اوپر تخییر کے کیا ہی اور تخییر
کے معنی ہم اوپر بیان کر چکے ہین بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہوتین
تب بھی ہمکو اونسے کچھہ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم مقلدانہ گفتگو نہین کرتے مگر ہم یقین کرتے
ہین کہ بعد مطالعہ ہماری تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر مین بھی اونکو حسب عادت مطعون
فرماوینگے یا اون کی تفسیرون کی کچھہ تاویل دل سے گھڑینگے ایک بات اور بھی
لائق اظہار کے ہی کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہین اکثر غلط ہین صیغہ ہائے
مضارع کو توعموماً بمعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہی اور علاوہ اوسکے اور بھی
غلطیان ہین مگر چونکہ ہم مقلدانہ بحث نہین کرتے پس ہمکو ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھہ تعرض
ضرور نہین **قال** زمانۂ جاہلیت مین اور نیز کسیقدر ابتدائے زمانۂ اسلام اور قبل نزول
اس آیت کے قیدیون کو مار ڈالنے یا لونڈی و غلام بنا لینے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا قول کسیقدر ابتدا سے زمانہ اسلام کے کیا معنی ابتک یہی حکم ہی
مگر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے
کفر پر قائم ہون اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول
ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانہ فتح مکہ رمضان ۸ھ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی اکیس برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانہ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اوسکے
تھا قتل کیا گیا اور سبایای غزوۂ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن
ولید مین ہی عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ
فاصطفے علیؓ منہا سبیۃ فاصبح وقد اغتسل لیلۃ وکنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا ترى الى ہذا فلما قدمنا على رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض
علیا قلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاریؒ بریدہ رضی نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالبؓ کو پیغمبر خدا صلعم نے خالدؓ کے پاس تا کہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالدؓ نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس
صبح کی علیؓ نے اور حال یہ کہ اونھون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالدؓ سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ اے بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علیؓ کو مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ برا نہ جان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہر خمس مین روایت کی ہو بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حج الوداع سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ رواج موقوف و منسوخ ہوگیا قال اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا اقول یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو درباب رہائی اساری بدر کے نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور چھوڑ دینے لیسے قیدیون کے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ غزوہ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعدازان وہ بھی جائز ہوگیا یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعدازان وہی واجب ہوگیا تو البتہ گنجایش بھی تھی اور یہ قول اونکا کہ زمانہ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی قال اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا اقول بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہیں ہوا تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کردیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے من و فدا ہی واجب ہوگیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہوگیا اور یہ امر کلمہ اِمّا سے ہرگز ثابت نہین ہوسکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے قال اس آیت پر جو نص صریح ناقابل التاویل ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے اس مقام پر لکھتے ہین اقول جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین و اقفیت لغات عرب سے

جو تم بھی شرط اجتہاد کی ہی خوب ہی رکھتے ہین ہین مین تو کیا منصب رکھتا ہون کہ اونکی حرف گیری
کرون مگر فاضل بت شکن کا شعر در باب تخطیہ ہندو کے مینے دیکھا ہی اوسکو لکھتا ہون شعر
خلاف رای عدو است این خلاف زرا ئے ٭ دگر یدانکہ نبا ید بجای رد تردید ٭ رد و ترد دیدا
و تردا و افترد دو زحل مرد و جائز با شد اور اس آیت کو در باب حصر و جوب من وفا کے نص
سمجھنا یہ بھی سراسر نا واقفی مجتہد عصر کی ہی اور ہم اس آیت مین کچھ تاویل پیش نہین کرتے بلکہ
جو معنی انما کے از روے لغت کے ہین اوس سے اصلا تجاوز نہین کرتے البتہ مجتہد عصر
خلاف لغت کے تاویل باطل آیت مین فرماتے ہین کہ انما کو واسطے حصر کے بر خلاف
لغت کے ٹھہراتے ہین اور اپنا عیب ہمپر لگاتے ہین **قال** بحث اول متعلق زمانہ نزول
آیت **اقول** شروع کتاب مین آپنے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہی کہ صرف خدا اور
خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی مین
نہ پڑینگے اور ہمنے اوس مقام پر لکھا ہی کہ جہان آپ اپنے اس عہد کو نہ نباہینگے اوسی
جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہی کہ آپ بجز تقلید کے ایک حرف بھی زبان پر
نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورۂ محمد صلعم مین ہی اور ہم
دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد مکے مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اس
دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر
دیکھ لین کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی رمضان
سنہ ہجری مین ثابت نہین اور جسقدر اس باب مین اونھون نے دلائل پیش کین ہین سب
مبنی بر تقلید اور بے سند مثلاً ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھ سند نہین بلکہ وہ بھی صرف
مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہین ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات
ثابت ہوتی ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہی ظاہر اوہ اقوال علماے حنفیہ کے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ قبل از
ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اسمین یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازان آیات سورۂ انفال و براءۃ سے آیۂ منّ و فدا کی منسوخ
ہوگئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہی واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہین ہی کہ اون قائلین کا مطلب یہ ہی کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہی دیکھیے بعض
سورتون کی نسبت یہ لکھا ہی کہ یہ مکیہ ہین اوس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ زمان فتح مکے مین نازل
ہوئی ہون پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیۃ تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانۂ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیۃ منسوب طرف فتح مکہ کے ہی جو مجتہد عصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہی اب ہم دلائل قطعیۂ مجتہد عصر پر متوجہ ہوتے ہین **قال** اول یہ کہ تفسیر بیضاوی
مین لکھا ہی کہ بعض علما کا قول ہی کہ سورۂ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہی **اقول** یاد فرمایئے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو ضلت علی الاسلام و مات عن الشاتۃ
اور بعد ازان یہ التماس ہی کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپکا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی اس قول غیر ثابت سے بھی ثابت نہ ہوا **قال** دوسرے یہ کہ حضرت
ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیۂ کریمہ
مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی یہ قول ابن عباسؓ کا مندرج ہی **اقول** یاد فرمایئے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہی کہ آپنے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہی اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہی اور صاف لکھا ہی کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین پس آپکی وہ مثل
ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس مین بھی جو تفسیر
کبیر مین منقول ہی یہ نہین کہ آیۂ منّ و فدا زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہی پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہین ہو سکتا **قال** تیسرے یہ کہ علماء حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
مین اوتری ہی **اقول** یہ کسیکا قول نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین اونمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ
یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہے ہمکو اوسکی طرف
توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہے کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے اثبات
ہے کہ یہ آیت بعد فتح مکے کے نازل ہوئی ہے مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت
نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہے اور اوسکا وہ قول غلط
بھی نہو تو بھی یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکے کے دن اوتری ہے پس غلطی مجتہد عصر
کی اس قول سے استدلال کرنے مین نیمروز سے زیادہ روشن ہے ارباب عقل کی جناب مین التماس ہے کہ وے
تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان
دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ اوپر ثبوت مذکور
کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہے تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا تماشا دکھاوین اب
ہم کہتے ہین کہ الحق احق ان یتبع خود اوس سورہ کے مضمون کو دیکھا چاہیے کہ اوس سے
کیا معلوم ہوتا ہے آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے یا مدنی ہے اگر مدنی ہے تو کس زمانے مین نازل ہوئی ہے
مین کہتا ہون کہ یہ سورہ ظاہرا مکیہ نہین ہے کیونکہ اسمین یہ آیت ہے وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ
قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْ اَخْرَجَتْكَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے
جسمین سے نکال دیا وہان کے رہنے والون نے تجکو پس ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ
سورہ نازل ہوئی پس ظاہرا مدنی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ اسی سورہ مین ہے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ طَاعَةٌ وَّ
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ کہتے ہین وہ لوگ
جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورہ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل
ہو گی کوئی سورہ محکم اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگونکو جنکے دل مین

بیماری ہی کہ تکنے لگین تجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھا گئی ہو پس خرابی ہی اونکی طاعت
اور بات اچھی بہتر ہی پس جب پکا ہو جاویگا وہ کام (یعنی واجب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہین سگے تو بہتر ہوگا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد سے
پیشتر اوتری ہی جسوقت مین کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس بات
مین حکم قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت مین غزوہ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ مین یہ آیت ہے
کہ اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کہ جب مقابلہ مین ہو تم اون لوگون سے جو
کافر ہین پس مارنا گردنون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فاذا عزم الامر مین بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حرف اذا جو
واسطے ظرف مفاجات کے ہی غالب اوسمین یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال مین قال تعالی ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمْ دَعْوَۃً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت مین تم نکل آؤگے قال الشاعر والنفس راغبۃ اذا
رغبتها واذا ترد الی قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہین ہوتی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور تحقیق
ہو لئے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور خود اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی علاوہ بران ایک دلیل
اور علماے حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہرگاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی نہین ہی تو دعوی
اونکا مقابل دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہین ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون —
فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کر سکیگے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بروز فتح مکہ نازل
ہوئی ہی تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اوسکا رد کرینگے
کہ دیکھو فائدہ جلیلہ قال بحث دوم متعلق معنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا
کسی طرح جائز نہین سمجھتے اقول مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کر دیا ہی قال مگر امام شافعی صاحب
اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام
بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہی اقول فتح القدیر مین
لکھا ہی کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام
ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر
جائز نہین ہی قال جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق
ومن و فداء جائز قرار دئے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع
ہوا اور اوس سبکو اونھون نے جائز قرار دیا اقول اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال
رسول اللہ صلعم پر غور فرمائین چنانچہ اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے
غور فرمائی قال مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے
بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور
نے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائے ہی
اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور
کر کے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فدا کو کیون جائز ٹھہراتے
کیونکہ دوسری آیت جو غزوۂ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فداء
کی ممانعت ظاہر تھی اور اونھون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوۂ اوطاس
کے سبایا پر بھی نظر کی اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کی شان

فائدہ جلیلہ

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر خوب غور کی ہی تب اونھون نے یہ چارون امر جائز
ٹھہرائے ہین قال یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ اوسکے بعد بجز من و فداکے اور کچھ
نہین ہوا اقول جھوٹھی بات ہی بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ ہوازن وغیرہ کے
بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی
لونڈی غلام بنائے گئے قال بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ مابعد کے
عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ
کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً مین جو صریح حصر ہی اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اس سے
حصر ہی مراد نہین ہی اقول انصاف کرو اسوقت حب جاہ اور تقلید دوستون کو برطرف
کرکے فرماو کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اسپر پیش
کی کہ اما واسطے حصر کے ہی جسقدر معانی علماے لغت نے اما کے لکھے ہین اونمین تو
حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کرچکے ہین آپنے جو خلاف لغت
ایک بات طبیعت سے گڑھ کر لکھدی تو فرمایئے کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی تعجب ہی کہ آپ
اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت
سے گڑھی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے
لگے آپ کی وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے واقع مین یہ بات ہی کہ اون لوگون
کا ایک کمال یہ بھی ہی کہ آپ سے لوگ اوسپر طعن کیا کرین ولنعم ما قال واذا اتتک مذمتی
من ناقص فہی الشہادۃ لی بانی فاضل قال چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ اما و انما
للحصر وحاصلہ بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء نقول الخ اقول واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات
معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیداً استدلال لائے جسکو آج تک کسی نے علماے
لغت اور علماے علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید انما کو جو اونھون نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجہ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ کی تو اوسپر نام دھرنے لگے یعنی نسبت مین فخر رازی اصلا مستند نہین وہ علما کے لغت مین سے تھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی تھے علماے بیان مین سے بھی تھے پس جو اونھون نے اِنّمَا کو بمعنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان کے تسلیم کیا یہ تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیداً پیروی کی یہ بات آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت مین غلطی کے نتیجہ سے لوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد مین غلطی مین ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض و تسلیم حصر کے بھی آیہ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ تعالی فَاِذَا لَقِیتُمُ الَّذِینَ کَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَا اَثْخَنْتُمُوھُمْ حتی لبیان غایۃ الامر لا لبیان غایۃ القتل والقتل جائز حتی جوا اذا اثخنتموہم پر داخل ہی واسطے بیان غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز قتل کے اور کچھ تمھارا ب سوائے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین مشروع ہو گئے اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح جاہین قتل کرین چاہین امور مذکورہ مابعد پر عمل کرین

واذا التحق المثخن بالشیخ الهرم والمراد کما اذا قطعت یداه ورجلاه فنهي عن قتله
اور جب لاحق ہو جاوے شخن ساتھ بوڑھی بیکار کے یعنی کٹ جاوین اوسکے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن
تو نہی کی گئی ہی اوسکے قتل سے ۱ یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہو جاوین تو جو نہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہی وہ نہی اونکو بھی متناول ہوگی اور قتل اونکا منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالی فشدوا الوثاق
امر ارشاد مشکین باندھنے کا امر ارشاد ہی یعنی امر استحبابی ہی امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہووے ثم قال تعالی فاما منا بعد واما فداء وفیہ مسائل المسئلة الاولی
اما وانما للحصر وحالهم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول هذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسر العرب فان النبی صلعم کان معهم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاهر فی المثخن الازمان ولان القتل ذکره بقوله فضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران ۱ اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ امّا اور انّما واسطے حصر کے ہی اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہی اون دونون امر مین بلکہ جائز ہی قتل اور استرقاق اور من اور فداء
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہی اور استرقاق ناجائز ہی عرب کے قیدیون مین کہ تھے پیغمبر اونکے ساتھ
اس سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہو جانا ہی
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہی قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من وفداء فقط خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ من اور فداء کا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہی اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خاص ذکر کرنے سے نامشروع ہونا
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر یہی بات ہی
کہ وے بیکار ہو جاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہی اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہی چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہی پس واسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے منجملہ چارون صنفون مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئین
پھر آگے لکھتے ہین والفداء یجوز ان یکون مالا وان یکون تعیما من الاسری وشرطا یشترط
علیھم او علیہ وحدہ اور فداء جائز ہی کہ مال ہووے اور یہ کہ سواے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاوین یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلۂ ثالثہ کے آخر مین لکھتے ہین المقصود ھھنا ارشاد المؤمنین الی الفضائل المقصود
اس جگہہ ارشاد مومنین کا ہی طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہین ہی بلکہ امر
فضیلت وندب ہی غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ اما
واسطے حصر کے ہی وجوب من و فدا اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہین آتا غایۃ الامر
یہ ہی کہ من و فدا مستحب ہی اور قتل و استرقاق سے افضل ہی اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فدا کی پیش نہین کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہین کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہین مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیہ کی ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ذکر من و فدا کا ارشاد ہی اس امر کا کہ
یہ دونون باتین جمیع اجناس عرب و عجم مین جائز ہین اور استرقاق عرب کے اوگونکا جائز نہین کیونکہ پیغمبر خدا صلعم
اونمین سے تھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا بھی سمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا جاننا ہی کہ شد
وثاق مثخنین کا ہی آیہ مین حکم ہی کیونکہ شد الوثاق مین کلمہ الوثاق معرف باللام ہی تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہی یعنی اصل مین شدوا وثاقھم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض مین لے آئے اور چونکہ مشد الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہات پانون سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اونسے
ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نرہی مگر یہی دونون امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ ضرب الرقاب سے ثابت ہی مگر غیر مثخنین مین تو وہی واجب رہا مثخنین مین واجب نرہا

غایت وجوب قتل انجان تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہین ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہین سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوسنے جو یہ لکھا تھا (فلان الظاہر
فی المتخنین الاثخن مان) لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کردیا کیا کرین مجبور ہین
لغت عرب سے آگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو محمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بالفتح ہمزہ بصیغۂ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالائے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حال آنکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین یہان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی مین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض فرمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ

جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کردیا ہی صراح زمانۃ بالفتح برجای ماندگی ع م ک ۱

ف ۲ رجل زمن نعت منه با اینہمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر معترض ہوکر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ و اسلم و غفار و اشجع موالی لیس لہم مولی دون
اللہ ورسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سوائے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ رضی اللہ عنہا
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آزاد کردے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل علیہ السلام سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ پیغمبر اوسی قوم مین سے ہین اور
جسطرح پر استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ مین جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہی بدون رد وجوہ خصم تحکماً یہ بات
کہدیجی کہ یہ کہنا غلط ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چند سے بعد در باب اعتاق جاریہ تمیمیہ کے
آپ نے خود سبب اعتاق اسکو قرار دیا ہی فانہا من ولد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہی پھر آپ اس
باب مین فخر رازی پر کسطرح معترض ہوسکتے ہین قال اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے
مستثنے بھی ہو اسکو مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اقول جناب
آپ بھی تھوڑے ہی عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث
اوسکی آتی ہی پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ
پیش کی ہو جو آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی
ہی پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کس
منہ سے اوس پر معترض ہوسکتے ہین قال اور اوزمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا
یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہی اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
تقریر ہی کہ کوئی اوس پر التفات نہین کر سکتا اقول دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلادلیل اور
محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہی کہ پیش از زمان من اور فدا اور قتل مین حصر تھا یعنی
کفار عرب یا اولاد اسمعیل کے حق مین سوا من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نتھا بعد از زمان
قتل واجب نرہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئیں سوا اونھین کو بیان کیا گیا اس تقریر مین
کیا لغویت ہی وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین
لڑائی مین ہی آلخ یہ بھی بلادلیل ایک لغو بات ہی مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین کہ جو حکم عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجانا
اونکا حصر سیہی ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہی دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کرکے
قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی
جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی ایجابی نہین ہی اسکا کیا جواب ہی مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھہ اعتراض کیا نہ ایجاب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے اوٹھہ نہ سکی اور مجملاً اسقدر بلا دلیل کہدینا کہ یہ بات لغو ہی دلیل عجز اور سراسر لغو ہے اور اصلا قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی منّ و فدا منّ کے معنی قیدیون کواوپر احسان رکھہ کر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** من کے یہ معنی نہین بلکہ معنی منّ انعام ہین چنانچہ علماے لغت اسپر متفق ہین اور یہ ایسی بات ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یترك الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ والفداء ان یترك ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما انتہے **اقول** جناب آپ یہان خیانت کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ معنی مطلق من کے نہین بیان کیے بلکہ اوس منّ کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ وقال فی شرح الوقایۃ وقتل الاساریٰ او استرقھم او ترکھم احرارا ذمۃ لنا الا المشرکوا اھل ذمۃ لنا ونفی منھم وفداءھم والمن ان یترك الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ والفداء ان یترك ویاخذ منہ مالا او اسیرا مسلما یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین اور قتل کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرے اونکو یا چھوڑے اونکو ذمی ٹھہرا کر اور نفی ہی اونکی من اور فداء اور یہ من (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہی کہ قیدی بغیر کچھہ لیے چھوڑ دیا جاوے اور یہ فدا یہ بات ہی کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ تعریف من کی جو شرح وقایہ مین ہی مطلق من کی نہین بلکہ اوس من کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی کہ

کہ نفی المن الخ جب یہ امر تحقیق ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہین پس وہ شامل ہے
اوپر ہر طرح کے احسان کے پس منجملہ اوسکے یہ بھی ایک صورت احسان کی ہے کہ جان بچا دیجاوے اور رقیق بنا لیا جاوے
یا جزیہ لیکر ذمی کر دیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی
معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب
کی گئی ہین **اقول** بات زبان سے کہدینی بہت آسان ہے مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہے کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ
دل مین انصاف کرین اور ایمانداری کو ہاتھ سے ندین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے
ہزاران ہزار درجہ بہتر ہے کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم مین اور معنی افاء اللہ اور معنی ائما
مین کی ہین کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے نہین اور آپ کی وہ توجیہات
باوجود رکاکت اور زبافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہین پس اس توجیہ
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہین ہو سکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلا شک وشبہ اطلاق
تحریف اور گمراہی مین کچھ کلام نہین **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہے اس قول کی غلطی فاش
بحث اول سے بخوبی ثابت ہے اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی
تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سورہ محمد صلعم
جسمین یہ آیت ہے جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہے اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ علماے
حنفیہ سورۂ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہین یعنی قبل ہجرت نازل ہوئی ہے اور بعد اوسکے سورۃ
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
ہین کہ ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی غلط ہے دیکھو
فائدۂ چہارم بحث اول کا ہان یہان ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جنگ
بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کردیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علماے
حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم
ہو چکے ہین کہ مستلزم منع خلو کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین
مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
رضوان اللہ علیہم سے کیا اور انھین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے
ایک بات از روے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت
اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اوسکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے
وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہوجاوے
اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر
بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی منشا
اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے رد شبہ مذکورہ کے ہر آیندہ کافی ہی
مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ
عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے
اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہین
مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھہ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی
کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کونسی آیت تھی جسکا ذکر آیت
لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کو معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی
شرح یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم لکھے

مراد یہ ہی کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثباتہ فی اللوح المحفوظ یعنی پیشتر ہو چکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہیں ہیں حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا قائل ہونا بلا قیام قرینۂ قویہ کے اصلا جائز نہین ہی اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ اگر فرض کیا جاوے کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہی مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی آیت مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو کہ اوسکے پاس قیدی ہوان جب تک کہ نہ مارکر اوسے اونکو خاک مین تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ اور اللہ ارادہ کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے اور کفار کو چھوڑا نجاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد از ان حکم من و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اوسکے جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک زیادت علی النص جائز ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الآیہ اور آیہ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ اور آیہ اٰتٰىهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَهَا اور آیہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

مفسرہین ثبوت استرقاق مین سوا ے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کر دینا محاربین کا اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہے صورت استرقاق مین بھی متصور ہے پس ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت ہمارے نزدیک اگرچہ ایک قسم ہے اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب بعد اوسکے ایک اور چیز بھی زیادہ ہوگئی مگر اصطلاح متن اسکا نام زیادۃ علی النص ہے جسطرح کہ آیت وضو مین صرف پانون کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہے چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہے اول حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر یا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال فاسال منہ ما شئت فترک حتی کان الغد ثم قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترکہ حتی کان بعد الغد فقال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الیّ من وجہک فقد اصبح وجہک احب الوجوہ الیّ واللہ ما کان من دین ابغض الیّ من دینک فاصبح دینک احب الدین الیّ واللہ ما کان من بلد ابغض الیّ من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد الیّ الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہے تیرے نزدیک اے ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہے اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھ چاہے پس وہ بدستور
رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک ای ثمامہ
اوسنے کہا کہ جو مینے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر پھر بدستور چھوڑ
دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے ای ثمامہ
اوسنے کہا جو کچھ پہلے مینے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے
پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا آلہ الا اللہ و ان محمد رسول
اللہ ای محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی مونہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے مونہہ سے
نتھا پس اب تیرا مونہہ سب سے زیادہ مجکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تر تیرے دین سے
مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے
زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلاً من اهل مكة هبطوا على رسول
الله صلعم من جبل التنعيم متسلحين يريدون غرّة النبي صلعم و اصحابه فاخذهم +
سلمًا فاستحياهم وفي رواية فاعتقهم فانزل الله تعالى وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ اَسّی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم
کے ارادہ کرتے تھے غفلت پا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلح سے پس زندہ رکھا
اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے
باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمہارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین ——
حدیث سوم مسلم كان ثقيف حليفًا لبني عقيل فاسرت ثقيف رجلين من اصحاب رسول الله صلعم
واسر اصحاب رسول الله صلعم رجلا من بني عقيل فاوثقوه فطرحوه في الحرة فمر به رسول
الله صلعم فناداه يا محمد يا محمد فيما اُخذتُ قال بجريرة حلفائكم ثقيف فتركه ومضى
فناداه يا محمد يا محمد فرحمه رسول الله صلعم فرجع قال ما شانك قال اني مسلم
فقال لو قلتها وانت تملك امرك افلحت كل الفلاح قال ففداه رسول الله صلعم

بالی جلیون الذین اسر اتیھما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کر لیا ثقیف
نے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی
بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے
جرم مین یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین
دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اوسکو سو اسکا اوسے جواب تفصیلی فی الحال
دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامہ بن اثال نے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کر دیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ بمجرد کھولدینے کے وہ
مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی۔
حدیث دوم سے مدعائے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہرا نہین ہوئی
بلکہ صلحا ہوئی تھی اور وفائے عہد ہر آئینہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا یا اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے
ہمارے مدعا کے مضر نہین دیکھی جناب مجتہد عصر آپ نے تحقیق اور تدقیق امام الائمہ کی

کی اونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین آگے
دے سکتا ہی اگر آپ کچھہ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجئے مگر آپسے انشاء اللہ تعالی
یہہ ہرگز نہو سکیگا یہہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاحش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپنے حسب عادات جاہلان علما سے حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس بیان مین علمانیہ دو غلطیان ہین اول یہ کہ سورہ براۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علما سے حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم منّ و فداء کا منسوخ ہوگیا اور اون آیات سورۂ
برارت اور سورۂ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھہ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور منّ و فداء مستلزم و سبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ براۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہ بھی غلط ہی علما کا قول
ہی کہ سورہ براۃ یکلخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فتدبر **اقول** یہ قول مجتہد عصر کا کہ علما کا قول ہی کہ سورہ براۃ یکلخت پوری

اوتری ہی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہ ہی کہ معظم سورۂ براۃ کہ اول سے
تا قریب چالیس آیتون کے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہ ہی مراد ہی لفظ کاملہ سے
ہم آمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے ہین سہی کہ سورۂ براۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری جو کہ سورۂ براۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی رض کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد ۲ سنہ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر بقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھ ضرور نہین **قال** غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فدا کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین **اقول** ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور اونکو مار کر خاک مین نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارى
(یعنی اساری بدر) قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما ما
ترون فی ھؤلاء الاسارى فقال ابوبکر رض یا نبی اللہ ھم بنو العم والعشیرۃ اری ان
تاخذ منہم فدیۃ فیکون لنا قوۃ علی الکفار فعسی اللہ ان یھدیھم للاسلام
فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول
اللہ ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکننا فنضرب اعناقہم فتمکن علیا من
عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ فان ھؤلاء ائمۃ
الکفر وصنادیدھا فھوی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما قال ابوبکر ولم یھو ما قلت

فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابو بکر رض قاعدین
وهما یبکیان قلت یا رسول اللہ صلعم من ای شیء تبکی انت وصاحبك فان وجدت
بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابکی للذی عرض علیّ اصحابك من اخذهم الفداء لقد عرض علیّ عذابهم
ادنی من هذه الشجرة شجرة قریبة من نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل
مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ الی قولہ تعالی فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ
حَلَالًا طَيِّبًا فاحل اللہ الغنیمة لهم - جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابو بکر رض سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب
مین کہا ابو بکر رض نے ای نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہے کہ انسے
ہم فدیہ لین تاکہ ہمکو قوت ہو جاوے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کردے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راے دیتا ہی تو ای بیٹے خطاب کے کہا عمر رض نے کہ
مینے کہا کہ نہین واللہ ای رسول اللہ مین وہ راے نہین دیتا جو ابو بکر نے دی ہے
لیکن میری راے یہ ہے کہ ہمکو قادر کردے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کردے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجکو قادر کردے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہے اوسکی گردن مارون پس بتحقیق یہ لوگ پیشوا سے کفر ہین اور سردار کافرون
کے ہین پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلعم
اور ابو بکر رض بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یا رسول اللہ صلعم کس بات سے
تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجکو بھی رونا آویگا تو مین
بھی رو ونگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا لاؤنگا پس فرمایا رسول
اللہ صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھ پر پیش کی قسم ہے

کہ تحقیق پیش کیا گیا مجھپر عذاب اونکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو قریب
تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَاكَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى
يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تا فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعالی نے غنیمت
اونکے لیے - رواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہی کہ جو رای
حضرت عمر رض کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند ٹھہرے اور گذشتہ
جو کچھ ہوا اوسکا معاف فرمایا آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل
ہوئی اور بجز اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
پس اجازت من و فدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی **قال** اول آیت سورہ انفال اَلَّذِيْنَ
عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ خدایتعالی پیغمبر صاحب سے
فرماتا ہی کہ جنسے تو نے عہد کیا ہی پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے
پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین
تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین **اقول** اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہی لیکن
اور غلطیان محمول اوپر اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے
مزید کو معنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ
اسطور پر کیا ہی کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے عمدًا تحریف کی ہی
جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت مغیا یہان کہان
ہی حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہی اس آیت مین ہرگز نہین پس آپ نے معنی غایت کہان
سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی اوسکے معنی کہان جاتے رہے مخفی
نرہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہی باے سببیت ہی - اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ

شعر لا تکثر الاموات کثرۃ قلۃ * الا اذا شقیت بک الاحیاء * وقال نعم ما الوزیۃ فقد مال * ولا فرس یموت ولا بعیر * ولکن الرزیۃ فقد شخص * یموت بموتہ خلق کثیر * اور ثقفتم کے یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہے وہان معنی ثقف کے گرفتار کر لینے اور غالب آنیکے ہوتے ہین قال الشاعر **شعر** فاما تثقفونی فاقتلونی * وان اثقف فسوف ترون مالی * یعنی اگر تم مجھکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لونگا یا غالب آؤنگا تو دیکھ لیجیو میری شان کو قاموس مین ہے ثقفہ کسمعہ صادفہ او اخذہ او ظفر بہ او ادرکہ انتہی پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور تتر بتر کر دے سبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہوئے تو اب جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دوستون کو برطرف کر کے دیکھین کہ تفریق اور تتر بتر کر دینا اور محاربین کا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہے یا اونکو رہا کر کے دیگر نکی جمعیت مین شامل کر کر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے مین کونسا صاحب عقل ہے کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہے مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب مین نازل ہوئی ہے پھر اونھین کے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ حضور پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بہ فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا چنانچہ بخاری مین ابن عمر رض سے روایت ہے قال حاربت النضیر وقریظۃ فاجلا بنی النضیر واقر بنی قریظۃ ومن علیھم حتی حاربت قریظۃ فقتل رجالھم وقسم نساءھم واموالھم واولادھم بین المسلمین الا بعضھم لحقوا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فامنھم واسلموا کہا ابن عمر رض نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ پس جلاوطن کر دیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہر رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہان تک کہ لڑے
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو
درمیان مسلمانون کے مگر کچھہ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور سبب نزول اس بیان کے
وہ آیت مفسر ہوگئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جنپر حضور پیغمبر صلعم عمل ہوا بس
کوئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلہم واسترقاقہم
من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل اور استرقاق اونکی کے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر ع الا اذا شقیت بک الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہوجاوین زندہ لوگ
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالی لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور اسیطور پر تفسیر آیت کی
اعلام مفسرین نے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکی بطور سند اپنے قول کے بحوالہ
مدارک لکھتے ہین فشرد بہم قال الزجاج افعل بہم ماتفرق جمعہم وتفرد بہ من
یلیہم یعنی اونکے ساتھہ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تو تفرقہ ڈال دے
اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون پس یہہ
تو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ اجاوے اور دو صورت
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہوگئی تفرید کہان باقی رہی پھر مجتہد عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الایۃ انک ان ظفرت فی الحرب بہؤلاء الکفار الذین ینقضون
العہد فافعل بہم فعلا یفرق بہم من خلفہم وقال عطاء تثخن فیہم القتل حتی
یخاف غیرہم وقیل نکل بہم تنکیلا یشرد غیرہم من ناقضی العہود یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھہ وہ

معاملہ کر کہ پراگندہ کردے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا
نے کہ خوب طرح پر قتل کر اونکا تا کہ ڈرین تجھسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر
اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کردیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین
دیکھیہ لو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی
پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا
بن یسار کے جو اس تفسیر مستدلہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور
بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من و فدا
کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بھم
من خلفھم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلھم شر قتلۃ والنکایۃ فیھم من ورائھم
من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدھم اعتبارا بھم واتعاظا بحالھم اس عبارت
کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ
اوپر سے چھوڑ دیا فاما تثقفنھم تظفرن بھم فشرد بھم الخ معنی صحیح اس عبارت کے
یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہو جاوے اونپر تو سبب بُری طرح کے قتل کرنے
کے اونکو اور اونکو زخمون مین چکھنا چور کرنیکے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے
اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تا کہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرأت نکرے اونکے
حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے
اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور
کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے یہ بھی ظاہر ہی کہ با و جار و بھم مین
باء سببیت ہی اور معنی وبھم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ
ہی شر قتلۃ یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان سب طرح ذلت و
رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتلہ قتلۃ سوء و شر قتلۃ دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فہو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو ونفی العدو نکایۃً اذا قتلتہ
وجرحتہ قال ابو النجم ننکی العدو ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور
اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہی پر
ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلدانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ
جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نحویا اعلام علماے علم لغت وتصریف ونحو وبیان کے ہی ایسے
شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہی اور ہمپر واجب ہی کہ اوسکے کلام کی درباب بیان
ومعانی ولغت ومحاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بددیانتی اوسمین چلنے نہ دین
لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہی
فتفرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلہم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین از راہ خیانت
کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہی
جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر رح نے لفظ
عن اوپر محاربتہ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور
مجاوزۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السہم عن القوس چونکہ جدائی اور مجاوزت
تیر کی کمان سے متحقق ہی اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر رح کلمہ بقتلہم کو مفصول بلا عطف
لایا اور لفظ قتل پر باء سببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن اور مدخول باء سببیت کو
معطوف ومعطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کردیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باء سببیت کا
اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ ومقابلہ سے دور کردے قیدیون کے ماسوا لوگون کو
اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا
مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سراسر خلاف ترجمہ دیا پھر اوسنے لفظ نکایۃ واسطے تاکید قتل کے یہان وارد کیا مجتہد عصر نے اوسکے بھی
معنی طبیعت خیانت دوست سے گھڑ کر غلط لکھدیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کرکے اصل مدعا کو خرابی مین ڈالدیا نعوذ
باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح ہر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم پس پراگندہ گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان من خلفہم آنرا کہ از پس عہد ایشان فرار سند۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب کشتن ایشان آنانرا کہ پشت ایشان باشند انتھی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے ہین ہر گز نہین بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کردیا ہی اور ہر لغت پر سند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت تھی۔ الغرض جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام اور بموجب لغت عرب اور محاورہ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور تتر بتر کرنا ہی اور کلمہ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام مفسر بقتل و استرقاق ہی اور من و فدا مستلزم تحزب و اجتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوہ احد و احزاب مین پھر مجتمع ہو کر محاربہ کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحتہ مناقض تشرید ہی اور بھی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمہ بہم اونکے ساتھہ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی درباب وجوب قتل و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام آمین رہا کہ کلمہ شرد بصیغہ امر جو یہان واقع ہی آیا واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت موید مذہب حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فدا جائز نہین ہوا اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوتی ہی اور ہمکو اس باب مین کچھہ زیادہ بحث ضرور نہین ہی کیونکہ ہم نسبت جواز استرقاق کے بحث کرتے ہین

بنسبت عدم جواز من وفدا اور وجوب قتل و استرقاق جو باہم ہمارے علما مین مختلف فیہ
ہی بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی
کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی
گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین
ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ
چھوڑدو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر
گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورہ بقر اللہ صاحب نے فرمایا وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَاۤءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ
تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ زیادتی
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے
اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے
پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تم سے لڑین تو اونکو مارو
یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے
تا آنکہ نرہے فتنہ اور رہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین
رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑلو اور نکال دو اونکو جہان سے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو انکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوھم حیث
ثقفتموھم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
از روے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علے وجہ
الاخذ والغلبة ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفونی فاقتلونی فمن
اثقف فلیس الی الخلود + یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی
اگر پکڑ لوگے تم مجکو تو مار ڈالوگے   پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماے حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نسا وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نسا سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَن يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا
فَإِن لَّمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًاO پاؤ گے تم اور لوگونکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تمسے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے
جاتے ہین فتنے کی طرف کو تو خوب پلٹ پڑتے ہین او نمین پس اگر ترک تعرض تمھارا کرین
اور صلح تمسے نہ کرین اور اپنے ہاتھہ نہ روکین تو پکڑو انکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑلو یہ
وہ لوگ ہین کہ ہمنے اون پر پوری کردی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ
ہی کہ پکڑو اور مارڈالو جہان پکڑلو اور صیغۂ امر طرد ہی کہ وجوب پر دلالت کرتا ہی پس جب ماخوذین
کا قتل واجب ہی تو من و فدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہی چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہی لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال**
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من و فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث ہی
کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ
يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِمْ مین بیان کر چکے ہین وہان دیکھہ لینا
چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت مَنّ و فدا کی ہی سو وہ بخوبی ثابت ہوگیا
قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من و فدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہی **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گھڑے اور بلے جائزہ کو بمعنی کاف جائزہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سخت الزام مجتہد عصر پر عائد کرین گے
قال آیت سورۂ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہی جنسے سنہ ۵ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوپر ثابت
کر چکے ہین کہ آیت من و فدا سنہ ۲ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہی خواہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ پیچھے **قال** پس جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہی **اقول** ذری پھر سوچیے کہ سنہ ہجری پہلے تھا یا سنہ ہجری اسکو سمجھکر جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے **قال** علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین **اقول** یہ مرحلہ ہمنے بخوبی طی کر لیا ہی تفسیر آیت اولے مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیہ مذکورہ مفسر ہی بیان استرقاق اور قتل اسارے مین **قال** جبکہ اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہی تو اوس سے نص صریح آیت من و فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہی کیونکر منسوخ ہو سکتی ہی **اقول** اوس آیت مین سب کچھ موجود ہی آیت مذکورہ مفسر ہی درباب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر آئینہ جائز ہی مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہی بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے جسمین تغیر فعلی آیت فشرد بہم کی مذکور ہی اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر درباب قتل و استرقاق اسارے کے کہتے ہین مگر دو امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آیندہ جگہ جگہ کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے اول پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیما فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رض سے روایت کی ہی اور بخاری نے بھی یہی مضمون نقل کیا ہی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعید الکلم ثلثا لتعقل عنہ تھے رسول اللہ صلعم عادہ کرتے تھے ایک بات کا تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض احادیث مین الفاظ مرادفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہی اور جب ایسے کلمات کسی حدیث مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پہ محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض [illegible] اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات مین سے کسی کلمہ کی تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہی کہ جہان کہین راوی کا شک کسی کلمے مین ہوتا ہی اوسکی تصریح کرتا ہی کہ شک فلان اور اسکا

مستند کردیتا ہے چنانچہ یہ بات دیکھنے والون صحیح بخاری مخفی نہین اب ہم مجتہد کی تحریر پر توجہ کرتے ہین **قال** یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے **اقول** کلام اسمین کہ اونھون نے خود اپنے تئین سپرد کردیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب آویگا بالفرض اگر اونھون نے عاجز ہوکر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد کردینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ آیت مین اونکے قتل کا حکم ہے اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے ہون تو پیش کرین **قال** اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے **اقول** بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے بمجرد فراغ کے غزوہ احزاب سے لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب رض پر تاکید فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ مین ہی پڑھین اور روایت بخاری اور مسلم مین ہے کہ جبریل آئے اور اونھون نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ ہمنے ابھی تک ہتھیار نہین کھولے اور اشارہ کیا کہ بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ پر لشکر کشی ہوئی اور اون سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم مین ہے کہ قاتلہم رسول اللہ صلعم مقاتلہ کیا اون سے پیغمبر صلعم نے جب وے مغلوب ہوئے اور تنگ ہوئے تو سعد بن معاذ اوسی انصاری رض کے حکم پر راضی ہوئے اونھون نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والے قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا قضیت بحکم اللہ عز وجل یعنی فیصلہ کیا تو نے اے سعد بن معاذ بہ حکم خدائے عز وجل کے اور بعد اوسکے بموجب وسی حکم کے پیغمبر صلعم نے اونکے لڑنے والون کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین مین تقسیم فرمایا چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر مین روایت کی ہے فقتل رجالہم

وقسم نساءهم واموالهم واولادهم بين المسلمين قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے پس یہ جو مجتہد عصر فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے محض مغالطہ ہے سعد بن معاذ رض نے بھی آیت کا یہی مطلب سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ بہ نسبت حکم سعد بن معاذ رض کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے قتل بہ استحقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد بن معاذ رض کی پنچایت سے یہ بھی مغالطہ ہے حکم منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس رتبہ پر ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات مین ہو گئی کہ بجز اسکے اور کسی محل پر محمول ہی نہین ہو سکتی اور جسقدر اجمال اوس آیت مین تھا سب اوس تفسیر فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی پنچایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو مجتہد عصر نے اوسکو یہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہے اگر اونکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت کس طرح پر یہ فرماتے کہ قضیت بحکم اللہ عزوجل اور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت کے نہ تھا تو آپ ہی فرمایئے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اور طرح پر ہوا تو اوسکو ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہے کہ اس جگہ دال ہے اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو بہ نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان انبیا کے سراسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رض کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

فرماوین کہ اوسطرح پرہوا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا نہ سمجھیں تو سر ہم
پر بحیثی اور شامت ہماری اور قساوت قلبی ہو کہ ایک الزام تو ہمنے انسے صحابی جلیل القدر پر کہ
جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ
البخاری اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم وغیرہ کو رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اهدیت
لرسول اللہ صلعم حلۃ حریر فجعل اصحابہ یمسونہا ویتعجبون من لینہا فقال اتعجبون
من لین ھذہ لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنۃ خیر منہا والین بڑا الزام لگایا کہ اونھون
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھہ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ
ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کرکے
بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اونکا واجب
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کر لیا حال آنکہ خود یہ فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من
بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذ نہ فانما
اقطع لہ قطعۃ من النار متفق علیہ نہین ہون مین مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کر دون
اوسکے حق مین جیسا کہ سنون مین اوس سے پس جو شخص کہ حکم کر دون مین اوسکے حق مین
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ جز این نیست
کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انتہی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہی اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کرکے ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہی نچاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہوویں غرضکہ مجتہد و عمر کی بنا پر الزام تحت عمر رضی کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کر ولیکن زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کر بیٹھے + العیاذ باللہ بہ
مجتہد صاحب باین الزام دعوی اسلام وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ قال چنانچہ
حدیث بخاری مین یہ قصہ مذکور ہی کہ ابن سعید خدری رضی نے روایت کی لما نزلت بنو قریظہ
علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما
دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال
لہ ان ہؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ
قال لقد حکمت فیھم بحکم الملک ۃ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے پنچایت
پر اپنے تئین سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے
بلایا وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد بن معاذ
آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہی سعد بن معاذ نے
کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور انکے
بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔
اقول یہ حدیث بخاری و مسلم مین کئی طریق سے مروی ہی یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہی
طریقہ سلیمان بن حرب سے ہی اور طریقون سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہی ہم اوسکو لکھتے
ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ
عنہ قال قضیت بحکم اللہ عز وجل وربما قال بحکم الملک ۃ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نرہے
الملک اسماء الٰہی مین سے ہی هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ پس دونون کلمون کے
ایک ہی معنی ہین اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی شمار لٹا دیں کہ باہم تناقض ہوجاوے روایت مسلم بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ و ابن
بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ و ربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ حکم دیا تونے بحکم اللہ اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور روایت محمد بن مثنی میں یہ لفظ نہیں کہ ربما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحرب سے مسلم میں ہی فقال رسول اللہ صلعم لقد
حکمت بحکم اللہ وقال مرۃ بحکم الملک قسم ہی کہ تحقیق حکم دیا تونے بموجب حکم خدا کے اور
دوسری بار فرمایا کہ بحکم الملک اور مسلم میں بطریق ابو کریب یہ ہی فقال لقد حکمت فیھم بحکم اللہ
عز وجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہی کہ حکم کیا تونے انمین بحکم اللہ عز وجل بخاری مین
بروایت ابو الولید یہ کلمات ہین لقد حکمت بما حکم بہ الملک یعنی قسم ہو کہ تونے حکم کیا مطابق
اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا
کرتے تھے تو کئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہان بھی کئی روایتین ہین اور سب کے
ایک معنی ہین اگرچہ ان سب روایات مین اشارہ ہی بطرف آیۂ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ
متلوہ کے تونے حکم دیا مگر روایت بما حکم بہ الملک مین بہت ہی صاف فرمایا کہ تونے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پس مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ سطور پر کیا کہ بادشاہ کا
سا حکم دیا اس سے ثابت ہی کہ جناب مجتہد کو ہنوز معنی بائے جارہ اور کاف جارہ مین بھی تمیز نہین
ہی یہان کحکم الملک نہین جو اوسکو ونے بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہان تو بحکم الملک ہی جسکے معنی
ہوئے بہ حکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب اجسے بائے جارہ تو بہت جگہ قرآن مجید مین ہی
اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ ۝ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۔ فَاحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ کے
نزدیک معنی ہین حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا + جنھون نے حکم دیا خدا کا سا تو وہ کافر ہین +
چاہیے کہ حکم دین اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہی انجیل مین + حکم دے تو اون کے بیچ مین خدا کا سا

جواد نار می ہی خدا سے خدا کی نفشا فیروا [illegible] کیا ما
سبحان اللہ باین استعداد دعوی اجتہاد حضور جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اونکے
ترجمے مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور درصورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق وسباق کلام سے
تذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر بھی معنی یہ ہوجاتے ہین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنی نہین ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمۂ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہمارا مدعا ہی اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادہ کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی کما صرح بہ العلامۃ التفتازانی حیث قال یطلق المعرف بلام الحقیقۃ
الذی ہو موضوع للحقیقۃ المتحدۃ فی الذہن علی فرد موجود من الحقیقۃ باعتبار کونہ
معہوداً فی الذہن وجزئیاً من جزئیات تلک الحقیقۃ مطابقاً ایاہا وذلک عند قیام
قرینۃ علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقۃ من حیث ہی ہی بل من حیث الوجود ومن حیث
وجودہا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضہا انتہی علاوہ بران اس تقدیر پر بحسب زعم مجتہد
معنی یہ ہونگے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ معنی تمامتر مہمل ومجمل ومحض لغو ہین
کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہی نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنی محمل اور لغو پر محمول کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور مبنی بر کمال تعسف ہے اور
ہرگاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر متعین نہین ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہ ہے کہ سعد بن معاذ رض کا حکم حکم ظلم برخلاف حکم خدا تعالے
اور برخلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھرمی کی بے سود ہو گئین
اگر یہ فرماوین کہ مراد یہ ہے کہ حکمت بحکم الملک الجبار یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم یہ کہینگے
کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانون کو گوارا نہین ہے آپ کوئی پیغمبر نہین کہ صاحب جی عرم
کلام مین اصلاح پر اصلاح دیے چلے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہینگے حال آنکہ
یہ زیادتی بھی آپکے برخلاف قراین حالیہ کے ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پیغمبر
عادل خلیفہ خدا تعالے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم پنچایت کا حکم
ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی نتھے تو ایسا حکم پنچایت کا جسمین بقدر خرابیان تھین
یعنی خدا تعالے کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوسپر رضامند نتھے جاری کرنیوالے
حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باینہمہ خرابیون اور مظالم کے اوسکو جاری ہی کیون
کیا اوسکو باطل کیون نہ کر دیا اگر آپ توہم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
نکلکر دیکھین تو صاف یقین فرمالین کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی عبارتون
مین یعنی کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمانا کہ حکمت بما حکم بہ الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ رض
پر نہ لگاوے اسیواسطے بتکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شائبہ مظنہ تہمت
بھی باقی نہ رہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہین پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو یہ کیا ہے پنچایت
پر اپنے تئین سپرد کیا یہ سپردگی نزلت کے معنون مین کہان سے پیدا کی اپنی ہوائے نفسانی
کی اتباع ہے جس لفظ کے جو معنی چاہی گھڑ کر لکھدیے نہ لغت کا اتباع ہے نہ محاورے کی پروا
ہے بن بانی گھر جاتی ہی سمجھے کہ نزول کے معنی ہین در آمدن یا فرود آمدن عربی مین اوسکا ترجمہ

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ باے جارہ و علی جارہ کے کبھی متعدی ہوتا ہے قال فی
القاموس النزول الحلول نزلھم و بھم و علیھم نزولا و منزلا و منزلا محلا انتھے پس جو
لفظ کہ توسط علی نزل کے بعد واقع ہے وہی ہے جسکی طرف نزل متعدی ہے پس معنی لما نزلت
بنو قریظۃ کے یہ نہین ہین جو آپ نے گھڑے ہین بلکہ معنی یہ ہین کہ بنو قریظہ سعد کے حکم مین
آئے یعنی اونھون نے اوسکو اپنا حاکم اس معاملے مین بنایا انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان مین تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گیون کی
آپنے ازراہ ناواقفی کے لغت و محاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظۃ انفسھم علی حکم سعد تو آپنے نزلت کو متعدی الی مین ٹھہرایا ایک تو بلا واسطہ دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزّلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
بمعنی افعلت افعالا یا فعّلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نہوگا + وما ھذا الا الجھل المبین
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہین اوسمین بغیر تحریف کے باز نہین رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سعد بن معاذ رض نے جو حسب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا بحضور جناب رسول اللہ صلعم کے ہوا نہ اور کسی طرح پر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی مین تحریف کی ہے کسی طرح پر قابل التفات کے نہین **قال** اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
مین مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا **اقول** جناب
مجتہد صاحب جب فعل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہوگیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایک درجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہوگیا پس اوسمین تاویل کی بھی گنجایش نہ رہی اگر آپ کے نزدیک سوا
اس حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا اور آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغہ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا ہر گونہ واجب ہے تو یہ بھی بتا دیجیے
کہ آپکے اوس منصوص حکم کی کس طرح پر تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب باتین ہوا ہوائی آپکی محض مشاغبہ ہے آپ ہم دوسری

آیات کو جو اس باب مین وارد ہوئی لکھتے ہین اور اوس سے یہ بات ثابت ہی کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب مین اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے اونکی کوشش اور صدق
و خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَرَدَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيْزًا وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ان آیات
کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدا ی تعالی نے مومنین کے اوپر اونکے
صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھون نے جیسا خدا سے عہد کیا ہی اوسمین کچھہ فرق نہین
کیا صفت و ثنا کی اور جزاے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزاے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین وہ خود کافی
ہوگیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تم نے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور اونکی زمین اور
گھرون اور مال کا تمکو وارث کر دیا اور سوا اسکے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایے
کہ اگر قتال و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خدا ے تعالی کے نہوتا تو اوس معاملے کو
احساناً اس طرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا **قال** مگر بعض صحابہ یہ بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہی اوسمین یہ بھی روایت ہی کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زبر سے ہی یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہی اور اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا حکم

حاشا اقول جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہین یہ تو اصل بات تک ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ
اگر الملک بکسر لام ہی تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ بحکم
الملک و بحکم اللہ و بما حکم بہ الملک یہ تینون کلمے فرماتے ہوے جناب رسالت مآب صلعم
کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عزوجل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا
اور یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معہود بادشاہان دنیا سے
نہین ہوسکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے یہ معنی گڑھے ہین کہ حکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف
تو یہ معنی کسی طرح پر نہین ہوسکتے پس آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر بیہودہ جھوٹی بات
کی جو آپ کر رہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا قال مگر یہ بحث بیجا ہی اسلیے کہ
ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت
پر استدلال نہین ہوسکتا اقول وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال
کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باے جارہ کے بمعنی لام جارہ خلاف لغت کے
کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ
اعتبار نہین اور اوسکی بناپر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین یہ بناء فاسد
علی الفاسد ہی اور آپکی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی بلکہ اور
فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جب
اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے
معاملے مین سوا قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے
واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوسمین بھی
بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پھر آپ جو یہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو
یہ توجیہ آپکی مصادرہ علی المطلوب ہی کہ اصلا قابل توجہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بدلائل تو یہ مغلوب ہوئے تو بطرف توہمات
اور اغلوطات کے توجہ ہوئی چنانچہ فرماتے ہین کہ معہذا لام کا زیر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی ہی
اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی اقول اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ
پڑھنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی تو فرمایئے
جناب اسکا کیا جواب ہی مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام و بفتح لام پڑھا گیا ہی یہ فقرہ
صحیح بخاری کا اختلاف قرات ہی بخاری کی شیوخ مین کسیکو اسمین شک نہین ہوا بخاری تک
کلمہ الملک منقول ہوا ہی قرائے بخاری کو شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہی یا بفتح لام اسی سبب سے
نسخجات بخاری مین اس کلمہ پر دونون حرکتین لکھکر لفظ معًا باریک قلم سے لکھدیا جاتا ہی
پس یہ دونون احتمال برابر ہین فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین مگر چونکہ اس حالت
مین توافق دونون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی پس واجب ہی کہ ایک ہی مراد پر دونونکو
محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہی کہ دونون سے
مراد بحکم اللہ لیا جاے علی الخصوص کہ اس ارادہ کی تایید پر اور روایات موجود ہین اور یہ بات
بلا دلیل کہدینا کہ بکسر لام صحیح ہی اور بفتح لام شبہہ ہی محض تحکم ہی علی الخصوص ایسی صورت
مین کہ اوسکی تایید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہی قال اور جس روایت مین لفظ اللہ کا
ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجاے
لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا اقول اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہی
وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے
کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ کلمہ بحکم الملک اور
بحکم اللہ عزوجل اور بما حکم بہ الملک سب فرماے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور سب
ایک ہی معنی ہین چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک
کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عزوجل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد محض بیدلیل ہی

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مدعی لسکے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہے تو اسکو ثابت کرین اور یہ
بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہے اور بغیر اس بیان اور اثبات سکے تو ہم اونکے قول کو
محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بحسب الامر سے بھی
مجتہد کے قول کی کچھ تایید نہین ہو سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہے جیسا کچہ بیان
اوسکا اوپر گذر گیا **قال** علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہے **اقول** جناب ایک ذری
مہلت دیجیے کہ مین آپکی تحریر کا صفحہ ۱۶۱ و ۳۰۲ بملاحظہ کرون اور اوسمین دیکھون کہ سیرت
ہشامی جس سے آپ استدلال کرتے ہین منجملہ معتبرات کے ہے یا کہ ایسی ہی ہے کہ جسکی نسبت آپ لکھتے
ہین کہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجاوے اور پھر آپ اوس قول کو بھی دیکھ لون جو
آپنے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی ملا مجتہد وغیرہ کے
اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب مینے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و
گزاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو ملام
کرتا ہون مصرعہ چل ہوا ہو ایصبا دیکھا تجھے شعر جامی چہ لاف میزنی از پاک
دامنی ہے بر خرقہ ملوا اینہمہ داغ شراب چیست پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے
مقابلے مین کچھہ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی بڑھی ہوئی بات بھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپ سے لوگون سے مشکل ہے مصرعہ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح پر قتل ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہے کہ اس سے آیت
من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین **اقول** یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے تعذیب
بنی قریظہ اور امثال اونکے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا ازروے
قول و فعل جناب رسالتمآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا پس اگر مستفاد آیت مین
و فدا بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرض کیا جاوے اور کلمہ اما کو واسطے
افادہ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت من بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام رہا

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ کسیطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہین آتا
علانیہ باطل اور بالبداہۃ غلط ہے

الحمد للہ والمنۃ کہ ہمنے اس بحث مین مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی
کے ساتھ از روے قواعد عربیہ اور لغت عرب اور محاورۂ عرب کے مجتہد عصر کی غلطیان بتلا دین اور
اونکی تحریف کا اعلان کر دیا اور اونکے لاف وگزاف کی بھی خوب ہی قلعی کھولدی کہ جب وہ
مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغۂ تمام اور لاف وگزاف مالا کلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ
کی کتاب غیر مستند ہے پناہ پکڑنے لگے اب ہم دوسری آیت مین بحث کرتے ہین ہم اوس
آیت اور اوس سے ماقبل کے آیات جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور باہم متناسق اور ایک دوسری
کی تفسیر ہین لکھتے ہین قال تعالی بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى
الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ
مُعْجِزِى اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ
وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اونکے
لاف وگزاف کو بھی دیکھتے ہین کہ آیا وہ جو دعوے کرتے تھے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے
اور کسی کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے اس بات کا اونھون نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید مین
پڑکر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی مین پڑ گئے **قال** آیت سورۂ توبہ
قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی **اقول** ایسی جھوٹھ بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھ خود

اونھین آیات سے عیان ہے اور بیان اوسکا یہ ہے کہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہے وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۸ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین حج
حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق رض کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر رض
کے علی بن ابی طالب رض کو آیات سورۂ برأۃ و دیگر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہے ان ابا ھریرۃ قال بعثنی ابو بکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثھم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببرأۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشتر
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ بران ان
آیات مین یہ حکم ہے اِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیہ حال آنکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم نہتھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ مین ہے اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا
جز این نیست کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہی
سال ہے جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین اور محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المؤمنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ اَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ
کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

مین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہی العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی الخ اقول جل و علا حضرت مجتہد صاحب اسی موقع سے
لاف و گزاف کے کلمات فرمائے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب معالم عین خدا و رسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحق و مجاہد غیر خدا و رسول ہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہی باسناد
قوی کتب معتبرہ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہی مرقوم ہی فرض کیا جاوے
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اوسکو اس بات مین
کس بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ بر غرقہ تو انیمہ داغ شراب حبیبت ؎ علاوہ بران
معالم التنزیل مین یہ بات کہان ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی اوسمین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکۃ یعنی نازل ہوئی ہی یہ سورۃ حق اہل مکہ مین اور بعد اوسکے تمام قصہ تا روز
حج اکبر نقل کیا ہی کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کر کے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام و کمال معالم
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہی وابتداء ہذا الاجل یوم الحج الاکبر و
انقضاؤہ الی عشر من شہر ربیع الآخر فاما من لم یکن لہ عہد فانما اجلہ انسلاخ
الاشہر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزہری الاشہر الاربعۃ شوال وذو القعدۃ
وذو الحجۃ والمحرم لان ہذہ الآیۃ نزلت فی شوال والاول ہو الاصوب علیہ الاکثرون
پھر چند سطر بعد لکھا ہی وقیل نزلت ہذہ الآیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق ومجاہد
نزلت فی اہل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاہد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضعوا الحرب عشر سنین یامن فیہا الناس ودخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلعم
ودخلت بنو بکر فی عہد قریش ثم عدت بنو بکر علی خزاعۃ فنالت منہا واعانتہم
قریش بالسلاح فلما تظاہر بنو بکر وقریش علی خزاعۃ ونقضوا عہدہم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار لا هم اني ناشد محمدا ÷ حلف ابينا وابيه الاتلدا ÷ كنت لنا ابا وكنا ولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا ÷ فانصر هداك الله نصرا اعتدا ÷ وادع عباد الله يأتوا
مددا ÷ فيهم رسول الله قد تجردا ÷ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ÷ ابيض مثل
الشمس يسمو صعدا ÷ ان سيم خسفا وجهه تربدا ÷ ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا ÷ هم بيتونا بالحطيم هجدا وقتلونا ركعا وسجدا ÷
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرت ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة
سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال
انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة
اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين آية من صدر براءة
ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ
على الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و
ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع
ابوبكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أنزل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي
على الحوض قال بلى يا رسول الله فمضى ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن
ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابوبكر الناس وحدثهم عن مناسكهم
واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية
من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس
بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت
في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول
الله صلعم عهد فهو الى مدته ومن لم يكن له مدة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة

الا نفس مؤمنة ولا يجتمع المسلمون والمشركون بعد عامهم هذا ثم حج النبي صلعم
سنة عشر حجة الوداع انتهى دیکھو اس عبارت معالم سے صاف ظاہر ہی کہ آیات سورۂ
براءۃ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہی کہ اس سال کے بعد کوئی
مشرک مسجد حرام مین نجاوے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا
پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین
قال اس روایت سے صاف ظاہر ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر
ثابت کیا ہی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہی پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی
اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند مجتہد
پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہی جو مجملہ صحابہ کے بھی نتھے مگر
اونکے قول سے ثبوت زمانہ نزول آیت کا ہو یا نہو اسقدر تو ثابت ہو گیا کہ وہ دعوی
کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگذاف
تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ؎ آنچہ دانا کند کند
نادان ٭ لیک بعد از قبول رسوائی ٭ اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے
یہ بات ثابت ہی کہ آیات سورۂ برات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہی
کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے پیشتر
یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی یہان تک کہ اوپر
یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۃ مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا
کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی بعد زمانۂ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
کے آیا ہی دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالتمآب پر نہ محمول فرماوین تا کہ
احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہی اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی
پھکو فائدۂ جلیلہ بحث اول کا اور ہم بیشتر دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کر چکے
ہین کہ آیہ من وفدا قبل واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل ور علماے
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے
حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا توہمات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورۂ
براءۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صلعم کا جسمین آیت من وفدا
ہی سورۂ براءۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ
سورۂ براءۃ اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایک دفعہ اوتری ہین مگر اسکو بھی علمائے
تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اس
حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء
قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ فی القسطلانی استشکل ہذا من حیث ان نزلت
شیئا فشیئا فالمراد بعضہا او معظمہا والا ففیہا ایات کثیرۃ نزلت قبل
سنۃ وفاۃ النبویۃ **اقول** بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی
ہی ایک آخر سورۃ نساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء اخر سورۃ نزلت براءۃ من
اللہ واخر ایۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ دوسری جگہہ شروع
براءۃ مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت
البراء یقول اخر ایۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ واخر سورۃ
نزلت براءۃ **اقول** ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھہ اشکال
نہین ہی ہان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملۃ کا واقع ہی اور اوسکے معنی نہین

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہی کہ کاملہ سورۃ یعنی معظم اور بڑی بڑی باتین شروع کی چنانچہ راوی نے
بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النسا کا بیان کیا ہی پس ظاہر ہی کہ مراد اوسکی فواتح سورۃ براۃ ہین
پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرماتے تھے اجعلوہا فی
سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح مین موجود ہی یعنی اوسکو فلانی سورۃ مین
شامل کرو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورۃ براۃ سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح
سب سورتون کی سورۃ براۃ کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورۃ مین کوئی آیت
پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ براۃ سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد
صاحب جو فرماتے ہین کہ علمانے اس حدیث پر شبہہ کیا ہی الخ کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا
یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا در اصل براء بن عازب رضہ سے منقول نہین ہی یا موضوع
یا ضعیف ہی چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہے
اوس سے اونکی تکذیب عیان ہی قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہی لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا
اور استشکال مضمون سے حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑسکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل
ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہووے اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑجاوے
دیکھیو جو بات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آتی تھی خود اوسنے اوس اشکال کو رفع کردیا اگر
چونکہ آپنے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہی کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد صلعم
مکہ مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء بن عازب سے بھی یہ بات ثابت ہوگئی کہ سورۂ
محمد صلعم فواتح سورۂ براۃ سے پہلے اوتری ہی کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح
سب سورتون کی سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورۃ کہ پوری دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی
اور نجما نجما نہین اوتری تو بالبداہۃ وہ سورۃ بجمیع آیاتہا سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہی
اور چونکہ سورۂ محمد دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی ہی تو وہ بھی ہر آئینہ سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی
ہی اور سورۂ براۃ خصوصًا فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہی بلا شک و شبہہ متاخر سورۂ

محمد سے ہی اور یہی تمہارا مدعا تھا کہ بخوبی ثابت ہو گیا قال اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے
ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہین کہ آیۂ سورۂ براءۃ سے آیت من و فدا منسوخ بھی ہو سکتی ہے
یا نہین اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہو سکتی آیت سورۂ براءۃ مین دو جملہ ہین جن سے آیت
من و فدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہی اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ مگر اس سے استدلال محض غلط ہی اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ مین المشرکین
کا لفظ ہی اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے
کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت آلہی سے بھی
خارج ہی دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور مصالح کرنیکے بالکل باطل ہو جاوینگے آگے اون
ہم شرح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہی یا استغراق کا ہی بعد کو کرینگے اب تو ہم مجتہد عصر کے
دلائل پر جو اونھون نے واسطے امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہین توجہ کرتے ہین
دلیل اونکی صرف وہی ہی جو پہ ضرور نہین ہی کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ مین یا کسیقدر زمانہ
محدود مین ہو بلکہ بحکم الجہاد ماضٍ الی یوم القیمہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنے چاہیے
اور جہان اونپر قابو چلے وہان مارنا چاہیے ماموروں کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ
تعمیل کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال
مین کچھ قصور نہین آپ غور فرمائیے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو مشرکین مقابلہ
پر آوین تو اونکے حق مین حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہی اور اہل اسلام مامور ہین کہ اون سبکو قتل
کرین لیکن اگر کوئی اونمین سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے
تو امر کی صحت مین کچھ کلام نہین ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے
بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اوس سے امر مین کچھ نقصان نہین آتا نظیر اسکی
اسی سورۃ مین دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

حتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ○ آپکی دلیل سے لازم آیا کہ تعمیم بھی صحیح نہو
بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہوں کہ جنکا اب تک کسیکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہو سکتی ہی مگر بیان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پر محمول کیا جاوے گا
معہذا ایک قید حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جو آیت مین موجود ہی اوس سے آپکے سب تو ہمات کا جواب حاصل
ہی اوس پر بھی لحاظ کیجیے دلیل دوم کا صاف جواب ہی کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم
اِلَّا الَّذِیْنَ عَاهَدْتُّمْ الآیہ کے مستثنٰی ہین اور استثنا مانع استغراق نہین جاءنی القوم
کلّهم اجمعون الا زیدًا دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہی قوم پر لام استغراق نہین وما مثله فی الناس الا هلکا دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہی غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہو سکتا **قال** پس ضرور ہی کہ الف لام
عہدی ہی **اقول** اوس معہود کو معین فرمائیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لائیے آپ
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہی کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑین اور مقابلہ کرین ہمنے مانا کہ وہ ہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیو اس عہد کو توڑیو اسی عہد کو آپکے ہم منظور کرکے آپکے قول
آیندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من و فداء کی منسوخ قرار دینے کو
ضرور ہی کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہی **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد
عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہی ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھون نے یہ شاغب کیا ہی ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین مین ہی سے
اُنسا ئے ہو وین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہی بہ نسبت اونکے اسا ئے کے کسطرح ہیں
نص نہوگا اور وہ اسارا اوس حکم سے کیونکر خارج ہوجا وینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد در عہد کا فائدہ دے ہمنے غرض کیا

کہ مطابق تقاضیر مستند مجتہد عصر کے لام عہد کا ہی اور اوس سے منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین
عہد مراد ہین پس ہم کہتے ہین کہ حکم اُقتلُوا اُنسبت کل ناقضین عہد کے ہی اور چونکہ ناقضین عہد
بین وے لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے پس ہر آئینہ وے بھی تحت حکم اُقتلُوا داخل ہو گئے
پس وہ حکم جیسا اورون کی نسبت منصوص ہی ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہی
اور یہ نہین ہو سکتا کہ دونون حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب
قتل اُساری کہ بعض ناقضین عہد سے ہین جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام اجتماع نقیضین
کا ہی غور فرمائیے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاوین تو بموجب قواعد
فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاوین صاف نقیض اوسکی
ہی اور جب باہم دونون کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہا مین تعارض ادلہ کہتے ہین متحقق
ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے
اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیت من و فدا اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہی علاوہ برآن
خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہین پس لازم آیا کہ آیت من و فدا ہی منسوخ
ٹھہری اور یہ نہین ہو سکتا کہ المشرکین مین جو لام ہی اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے
صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لین اور پھر عہد در عہد تجویز کر کے اونمین سے خاصتہ غیر اُساری کے
مراد لین کیونکہ اس صورت مین ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہی اور یہ برخلاف
لغت کے ہی پس باطل ہوئی سب تقریر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا۔ والحمد للہ رب العالمین
قال دوسرے جملہ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ کو اُساری سے کچھ تعلق نہین ہی اقول مین نہین سمجھتا
کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہین اور کیا فرما رہے ہین حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ جملہ ظرفیہ ہی اور
اقتلوہم سے متعلق ہی اور اس سے جواب آپکے توہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہی جملہ مستقل
نہین بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہی معلوم نہین ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتین تحریر فرماتے
ہین اور ہمکو اوسسے تعرض ضرور نہین معنی آیت کے صاف یہ ہین کہ مار ڈالو مشرکین کو جہان کہین

اونکو قال مهنداان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
اس سے اور آیت من و فدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہوگئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہوسکتی **اقول** جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی ان النبی صلعم دخل مکة یوم الفتح وعلی راسه المغفر
فلما نزعه جاء رجل فقال ابن اخطل متعلق باستار الكعبة فقال اقتلوه داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح کے مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن اخطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اوسکو اور سوا
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کرا ئے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از جنگ گرفتار ہو کر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی جنانچہ اوپر ہمنے یہ امور احادیث صحیحہ سے
ثابت کر دیے ہین بخاری مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہی قال بعثنا رسول الله صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقيتم فلانا وفلانا لرجلين من قريش سماهما فحرقوهما بالنار
ثم اتيناه نودعه حين اردنا الخروج فقال انی كنت امرتكم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لا يعذب بها الا الله فان اخذتموهما فاقتلوهما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونیکو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کر سکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان ان خیدون
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ بران خود کلمہ حیث وجدتموہم اسیر

دال ہی کہ قید عین معرکۂ کارزار کی نہین ہی جہان پاؤ وہان مار ڈالو یس اونکہ خاص معرکۂ کارزار مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہی اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے پیش کی ہین اونمین سے کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید حاصل ہی کہ حیث جو ظرف ہی اوسکی تفسیر کرتے ہین من حل وحرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان کہین پاؤ قتل کرو اونمین سے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار کے قتل نکرو **قال** آیت سورۂ بقر الخ **اقول** ہم اس آیت کی تفسیر اور ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال کی بھی اوس جگہہ لکھی ہی **قال** آیت سورۂ البقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ۶ ہجری مین ہوئی تھی نازل ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہی کہ ہر جگہہ اوسکو پیش کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے نامنظور کیا جاتا ہی چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہی **قال** تفسیر معالم التنزیل مین ہی عن ابن عباس نزلت هذه الآية في صلح الحديبية الخ **اقول** معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس الخ خود مجتہد صاحب نے خاتمہ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہی علاوہ بران فرض کیا کہ آیت سنہ ۶ یا سنہ ۷ ہجری مین اوتری ہی مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ۷ ہجری مین کیا ہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفدا غزوۂ بدر سے بیشتر نازل ہو چکی ہی پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی سراسر غلط ہی **قال** قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفدا کے نازل ہوئی تھی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہو سکتی ہی یا نہین سو ظاہر ہی کہ کسیطرح منسوخ نہین ہو سکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے ہی جو بر خلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہوں تمام مشرکین سے متعلق نہین ہی پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتا اس حکم مین داخل نہین ہو سکتے **اقول** افسوس ہو کہ جسقدر لاف وگذاف شروع رسالے مین مجتہد عصر نے کیا تھا اوسکے پاس گسیکی بھی نباہ نکیا

اور برخلاف اوس لاف وگذاف کے ہر مقام پر وہ بنا تقلید ہو گئے آپ اگر قیدِ تقلید سے
دست بردار ہو کر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر اس آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِندَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِن قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہی تمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تا وقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اون سے تا کہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتدا یہ جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو ہمپر آوین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین ظاہرا
غلط سمجھا ہی دیکھو یمن اور تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون میں سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ و فارس
و دیگر بلاد پر جہاد ہوا اون مین سے کون ہم سے لڑنے آیا تھا اور کس نے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا
مگر یہان یہی بات تھی کہ اطاعت اسلام گوارا نہ کر کے آمادۂ جنگ ہو گئے تھے لوگ جب وے آمادہ جنگ ہوے

تو ہم آپنیہ مصداق اَلَّذِینَ یُقَاتِلُونَکُم کی جو آیۃ متلوہ مین ہی ہو گئی پس ادعا نسخ اس آیت کا صریح غلطی ہی پھر خدای تعالے فرماتا ہی کہ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہووین قتل کرو جہان کہین پکڑ لو اور ہم معنی ثقفتموہم کے بیان کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین **قولہ** اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اہل مکہ کے لیے ہی الخ **اقول** غلط بات ہی کہین سے تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اوترنے سے حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھ نہین ہوجاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب اور ہمنے یہ بھی لطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے ہی لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من و فدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنےٰ ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہی اور اگر ہی تو کچھ کلام اسمین نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہی اور ایک مین حکم قتل وجوباً ہی دوسری مین اجازت من و فدا کی ہی تو بلا شک و شبہہ ایک کا منسوخ ہونا لازم ہی **قولہ** پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہوسکتے **اقول** جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھ تذکرہ نہین ہی جب کہ مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر (یُقَاتِلُونَکُم) صادق آگیا اور جب اسیر ہو گئے تو مصداق ثقفتموہم ہو گئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے اور ستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہو گئے اور وَاقْتُلُوهُمْ معطوف ہی قَاتِلُوا پر اس سے صاف واضح ہی کہ دونون امر ہونے چاہیین اگر وَاقْتُلُوا سے بھی مراد زمانہ کارزار ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہوجاتا کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیۃ اس مدعا کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ نتھی بعد اسکے جو مجتہد عصر نے کچھ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر جرح کی ہی سو اوسکی طرف توجہ ضرور نہین کیونکہ پابندی اقوال مفسران کچھ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایک بڑے سے بڑے مجتہد عالیقدر جلیل الشان شیخ الطوسی

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن طاعنان کر رہے ہین کہ جسکی اجتہاد صائب اور علم و فضل کے
سب مفسران و مجتہدان قائل ہین یس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور کی چنانچہ
ہمنے اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کر دی بعد ازان ہمکو تو جکسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقف کے گھڑے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
ہین نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہین ہی **اقول** آپکی ناواقفی ہی کہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسکی سند
بھی اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہوجاوے کہ قول صاحب مدارک تمام تر صحیح ہی اور طعنہ آپ کا مبنی اوپر
بیعلمی کے ہی بلکہ آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف مقام
غیر غلبے مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین کی نسبت یہی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپ نے
گھڑے جناب ہم کب کہتے ہین کہ جیسے ہی جو جو بیٹھنے والونکو قتل کرو ہم بھی یہی سمجھتے ہین کہ اگر اطاعت او جزیہ قبول کیجئے بعد لڑنے
پر مستعد ہون تو اونسے لڑو اور مارڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو جسطرح ہمنے منجملہ محاربین کے کسیکو پکڑ لیا تو بامتثال حکم آیت قرآن
ہمپر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین اسرا محاربین اہل آیت سے آپنے کس طرح اور کس قاعدے سے خارج تصور فرمالیے ہین مقاتلین پر صادق
آنا دوسری بات ہی اور اسرا کا خارج ہوجانا اور بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ اسرا اس حکم سے خارج ہین سکہ مقاتلین کی
نسبت بھی صادق آسکتے ہی علاوہ بران اسرا مقاتلین بھی تو منجملہ مقاتلین ہی کے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہی اسرا پر ظاہرا جو فرق کہ مقاتل و قاتل
مین ہی جناب سامی کو ابھی تک وسپر اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھے ہوے ہین اور اوسی بنا پر آپ کی یہ توجیہ ہی ذری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور خصوصیت
ابواب کو کتاب سیبویہ مین نہین سمجھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** مطمع نظر ان
سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوگئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من
وفدا کا مخصوص ہوگا نہ مبطل **اقول** کیا فرمایئے اگر مجتہد عہ کا حکم مخصوص نسبت اہل مکہ کے صادر ہوتی جملہ احکام
نسبت اہل مکہ کے مخصوص ہیں اسپر کوئی دلیل آپکے پاس ہی تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ اگر سبب
نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کرکے اوسی واقعہ خاص کے
ساتھ مخصوص کردیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہی کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعہ خاص مین نازل ہوئے ہین مگر آج تک
کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہین اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا
اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہی پس یہ کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح
غلط ہی اور ہرگز لائق تسلیم نہین اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے
ہی مخصوص ہوجاوین اور سب جہاد جو وقوع مین آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ و ترقی
روز افزون پائی سب سفاک الدما محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین
العیاذ باللہ تعالی + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزاما دوبارہ اعادہ کرتے ہین اور منتظر جواب
ہین یعنی قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کرلی جاوے تو جو حکم آیت من و فدا
ہو وہ مخصوص ساتھ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے حکم
جواز من وفدا کا عام نہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رہ گئین سورہ نساء کی
آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منّ و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے اوسکی ناسخ
نہین ہوسکتین **اقول** یہ تو آپکا معمولی عذر ہی کہ ہر جگہ اوسکو پیش فرماتے ہین مگر ایک
جگہہ بھی اوسکو ثابت نہ کرسکے پس جسطرح اور جگہہ نامنظور کیا گیا ہی یہان بھی منظور نہین ہوسکتا
قال علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموھم ہی جسکی نسبت ہم اوپر
بحث کر آئے ہین کہ قید سے متعلق نہین ہی اور اسلیے آیت منّ و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور چونکہ علماء حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے ان آیتون کو
ناسخ آیت من و فدا نہین کہا ہی اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھ ضرورت نہین **اقول** ہم بھی دیر آمدین کلمات طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کرچکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من وفدا ہی اور علماے حنفیہ نے کچھ بھی
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قولہ تعالی اُقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وبما رواہ منسوخ لما تلونا مطلب اوسکا یہ ہی کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اونکے معنی ہین وہ ناسخ ہین من وفدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھ چکے ہین
ہمکو اب زیادہ بحث ضرور نہین ہی قال اب ہم آیت من وفدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرنیکے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھ بجز من و فدا کے اور کچھ
نہین ہوسکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسپر کسیکو گفتگو کا محل نرہے گا اقول
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ امر ثابت ہی کہ من و فدا مین علماے امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہوگیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین جائز ہی کہ امام اوسپر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہوگی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوسپر عمل ثابت کردیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے مجرد ثبوت عمل کافی نہین جب تک یہ امر ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہوسکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہوسکتا پس اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من فدا کا ثابت ہوگا مگر ممانعت
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہوسکتی اور اگر کہین کسی جگہ یہ ثابت ہوگیا کہ پیغمبر صلعم کی حضور
بعد نزول آیت من و فدا کے استرقاق اور قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہوجاویگی کہ
حکم من و فدا یا منسوخ ہوگیا یا من و فدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوسپر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماے حنفیہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من و فدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب تحفہ نے تصریح تام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کرچکے ہین اگر واقع مین جیسا کہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من و فدا واجب ہی ایسا ہی ہو تو کچھ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ اور تاییدات کے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات سے جو حضور جناب پیغمبر صلعم ظہور مین آئے
واضح ہی اور علماے شافعیہ کا قول یہ ہی کہ آیت من فدا مین اختیار دیا گیا ہی من و فدا واجب نہین ہی
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کہ وجوب ہی منسوخ ہونا اوسکا لازم آتا ہی مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت مین مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت مین
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوے بادلیل پیش کرتے ہین ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہی لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہین کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہی اور سیکو اوسمین محل گفتگو باقی نہین دلیل اول
مسلم مین ابوسعید خدری رض سے روایت ہی قال اصابوا سبیا یوم اوطاس لھن ازواج فتخوفوا
فانزلت ھذہ الآیۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یا ئین اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا بروز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھون نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت مین ہی کہ تحرجوا من غشیانہن یعنی حرج مین پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حرام کی گئین تمپر شوہر دار
عورتین مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہی عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبایا یوم اوطاس ولھن ازواج فی قومھن فذکروا ذلک لرسول اللہ صلعم فنزلت
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اون کے
شوہر تھے اونکی قوم مین پس ذکر کیا لوگون نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہی اور اوسوقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوم بخاری مین جبیر بن حیہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ جب کسری پر عہد امیر المومنین عمر مین اہل
اسلام جہاد کیلیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی امرنا نبینا صلعم برسالۃ

ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنة فی نعیم لم یر مثلها قط ومن بقی منا ملک رقابکم الحدیث

کہ خبر دے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے وہ جاویگا بطرف بہشت کے ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی بھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہوویگا تمھارے رقاب کا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمھارا مالک ہوگا) دیکھیے یہ بشارت مخبر صادق صلعم کی خدا تعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بہت بعد ہے اور اسمین بشارت اسکی ہی کہ تمکو خدا اون لوگونکا مالک کریگا اور وے لوگ تمھارے لونڈی غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین بحث کرتے ہین بمفصل بیان اوسکا آگے آتا ہی دلیل چوتھی قتل ابن خطل بعد فتح مکہ کے جسکا ہم اوپر ثابت کر چکے ہین دلیل پانچوین قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعہ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا دلیل چھٹی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجة الوداع مین بخاری نے حدیث ابی بردہ رض سے روایت کی ہی حدیث طویل ہے مین اوسکا خلاصہ متعلق بانحن فیہ لکھتا ہون بعث.

النبی ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ فی ارضہ قریبا من صاحبہ ابی موسی فجاء یسیر علی بغلتہ حتی انتہی الیہ فاذا ہو جالس وقد اجتمع الیہ الناس واذا رجل عندہ قد جمعت یداہ الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ بن قیس ایم ھذا قال ھذا رجل کفر بعد اسلامہ قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیٔ بہ لذلک فانزل قال ما انزل حتی یقتل فامر بہ فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابو موسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے پس چلے ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابو موسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پر سوار پھرتے ہوئے تا آنکہ پہونچے پاس ابو موسی کے پس ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک آدمی نزدیک ابو موسی کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملائے گئے تھے یعنی ہاتھ اوسکے گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے ای عبد اللہ بن قیس کیا ہے یہ ابو موسی نے کہا کہ یہ ایک آدمی ہے کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترونگا اسکے مارے جانے تک ابو موسی نے

کہا کہ اسیواسطے یہان لایا گیا ہی تم او تر و کہا معاذ نے مین نہ اوترون گا تا اسکے مارے جانے
کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ من خود کچھہ واجب نہین اور اس بات پر
کچھہ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین ہی نہین کہا جاسکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نتھے کہ ایسے واقعہ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم فخیم اونکے سرداروں کے ہاتھہ سے واقع ہوتا اور اوسپر کچھہ تنبیہ اور
تہدید نہ فرماتے **دلیل ہفتم** غزوہ طائف جو شوال شنہ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے فرمایا ارایت ان فتح اللہ علیکم الطایف غدا فعلیک بابنۃ
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہان سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی آپ سارلی کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی **دلیل آٹھوین**
ترمذی نے عمران بن حصین رض سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدؤا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی ابن ابی طالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
خدا صلعم نے ایک لشکر اور حاکم کیا اوسپر علی بن ابی طالب رض کو پس گئے علی رض اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھہ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے ہم اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو چلتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہ کام کیا اونھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس متوجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی براء ابن عازب رضی سے اسی
معاملے مین ہی قال بعث النبي صلعم جيشين وامر على احدهما علي بن ابيطالب و
على الأخر خالد بن الوليد وقال اذا كان القتال فعلي قال فافتتح علي حصنا فاخذ منه جارية
فكتب معي خالد كتابا الى النبي صلعم يشي به قال فقدمت على النبي صلعم فقرأ الكتاب
فتغير لونه ثم قال ما ترى في رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال قلت اعوذ
بالله من غضب الله ومن غضب رسوله وانما انا رسول فسكت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب رض کو اور دوسرے پر خالد بن ولید رض کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہووے قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی رض نے ایک قلعہ لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ برائی لکھتے تھے اوسمین اونکی پس ہوپنچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد از ان فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

رکھتا ہی وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رُک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا آسی معاملے
مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رضہ سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث
پر ۲ دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی
بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہی

بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت ابغض عليا لانه راه اخذ من المغنم
جارية وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسماعيلي من طريق ابي روح بن عبادة
بعث عليا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية له ليقسم الفئ فاصطفى علي منه لنفسه سبية

اي جارية بشواهده ورأسه يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليا فلما قدمنا على

النبي صلعم ذكرت ذلك له فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضه زاد
احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيه فان كنت تحبه فازدد له حبا وله
ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في علي فانه مني وانا منه وهو
وليكم بعدي فان له في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابو ذر انما ابغض عليا لانه
راه اخذ من المغنم فظن انه غل فلما اعلمه صلعم انه اخذ اقل من حقه احبه انتهى
وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي ع بھیجا پیغمبر نے علی رضہ
کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیے کہ بریدہ رضہ
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رضہ نے ایک چھوکری غنیمت مین سے ع اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ نے
ش پس گمان کیا بریدہ رضہ نے کہ علی رضہ نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ
اور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہی کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے
علی رضہ کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہی اوسکے کہ بانٹ
لاوین فئی پس چھانٹ لی علی رضہ نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبحکو آئے وہ اور حال یہ تھا

که سر سے اونکے قطرے ٹپکتے تھے ۹ پس کہا مینے خالدؓ سے کیا تو دیکھتا نہین اس آدمی کو یعنی
علیؓ کو ۹ پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے
بریدہؓ کیا بغض رکھتا ہی علیؓ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے پس
احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو
محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی
عن عبد اللہ بن یزید سے یہ بھی ہی کہ غیبت نہ کر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور
وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد ۹ پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی
زیادہ ہی پس کہا حافظ ابو ذرؓ نے کہ نہین بغض کیا تھا بریدہ نے علیؓ سے مگر اس وجہ
سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علیؓ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون
نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ انھون
نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہؓ نے
کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے
روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھ روز ہی پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ دہ
ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علیؓ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا
بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہی اونکے اعادہ کی کچھ ضرورت
نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی
کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احدے احسان رکھ کر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ برآن اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ
جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہراتے ہین کچھ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ
بدر ثابت ہی ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب
مجتہد عصر کی ثابت ہی **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی وغلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیش از واقعۂ بنی قریظہ وخیبر وبنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید بحق مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی ووافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہونہ سکا پس سب دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بنا فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کرچکے ہین پس بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت کچھ شک وشبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من وفدا وعدم جواز استرقاق وقتل جسکا ثبوت قرآن واحادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دیگر مباح کا نہین ہوسکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ ادلہ مستدلہ مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع وناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی وغلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من وفدا ہوے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے یا اسلیے کہ انکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہین گے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب نے بہت سی

چونکے اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی ہی
تو غزوۂ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع عمیرہ
سب بعولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء
الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون
من احدث فی امرنا ھذا فھو رد ان مواعید نے منہ بند کردیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جسطرحپر
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرحپر اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پر پیش فرمائے
ہین اس زمانہ پر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل دوم در باب مالک رقاب رہ گئی
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کئے ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اول اساری بطن مکہ اونھین لوگون
مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک
بتاوین آپ کو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیت مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس
ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہوجیے
آپکا کوئی استدلال ویرا ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آئندہ بھی ایسا
ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی بہت کی
ہی اور اوس بلاف و گزاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقا عمل نہین کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپ پر
الزام مجز کا دھرینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

ایام حدیبیہ مین واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ متعلق احکام آیت اِذَا
لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا کے ہی یا متعلق حکم آیۂ کریمہ وَإِن جَنَحُوا
لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کی ہی چونکہ دونون صورتون مین احکام جُدے جدے ہین قتل و
استرقاق ومن وفدا متعلق صورت جنگ ورفع صلح کی ہی اور ایفاے عہود صلح جو کچھ ٹھہرین
متعلق صورت مصالحہ کے ہین پس مجتہد کو لازم ہی کہ اول ہر مقام پر دیکھے کہ جو واقعہ پیش آیا
متعلق کون سی صورت کے ہی چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اسکے پابند رہے ہین سو
ہم دیکھتے ہین کہ آپنے کسقدر پابندی اسکی کی ہی اس باب مین کمال غفلت کو کام مین
لاکر دونون صورتون مین خلط مزج کر دیا ہی **قال** خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا
ذکر فرمایا ہی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ
أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وہ خدا ہی جسنے روکے ہاتھ کافرون کے تمسے اور تمھارے ہاتھ اونسے
ملے کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر **اقول** اس آیت سے تو استدلال تمام نہین
ہوسکتا بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ کچھ قتل وقتال ومقابلہ کی بھی نوبت نہین پہونچی نہ وے لوگ
مسلمانون پر ہاتھ ڈال سکے نہ مسلمانون نے اونکو قتل کیا نہ کچھ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب
ہوا نہ اثخان ہوا اور قید کرنے اور من وفدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہی مگر چونکہ یہ
آیت سورۂ فتح مین ہی اور سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکی سند آگے
لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورۂ فتح مین بالفاظ ماضی ہی اسلیے خود آیت سے صاف ظاہر
ہی کہ یہ معاملہ زمان حدیبیہ مین واقع ہوا پس یہ آیت حجت ہماری ہی مجتہد عصر پر نہ حجت
مجتہد عصر کی ہمپر اور کلمہ اظفرکم علیہم بھی اسیطرح اسپر دلالت نہین کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ
کے ہوا ہی کیونکہ خود باقرار مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہی کہ ضمائر جمع
غائب جو آیت مین ہین اونھین اسی آدمیون کے طرف راجع ہین جو جبل تنعیم اوترکے تھے

اور اونکو اصحاب رسول اللہ صلعم نے پکڑ لیا تھا پس یعنی آیت کے یہ ہین کہ خدا نے روکے ہاتھ اونکے
یعنی اون اسّی آدمیون کے تم سے اور تمھارے ہاتھ اونسے یعنی اون اسّی آدمیون سے بعد اسکے
کہ غالب کر دیا تمکو اون پر یعنی اون اسّی آدمیون پر پس اس سے غلبہ ونھین اسّی آدمیون پر ثابت
ہوتا ہے نہ مکہ پر **قال** صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس رضی سے روایت کی ہے ان ثمانین
رجلا من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ
النبی صلعم فاخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایۃ فاعتقھم فانزل اللہ تعالی
وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم
علیھم کہ اسّی آدمی مکے والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اوترے
پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل
نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت اوتری کہ وہ خدا ہے جسنے آخر

اقول اس استدلال مین بھی مجتہد تحریف لفظی و معنوی سے باز نہ رہے سنیے بیان
تحریف لفظی کا یہ ہے کہ حدیث مین لفظ غِرّۃ بکسر غین معجمہ و تشدید رای مہملہ ہے من قولہم
غرّہ غرّا وغرورا وغِرّۃ بالکسر فھو مغرور وغریر اذا اخدعہ واطمعہ بالباطل
عرب کہتے ہین غرہ غرا وغرورا وغرۃ بالکسر فھو مغرور وغریر جبکہ کسی نے دھوکا دیا اوسکو اور جھوٹی
طمع مین ڈالا اور بمعنی غفلت بھی آتا ہے لبید عامری کہتے ہین **شعر** صادفن منھا غرۃ
فاصبنھا ۔ ان المنایا لا تطیش سھامھا ۔ صاحب قاموس لکھتے ہین الغار الغافل واغتر
غفل والاسم الغرۃ بالکسر یعنی غار کے معنی ہین غافل اغتر کے معنی ہین غافل ہوا
اور اسم غرۃ بالکسر ہے جوہری لکھتے ہین الغرۃ الغفلۃ والغار الغافل غرۃ کے معنی ہین غفلت
غار کے معنی ہین غافل پس معنی حدیث کے یہ ہین کہ اسّی آدمی اہل مکے سے آئے رسول اللہ صلعم
پر پہاڑ سے تنعیم کے ہتھیار بند ارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہین کہ ارادہ کرتے تھے
غفلت پیغمبر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک مین تھے لڑائی کا ان کلمات مین اصلا تذکرہ نہین

مجتہد دہر نے اول تو لفظ عنوۃ کو تحریف فرما کر لفظ غزوہ بزلے معجمہ اوسکی جگہہ داخل فرمایا
بعد ازان بسبب ناواقفی کے علم لغات سے یہہ خیال شیخ چلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ غزا
العدو و یغزو وہ غزوا و غزوانا و غزاوۃ فھو غاز سے ہی کہ جسکے معنی ہین جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھہ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ عزۃ
مضاعف ہی اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہی یہ دونون ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یا ایں ہمہ ادعاء دعوی اجتہاد بیان تحریف معنوی
کا یہ ہی کہ سلماً کے معنی لکھے ہین اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہین
یہان لفظ سلم مین تین روایتین ہین سِلماً بفتح سین و سکون لام و کسر سین و سکون لام ان دونون
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسِلم بکسر السین و فتحھا تؤنث تانیث نقیضھا
وھی الحرب شعر السلم تأخذ منھا ما رضیت بہ والحرب تکفیک من انفاسھا
جُرَعُ ۔ انتھے ابو الطیب کتا ہی شعر فالسلم تکسر من جناحی مالہ بنوالہ ما یجلی الھیجاء
قال تعالی فان جنحوا للسلم فاجنح لھا تیسری روایت ہی کہ سَلم بفتحتین اسکے معنی ہین
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السَلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب پنجم صفحہ ۱۲۳
پر آیت تلقوا الیکم السلم الآیہ مجتہد صاحب نے نقل کی ہی وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہی نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہین پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین صاف تحریف معنوی ہی پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلماً تمیز ہی واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃ و قہراً پکڑا تھا یا صلحاً اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلماً لایا گیا تاکہ یہ امر متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحاً پکڑا تھا عنوۃ و قہراً نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہو سکتا ہی کہ تمیز ہووے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑنا اونکا حرباً ہوا تھا یا انقیاداً ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہو گئی کہ حرباً و عنوۃً اونکو نہین پکڑا تھا بلکہ انقیاداً و اکراماً
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال مین کہ وہ
مطیع و منقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے غرضکہ تمیون وا ینون ظاہر
ہی کہ اون کو از روے صلح کے پکڑا تھا نہ از روے جنگ و قتال کے یہان تک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہین کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہین سلمہ بن اکوع سے روایت ہی قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مایۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیہا فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضا قال ورانی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایع
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیبا ہو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اہلی و
مالی مہاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

بعض اتيت شجرة فلمست شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين
من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولت الى شجرة اخرى وعلقوا
سلاحهم واضطجعوا فبينا هم كذلك اذ نادى مناد من اسفل الوادي يا للمهاجرين
قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود
فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرم وجه محمد لا يرفع
احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول
الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجل من العبلات يقال له مكرز يقوده
الى رسول الله صلعم على فرس مجفف في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله
صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفا عنهم رسول الله صلعم و
انزل الله وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان
اظفركم عليهم الاية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث كها سلمه بن الاكوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ مین ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو ۱۴۰۰ تھے اور چاہ حدیبیہ
پر پچاس ۵۰ بکریان تھین نہین سیراب کرسکتا تھا وہ کنوان اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوین پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئین مین پھر تر آب ہوگیا وہ کنوان پھر پانی پلایا
اور بھر لیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
مین کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیون مین پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہان تک کہ پہونچا درمیان آدمیون کا یعنی نصف یا قریب
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کرچکا
ہون مین تمسے اے رسول اللہ صلعم اول آدمیون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے اور پھر بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار لیس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہین جسمین لکڑی اور پٹھا نہو

شک راوی ہی کہ سلمہ نے لفظ حجفہ کہا یا لفظ درقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہی
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا اول ای خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ جانے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کرلی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو در حالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین بسوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کرلی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اون کو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک اور درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زنیم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر پکیار گی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کرلیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہی اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہی روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ مارونگا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عبیلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر تھا ساتھ ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اون کی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے اونہین
کی طرف ابتدا فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہ ہی جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ
اور تمھارے ہاتھ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کر دیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم درحالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الحدیث
دیکھو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدا عہد شکنی کی حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتدا عہد شکنی کی انہین کی طرف سے ہو پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمہ سلم موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑ لیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوس سے
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرایط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق فَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَاِنْ لَّمْ
يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
کے وے لوگ صلا مستوجب قتل و استرقاق کے نہ تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اونکے

ساتھ کیا گیا قال تمام علما او مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اقول سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے ازراہ خطا اس واقعے کو بعد واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہی سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصۂ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر یہ لکھتے ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح واستشھد وا بہ ان مکۃ فتحت عنوۃ وھو ضعیف اذ السورۃ نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس سے استدلال کرتے ہین کہ مکہ قہرا فتح کیا گیا ہی حالانکہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوۃ الحدیبیۃ اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیبیہ مین تفسیر جلالین مین ہی ببطن مکۃ بالحدیبیۃ من بعد ان اظفرکم علیھم فان ثمانین منھم طافوا بعسکرکم لیصیبوا منکم فاخذوا واوتی بھم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعفی عنھم وخلی سبیلھم فکان ذلک سبب الصلح انتھی یہ بات ہی کہ اسی آدمی تمھارے لشکا مین رات کے وقت آئے کہ تمھارے ضرر پہونچانے سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انھین کے لکھتے ہین غرض ہماری نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہی کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے ہین غرض صرف یہ ہی کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہی کہ تمام علما اور مفسرین و اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹھا ہونا ثابت کر دین کہ اتفاق سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہی بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی آخر
لشکر کشی یہان کہان ہوئی تھی وہی لوگ باراده غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے
لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکۃ البتہ ہی سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہی مگر ہان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین
ہی اور سورۂ فتح مکہ سے بیشتر اوتری ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سهل بن حنيف فلقد رأيتنا يوم الحديبية يعني الصلح الذي كان بين النبي
صلعم و المشركين ولو نرى قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا على الحق وهم على
الباطل اليس قتلانا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال فيم نعطي الدنية
في ديننا و نرجع ولما يحكم الله بيننا فقال يا ابن الخطاب انى رسول الله ولن يضيعني الله تعالى
ابدا فرجع متغيظا فلم يصبر حتى جاء ابا بكر فقال يا ابا بكر السنا على الحق وهم على
الباطل قال يا ابن الخطاب انه رسول الله صلعم ولن يضيعه الله تعالى ابدا فنزلت
سورة الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپ کو روز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر رض پھر کہا اونھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ تم
حق پر ہو اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمر رض نے

پھر کیون ہم دیوین ضعف وذلت کو اپنے دین مین اور پھر جاوین اور ہنوز حکم نہین دیا
اللہ تعالی نے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب مین خدا کا پیغمبر ہون مجکو خدا کبھی ضایع
وخوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے مین پس نہ صبر کیا کہ آئے ابوبکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابوبکر
کیا ہم حق پر نہین ہین اور وہ باطل پر کہا ابوبکر نے ای ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہین اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی پس نازل ہوئی سورہ فتح پیغمبر پر یہ بخاری مین دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف رض سے روایت ہے کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم یوم الحدیبیۃ
ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم السنا علی الحق وهم
علی باطل فقال بلی فقال الیس قتلانا فی الجنة وقتلاهم فی النار قال بلی قال
فعلی ما نعطی الدنیة فی دیننا نرجع ولما یحکم الله بیننا وبینهم فقال یا ابن الخطاب
انی رسول اللہ صلعم ولن یضیعنی الله ابدا فانطلق عمر الی ابی بکر فقال له مثل ما
قال للنبی صلعم فقال انه رسول اللہ صلعم ولن یضیعه الله ابدا فنزلت سورة الفتح
فقراها رسول اللہ صلعم علی عمر الی اخرها فقال عمر یا رسول اللہ او فتح هو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہین کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پھر کہا اونھون نے ای رسول اللہ صلعم کیا نہین ہین ہم حق پر اور وہ مشرکین باطل پر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہین ہین کشتے ہماری طرف کے
بہشت مین اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ مین فرمایا ہان تمھاری طرف کے کشتے
بہشت مین اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ مین کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوین ذلت
اور ضعف کو اپنے دین مین کیا پھر جاوین ہم اور نہین حکم کیا ہے خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان مین پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق مین رسول خدا کا ہون اور
ہرگز ذلت نہ دیگا مجکو خدا کبھی پھر چلے گئے عمر رض پاس ابوبکر رض کے پھر اونسے بھی یہی
کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابوبکر رض نے بیشک وہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا کبھی پس نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر
نے عمر رض کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رض نے آیا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورۂ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمہ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی مراد لی جاوے
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور جونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مكة اهلكه ونقصه ومنه مكة للبلد الحرام والحرم كله یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رض
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبد اللہ بن عمر رض سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو اوسمین
عبد اللہ بن عمر رض حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان رض لبعثه فبعث عثمان الى مكة
وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان رض الحديث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ (یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معزز زیادہ عثمان رض سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رض
کے الی آخر الحدیث علاوہ بران یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ مین بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی مکہ مین قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران مین جو سولھہ میل مکہ کی آبادی سے ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایہ عام الفتح مین نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور مکہ کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدًا قال النبی صلعم وهل ترك لنا عقیل من منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح مین یارسول اللہ کہان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر صلعم نے آیا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہی عن النبی صلعم قال منزلنا ان شاء اللّٰہ تعالی اذا فتح اللّٰہ عزوجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہہ ہماری خیف ہی جہان باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوسوقت ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب ولهم مال وارضون فهی لهم مین لکھا ہی والخیف الوادی قاموس مین لکھا ہی الخیف غرة بیضاء فی الجبل الاسود الذی خلف ابی قبیس وبها یسمی مسجد الخیف اولانها ناحیة من منی انتهی خیف سفید پتھری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس واضح ہوا کہ یہ شبہہ بلے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہوسکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہوسکتا ہی کہ چونکہ سورہ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِيْنًا اور اس سے ظاہر ہے کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے
نازل ہوئی ہے سو یہ شبہہ بھی بیجا ہے کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہے کہ وہ فتح معاملۂ
حدیبیہ ہی ہے چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہے یعنی معاملۂ
حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہے اور تفصیل اسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہے علاوہ
بران چند آیت جو اوسی سورۃ مین ہین اونسے خود ظاہر ہے کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل
ہوئی ہے صحیحین اور ترمذی مین ہے عن انس قال نزلت علی النبی صلعم اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ
فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ مرجعہ من الحدیبیۃ
فالفتح المبین ھو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس نے کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا
مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وقت پھرنے اونکے کے حدیبیہ
سے پس ہے فتح مبین فتح حدیبیہ قال مگر بعض لغو روایتون مین ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین
قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد بہت سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور
ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین اونکو یہ خیال نہین کہ باستظہار روایات غیر ثابتہ اوریخ
کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو ہمیشہ
یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے
اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسائل شرعیہ کے ہووین مگر
ہولے نفسانی یہانتک غالب ہے کہ ہر جگہہ اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے
ہین اور اونھیں کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع قفاہ علی الاقدام للوجہ
لا تشجع قال لیکن جب کہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ
بحث کرنے کی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون
سب لوگون پر افترا برپا کرتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہے اوسکا
نام تو لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سوائے آپکے کون مسلمان مردود جانیگا

قال دوم اسارے بنی خذیمہ **اقول** جناب مجتہد دہر خذیمہ بجائی جذیمہ بہنین آپ
ناواقفی سے ہر جگہہ اسکو خذیمہ بالخاء المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہی **قال** فی
القاموس وجذیمة کسفینة قبیلة من عبد القیس **قال** اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہی اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو **قال** اور وہ حدیث یہ ہی عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خذیمة فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبأنا صبأنا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی
قدمنا الی النبی صلعم فذکرناہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللھم انی ابرء
الیک مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو مار یگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے ان سب
باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہی مین اپنی براءت تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون **اقول** جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہی آپ تو
مبتدیون کے برابر بھی نہ نکلے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو تم مجتہد ہو [illegible]

اسلمنا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ یہ ترجمہ سراسر غلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی یہہ ہین
کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اسلمنا صحاح جوہری مین یہی ہے وہ لکھتے ہین
ویحسن الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہین کہ ہو یحسن الشئ ای جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی ہو یحسن الشئ احسانا ای یعلمہ یعنی معنی یحسن الشئ کے جو باب افعال
سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ یہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صبأ وصبوء وصبوءۃ خرج عن دین الی آخر صحاح مین ہی صبا
الرجل صبوء اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدۃ صبا من دینہ الی دین آخر
کما تصبأ النجوم ای تخرج من مطالعہا پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یوم امر
خالد مراد یوم سے مجرد وقت ہی یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے
الخ آپ نے درمیان یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوۃ مطبع احمدی
مطبوعہ ۱۲۶۲ھ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپ نے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی پس
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعلوا یقولون
کے جعل یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت منّ و فدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بربنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھہ تھے

وہ نزول آیت من و فدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر اتمام ہو گئی یعنی باوجود واقفیت کے آیت من و فدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہے کہ آپنے یہ باب ششم اس مدعا کے اثبات کے واسطے بتایا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمائیے کہ اس حدیث سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو بسبب غور نہ کرنے کے اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپنے اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اقول استدلال علما کے حنفیہ کا یہ ہے کہ آیت من و فدا آیات سورہ براۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے منسوخ ہو گئی ہے اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ لیتے یا احسان رکھتے علما سے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علما سے حنفیہ کے کافی نہین اور استدلال علما سے شافعیہ کا یہ ہے کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر اصلا نہین سمجھا جاتا ورنہ خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے زنہار ایسا

نکرتے سو مجتہد عصر کی وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہین قال دوسری اور بہت سے صحابیون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقول اس بیان سے تو استدلال مین کچھ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ موید استدلال ہے کہ باوجودیکہ بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابہ کا مستلزم وجوب من و فدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی اوسپر اور صحابہ نے انکار کیا اور قتل کے مانع ہوے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا واجب نہین استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اسوقت حضرت خالد واقف نہوے ہون اسلیے کہ ابھی آیت اقتال کو نازل ہولی صرف کئی دن ہوے تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی ہین خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہے اوسمین یہ کلمات واقع ہین وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل من اعلی مکۃ من کداء اور جس لڑائی مین یعنی غزوۂ فتح مین خالد بن الولید مصروف تھے اوس لڑائی مین عبد اللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسرے بنی جذیمہ کا کیا تھا مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوے تھے چنانچہ یہ امر بھی احادیث بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہے قال یہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوگئے
تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہد ہر
کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بناے اسیری او پر اشتباہ کے ہی اور دلیل مبنی
ہی او پر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین
کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادۂ اسلام مین مجمل تھا لہذا
اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رضہ نے جو اون کے
قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس
پہونچنے تک اجرا ے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف
مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری
استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول**
ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رضہ سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر
صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر مرضیہ
کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث
ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو
کیونکہ حدیث مین تو کچھہ تصریح وجوب من و فدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل
اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے
زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع
نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہوسکتا **قال** سوم اساری ہوازن **اقول** بحکم
آنکہ الغریق یتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ ترکتب سیر سے استدلال
کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہہ مین آجتک کسی مجتہد نے اونپر توجہ نہین کی اور نہ وہ
اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہہ مین اونپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

طرہ التعجب ہی کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف وصحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ نہ جنکی حکایات وروایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہی نہ راویون کا نام معلوم ہی استدلال فرماتے ہو صلت علے الاسد وبلت عن الشاۃ خوب سمجھ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہوگا اوسکو سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھکر اوس سے کچھ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے شروع رسالے مین بہت لاف وگذاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے تو ایسے گرے یا باین شوراشوری یا باین بے نمکی + مصرعہ بر خرقۂ تو اینہمہ داغ شراب چیست + اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر وتواریخ سے استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے کی بابت یہ حدیث ہی ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ھوازن مسلمین فسالوہ + ان یرد الیھم اموالھم وسبیھم فقال لھم رسول اللہ صلعم معی من ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی وإما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرھم رسول اللہ صلعم بضع عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لھم ان رسول اللہ صلعم غیر راد الیھم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین فاثنی علے اللہ بما ھو اھلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی قد رایت ان ارد الیھم سبیھم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک ومن احب منکم ان یکون علے حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفئ اللہ علینا فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فكلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الى رسول الله صلعم فاخبروه انهم قد طيبوا واذنوا هذا الذي بلغني عن سبي هوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے پسند ہے تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کرلو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہوگیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیر دینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہے پھر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کر کر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جب کسیکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کسنے تم مین سے اس بات کی اجازت دی اور کسنے نہین دی تم جاؤ تا کہ تمھارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے **اقول** حیف ہے کہ جو شخص ما و من مین تمیز نکر سکے الی یاتی کو الناس یاتنس رَدًّا بِرُدٍّ رَدًّا فهو رادٌّ کو رُدَّ یُرَدُّ رَدًّا فهو مردودٌ سمجھے الی غیر ذلک وہ مدعی اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلے القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس چیز کا کیا ہے آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھہ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

کذب علیّ متعمداً فلیتبوّء مقعدہ من النار جسنے جھوٹھہ بولا مجھپر عمداً تو چاہیئے کہ مہیا
کرلے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی جب
آپ احادیث نبوی کے معنی بھی نہین سمجھہ سکتے تو کیون بوالہوسی مین پڑکر مجتہد بنے ہو سنیے
معنی معی من ترون کے معی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاۃ بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے
خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا
وقد یحذف العائد لقیام قرینۃ پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونہم ترون رویت
بصر سے ہی نہ رویت قلب رایت رایا سے کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رایت
رایا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھہ معنی صحیح ہو سکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے
قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب فاھو مبہم غیر متمکن وھو فی اللفظ واحد و
یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور
مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی
کہ میرے ساتھہ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کردینے
مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھہ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی
بلا استرضای اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کردینے مین معذور ہون سو مجھسے ایک
بات پکی سچی کہدو پھر آپنے یردّ الیہم اموالہم وسبیہم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین آلخ یہ بھی
غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول و ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم
کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیردین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور سبی پھر وقد کنت استانیت بکم کا
ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز
علم تصریف سے بھی ناواقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استانیت استفعلت انی یا انی سے ہی اور
ناقص ہی انس یا انس سے جو صحیح اللام مہموز الفا ہی کسطرح ہو سکتا ہی (ان ی) و (ان س)
کیونکر ایک ہو سکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپ تو مدعی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مداخلت

عربیت مین درکار ہی اسقدر آپکی غلطی کو تو ہم مبتدی بھی سمجھتے ہین تعجب ہی کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین ابتک پڑے رہے جب یہ حال ہی تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام کیجیے یہ کام آپکا نہین ہی اسکام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہی شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند ؏ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند ؏ نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست ؏ کلاہ داری و آئین سروری داند ؏ اب سنیے معنی استانیت بکم کے جوہری
وہ کہتے ہین استانی بہ ای انتظر یقال استانی بہ حولاً معنی استانی بہ کے ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہی استانی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی وہی الفاظ
ہین کہ استانیت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمہارا اور بڑا تعجب ہی کہ ماضی کے کلمے مین اردو معنی
ماضی پر بڑا غل اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو فائدہ معنی ماضی قریب دیتا ہی اوپر کلمہ کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نرہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط اور مہمل ہی بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہی جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہین زمخشری رحمہ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
مابین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحہا وھو مابین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ انتظار کیا تھا اونکا پیغمبر صلعم نے
مابین تیرہ اور انیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہی میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور عالم امور ہی جیسا کہ قول شاعر مین ہی شعر او کلما وردت عکاظ قبیلۃ ؏
بعثوا الی عریفہم یتوسم ؏ اور ہو سکتا ہی کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفع الینا
عرفاءکم امرکم کا بھی آپنے غلط کیا ہی صحیح ترجمہ یہ ہی تا کہ پہونچاوین ہم تک تمھاری ہوشیار
و دانا یا سردار یا نقیب تمھارا حال کلمہ عرفاءھم کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کہ فاعل کو مفعول

اور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہی کہ کلام کیا اوس سے عرفا اونکے نے یہان تک تھیبان تھا
اون غلطیون کا جو مجتہد عصر سے نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہی اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہی چند وجہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اوس سے بر سبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ دیجاوینگی پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بنص قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل ہووے اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخییر پیغمبر صلعم کے مال
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلا شک و شبہ باقتضای مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب دعوے کرتے ہین صراحۃً باطل ہو جاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہی نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب دعوی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا دیجاوینگی ورنہ نہین کیا وے تھے بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی حق
کو مجتہد صاحب کے برابر نسمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آچکا تھا اونکو بالجبر روک رہے
تھے العیاذ باللہ تعالیٰ تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس استرضا
صحابہ کا اس باب مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہی خواہ کوئی راضی ہو یا نہو سقدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جب تک کہ وے خوب بہ تصمیم قلب راضی نہو گئے تب تک نہ چھوڑ دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکی ہی کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہی اور ہم اسی جگہ سے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من و فدا سے وجوب من و فدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نہین سمجھا تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ یہ کہ ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے چوتھی دلیل یہ کہ اگر من و فدا واجب تھا تو اوس روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی تعیل مین عجلت ہی بہتر اور یہی کاملین کی شان سے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا اسیرون کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم مین اخیر اس قصہ مین مذکور ہی فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلۃ ثم قبض قبضۃ من تراب من الارض ثم استقبل بہ وجوھھم فقال شاھت الوجوہ فما خلق اللہ منھم انسانا الا ملأ عینیہ ترابا بتلک القبضۃ فولوا مدبرین فھزمھم اللہ وقسم رسول اللہ صلعم غنائمھم بین المسلمین جب گرداگرد ہوگئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوترے خچر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھرکر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یہ موںہہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین مٹی کو اس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد ہوازن سے پیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رضہ کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعھما فی بعض بیوت مکۃ الحدیث پائی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل از آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابو داؤد نے بعین الفاظ بعد نقل قصہ مذکور کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا علیھم نساءھم

وابناء هو الحدیث یعنی پھیر دو اونکو اونکے اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہوکر ہر ایک کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود اسی حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہی کیونکہ اس حدیث مین بھی لفظ ہی کہ من کان علی حظہ اور حظ کے معنی ہین حصہ چنانچہ صراح مین ہی الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کس طرح صادق آتا علاوہ برین جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلہ اوسکے حصے کا جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہو سکتا تھا علاوہ بران احادیث مفصلہ ذیل سے ثابت ہی کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلہ کسی اور معاملہ ہم سے کے واقع ہوئی اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ چھٹی شوال سنہ ۸ھ کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لیگئے اور مابین تیرہ ۱۳ روز اور اونیس ۱۹ روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی ثابت ہوتی ہی بخاری بروایت علی بن عبد اللہ فانھزم المشرکون فاعطی الطلقاء والمھاجرین ولم یعط الانصار شیئا ایضاً بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانھزم المشرکون واصاب یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المھاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئا دیکھیے یہان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہی جس سے صاف واضح ہی کہ تقسیم غنائم مین تراخی نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بڑی دلیل بروایت بخاری عبد اللہ بن عمر سے یہ ہی کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہوگئی تھی لما کان یوم حنین اثر النبی صلعم اناسا اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

ذلك واعطی اناساً الخ یعنی یہ بیان ہے مثل مہر نیم روز کے ثابت ہی کہ ایام حنین مین تقسیم ہو گئی
تھی اور وفد ہوازن بعد عمرہ جعرانہ کے آئے تھے اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر
نہین کیا جا سکتا غرضکہ ان سب دلائل سے واقع ہو جانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیے ثابت
ہی اور جب تقسیم کر دینا پیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہی تو کچھ شک نہین کہ من و فدا امر وجوبی
نہین بلکہ اختیاری ہی اور یہ بھی محتمل ہی کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین
مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہین کی البتہ حضرت عمرؓ پر کچھ درپردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوئے
قال رسول اللہ صلعم نے کسیکو کوئی لڑکی بخشی نہین تھی بلکہ خود حضرت عمرؓ نے گرفتار کیا تھا
اقول یہ غلط بات ہی اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہی العیاذ باللہ من ذلک حدیث مین
لفظ اخذ عمر نہین جو گمان اسکا ہو تا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اصاب عمر ہی جس سے صاف ظاہر ہی
کہ انکو باجازت پیغمبر صلعم کے پہونچی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے
پاس موجود رکھتے ہین **اقول** ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اور اہل
انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا
کی مثبت ہی یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہد غیر
واجب ہی نہین کی ہم اوس حدیث کو بجنسہ پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا
حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انہ کان علی
اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین
فوضعهما فی بعض بیوت مکة قال فمن رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا
یسعون فی السکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال من رسول اللہ صلعم علی السبی
قال اذهب فارسل الجاریتین قال نافع ولم یعتمر رسول اللہ صلعم من الجعرانة ولو اعتمر
لم یخف علی عبد اللہ وزاد جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس
ورواه معمر عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرا اوپر اعتکاف ایکدن کا زمان جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو
پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور باقی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے
پس رکھ دیا تھا اونکو مکہ کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبی
حنین کے پھر وے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی پس کہا عبد اللہ
نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رض نے جا تو پس چھوڑ دی اون دونون
چھوکریونکو کہا نافع نے اور عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا
عبد اللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی
ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین اور روایت
کیا ہی اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے باب نذر مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد
اعتکاف روایت سابقہ مین ہی نہین کہا انتہی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ
من الخمس کا موجود ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ یہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے
دی تھین اور باقی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رض تے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ
جیسا مجتہد نے اونپر افترا برپا کیا ہی کہ وے خود کپڑ لائے تھے اور روایت جریر بن حازم کی
زیادہ تر موثق ہی کیونکہ وہ مرفوع ہی اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہی اگرچہ دونون
حدیثون مین کچھ تعارض نہین ہی اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہی
بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب عجم مین بلفظ فاروق اور عادل عرف
ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا
فجا قط الا سلک فجا غیر فجک قسم ہی اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھ مین ہی نہین ملا
تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص
غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اور چونکہ
دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رض کو کہ منادی کر دیتے

کہ جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت اونکے پاس ہوتی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد اللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین کان رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمھم فیخمسہ ویقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلال کو کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو پس خمس نکال لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اوسمین سے اور تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہے کہ ایسا شخص ایک تھوڑی غنائم مین غلول کرے دوسرا باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر نہ کرے حالانکہ خود وہی حضرت جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل قد غل فاحرقوا متاعہ واضربوہ رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے تو جلا دو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا باینہمہ وہ کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہے کہ ایسا گمان بد اوپر کرسکتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا

مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہے ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سال رسول اللہ صلعم وھو بالجعرانۃ بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف یوما فی المسجد الحرام فکیف تری قال اذھب فاعتکف یوما قال وکان رسول اللہ صلعم قد اعطاہ جاریۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس سمع عمر بن الخطاب رض اصواتھم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما ھذا فقالوا اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذھب الی تلک الجاریۃ فخل سبیلھا عمر بن خطاب رض نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اوس حال مین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے طائف سے پس کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایکدن کا مسجد حرام مین پس کیا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جاؤ اور اعتکاف کر ایکدن کا اور تھے پیغمبر خدا صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمر رض کو چھوکری خمس مین سے پھر جب آزاد کردیا رسول اللہ صلعم نے

سبایا اون لوگون کو تینئین عمر رض نے آوازین اونکی کہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہے کو پیغمبر خدا صلعم نے پس کہا عمر رض نے کیا ہے یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے اوسکو بھی فرمایئے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رہگیا آپکو لازم ہی کہ ایسے اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسیطرح کا الزام عائد ہوا اور ہرگز ہرگز ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہووے مثنوی

بے ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ گردد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشے آید بسوزد خلق را	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی گر نا مدست این دود چیست	دل سیہ گشت و روان مردود چیست	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علماے اسلام اور بھی بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول آیہ اما منا بعد و اما فداء کی واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس بھی نکالا اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہوا کیا تو وہ آیہ منسوخ ہی جیسا کہ قول علماے حنفیہ کا ہی یا من و فداء اختیاری ہی بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہی اور قول رسول اللہ صلعم نے آیت مذکور کا ہی درباب عدم وجوب من و فداء کے اور یہی ہی مدعا ہمارا کہ بحمد اللہ تعالی ثابت ہو گیا فالحق یعلو ولا یعلے اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی اس حدیث سے کسطرح پر ثابت کرتے ہین قال ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کیلیے بخاری کی حدیث سے استدلال ہی جس سے قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہی اقول اسطرحپر چھوڑ دینے مین کہ جسطرح پر ہوازن کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علماے امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب کبھی لوگ مسلمان ہوکر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام ہو جاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے تو اوسکو اختیار ہی کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضامندی غانمین کے جن لوگون کے

حصے مین پایا آگئے ہون اونسے بھی پھیر وادی یہ من اصطلاحی نہین ہی بلکہ درحقیقت احسان اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم مین اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق حالت حرب مین جائز ہی لیکن چھوڑ دینا از قسم من مابہ النزاع نہین اس قسم کے من کو تو امام الایمہ ابو حنیفہ رح بھی نا جائز نہین کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہی جو بحالت کفر اسکے دار الحرب کے جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ عظمہ لکھتے ہین کہ لا یجوز ان یردھم الی دار الحرب لان فیہ تقویتھم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لاندفاع الشر بدونہ ولہ ان یسترقھم توفیرا للمنفعۃ بعد انعقاد سبب الملک بخلاف اسلامھم قبل الاخذ لانہ لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم لا یسترق ابدا بہ لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو مامون علی اسلامہ انتہی نہین جائز ہی پھیر دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس پھیر دینے مین تقویت کفار کی ہی مسلمانون پر پس اگر قیدی مسلمان ہو جاوین تو نہ قتل کرے اونکو امام بسبب اسکے کہ شر بدون قتل کے دفع ہو گئے اور اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنا لیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا کے برخلاف مسلمان ہو جانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت مین استرقاق بھی جائز نہین اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہین ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہین جائز ہی کہ اوسکو فدیے مین کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھہ مین قید ہو دیا جاوے کیونکہ اسمین کچھہ فائدہ نہین مگر اوس صورت مین کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے **قال** اور اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفئ اللہ علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیون کا حق اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ نہین ہی **اقول** کیا خوب استدلال ہی کہ نہ لعبارۃ النص ہی نہ باشارۃ النص ہی نہ بدلالۃ النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص واجب التکریم ہمسے یہ فرما دے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو اپنا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل مین سے

اسکے بدلے ہمکا گھوڑا دیدینگے اور ہم اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہے کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکے ایک گھوڑا
لے لین اور کچھ نہ تھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہے اور ایسے ایسے ہی استدلال پر
آپکے اجتہاد کی بنا ہے تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراوٗگے اگر مجتہد دل مین
انصاف کرین تو سمجھ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت ترتیب تقبلہ مین کیونکہ پیغمبر صاحب نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمکو غنیمت مین سبایا دیگا تو انکی بدلے مین ہم ہمکو دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہے غلطی فاش ہے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ مایفئ کا ترجمہ مال کیا حال آنکہ لفظ ما عام
ہے شامل ہے سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا قال چہارم اسارے ثقیف ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا اقول قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہے ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہے ماخذ قول صاحب ہدایہ معظم کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو مامون
علی اسلامہ انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھ چکے ہین قال چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران
بن حصین نے کہا کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل واوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتھا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم بالرجلین الذین
اسرتھما ثقیف لہ اقول ترجمہ یہ ہے کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو صحابہ پیغمبر خدا صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل
مین سے پس باندھ لیا اوسکو پس ڈال دیا اوسکو دھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم
اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہون نہین فرمایا پیغمبر صلعم نے
گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑے ہوئے چلے گئے
پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اوسپر پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کہ کیا
حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے
اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمامتر بھلائی کہا عمران بن حصین نے کہ فدیے مین بھیجدیا
اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض اون دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھو اوس
حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہوگیا تھا اور اسکا حکم وہی ہے
جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ معظمہ نے لکھا ہی اسکا
قتل ہرگز جائز نہ تھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** نہ سمجھنا
چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہوجانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا
جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اپنے قول
کو موکد بلفظ (اِنَّ) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد ہر برخلاف
اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا
دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زیدؓ اور خالد بن ولیدؓ وغیرہما کو کہ ایسی سمجھ پر
کسقدر اوپر تہدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد
اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دار الحرب مین بھیجدیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا
نہین ہی پس یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابو حنیفہ رح
کی تقلید سے تو شدت انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے
کہ ہم کسی ملا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول ضعیف کی تقلید سے

کیون گمراہ ہوگئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمۂ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے جان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ لکھی جاتی ہی وقیل ردہ واخذ الجعلین بہ لا ینافی اسلامہ لجواز ان یکون الرد شرطا بینہم فی المعاہدۃ انتہے اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے سلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہو آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھہ مرقاۃ کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھہ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھہ بات ہی اور بلا اشتباہ وشبہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہوجانیکے چھوڑ دیا تھا قال بنجم اساری بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحٰق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ عیینۃ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہین رسول اللہ صلعم نے اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو قیدی بنا لائے **اقول** اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحٰق تبع تابعی ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھہ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلۂ فقہیہ کا ہوسکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ بات ثابت نہ کر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپ کے حق مین مضر ہی قال بخاری یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی هریرة قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعته من رسول الله صلعم
یقول لها فیهم هم اشد امتی علی الدجال وكانت منهم سبیة عند عایشة فقال
اعتقیها فانها من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتهم فقال هذه صدقات قوم
او قومی ابو ہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین
رسول الله صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور اونھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عایشہ کے پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین **اقول**
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم ہین آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عایشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک مجرمہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیها جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ یہ سبیہ منجملہ اون
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا
مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھڑوایا
پانچوین یہ کہ حضرت عایشہ کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان نتھی بلکہ حالت کفر ہی پر چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم
فانها من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیها کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عایشہ رض کے پاس تھی تو مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہے گا کہ مراد

لفظ اعتقیہا سے یہ ہے کہ آزاد کردے تو اوسکو یہ بالضرورت بدلالۃ النص اور بثبوت قرینہ کے
دلالت کریگا اگر امر سیوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے پاس تھی منجملہ اون اسارے بنی تمیم کے نتھی جو اوس لڑائی مین پکڑی آئی تھی یعنی محتمل ہے
کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہدیہ کے اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث
اسیران جہاد مین ہے پس ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہوجاویگا
امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فرضیت من و فدا ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر
در پیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کے لیے کوئی وقت معہود
نہین کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوسوقت تک اوسکی تعمیل اختیار رہے
امر پنجم اگر کوئی جرم ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہے کہ سوائے من و فدا کے
ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ اسیر کو قید کیا جاوے پس حصر جو امام ہدی مجتہد عصر ہے باطل ہوجاویگا
چھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک
اوسکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین ساتوان امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا
کہ علت اعتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل ع م کے اوسکو چھوڑا گیا اور
گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط
پر ہے کہ نسبت چھوڑ دینے اور ونکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی
علت استحباب اعتاق کرامت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ امور مذکورہ
مین سے کے امر ہین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کے امر ہین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا
اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت بہونچا دیا یا بجبر تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکیے
اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال الحدیث سے یہ
نہ سمجھا جاتا ہے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رض پاس بطور لونڈی کے
تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر اس
واقعہ کو دلیل لائے ہین اور حسب بیان مرقوم امر سوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس وے ہمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ وے سمجھتے
ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مبطل استدلال باقی نرہے اثبات دعوی اونکے
ذمہ ہے ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوی ثابت نہین ہو سکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات
ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے
مین رہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونمین سے ایک عورت حضرت عایشہ پاس
تھی اقول جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر سوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا پیش کیجیے بیدلیل
بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے قال جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے
کو فرمایا تھا اقول جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم کسطرح لکھدیا اور آپکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل ع م سے تھا نہ وجوب من
پھر ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیھا واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے
وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل ع م سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ
علۃ منصوصہ اعتاق کی تو اونمین بھی موجود تھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق
ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکی حق مین مفید نہین غایۃ
الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہے قال کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر
اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے اقول یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض او سبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین او استدلال مواہب لدنیہ
پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی ضعیف یا ان شور لشوری کہ صحاب
پیغمبر صلعم کی بھی نسبون لگایا یہ نہ سمجھا کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کہ کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصر عدہ بر خرقہ تو نہیمد داغ شراب سیت ہو جناب اس مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہیہ مین بحث ہی روایت معتبر صحاح مین سے سند لائیے چونکہ مینے التزام کیا ہی کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہی اوسپر مین ایک ذرہ بھی توجہ نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہو گئے قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہی اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہی جو قیدی لونڈی وغلام بنائے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہی جو قیدی ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہی مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی وغلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی وغلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین اقول آپکے اس اقرار سے ثابت ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ بحیثیت الحقیقت نہین ہی مگر بمعنی لونڈی وغلام کے بطریق مجاز متعارف کے مستعمل ہی جب یہ حال ہی تو آپکے ذمہ اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین ہین مگر وہ آپسے نہوسکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام معنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہی اقول بے سند بات تو مین سنتا بھی نہین اور اوسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اونے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا کہ لغت کی رو سے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہی تو مجتہد صاحب نے اول رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہی ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور اوسکا ترجمہ یہ کیا ہی کہ اللہ نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی وہان ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہی مگر ہم اس جگہہ بطور فرض محال تسلیم کر کے کہتے ہین کہ ہمنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ اعتاق حقیقۃ مستعمل ہو مگر چونکہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہی کہ غلام کے آزاد کرنے مین بھی مستعمل

ہوتا ہی پس اثبات اسکا کہ اس حدیث مین ارادہ آزادی غلام کا بسبب کسی قرینۂ قویہ کے ممتنع ہی آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا مین یہ نہین کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام پر مجازًا مستعمل نہین ہوا بلکہ میرا قول یہ ہی کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہی اور عرف مین بھی انہین معنی مین مستعمل ہی اور جبتک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی معنی حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح جیسے کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہین ہو سکتا اسیطرح جیسے لفظ اعتاق معنی اطلاق مستعمل نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی اور اصول مین مبرہن ہو چکا ہی قال اوس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہی اقول اگر یہ بہت بڑی غلطی فاش ہی تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی فاش ہی کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احد المعنیین کی نہین ہی تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاش ہی تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاش ہی پس دونون احتمال علی السویہ قایم رہی اور چونکہ آپ اس مقام مین مستدل ہین واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہان تک تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال مین ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہین کہ مجتہد صاحب نے امور سبعۂ مذکورہ مین سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نکیا سوا اونکی تقریر مذکورۂ بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہی کہ نسبت امر اول کے تو اونھون نے صرف یہی بیان کیا کہ لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہی اور لونڈی غلام کے معنی مین بھی بطور متعارف کے مستعمل ہی جب ایسا حال ہی اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہین تو دونون احتمال برابر موجود ہین بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہی چنانچہ بحث اسکی فن اصول مین مفصلاً مرقوم ہی امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے مین بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے مین مستعمل ہی اگرچہ یہ بات غلط ہی مگر ہمنے تسلیم کر لی یہان بھی دونون احتمال برابر کے قایم رہے امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کر کے رہ گئے کہ وہ سبیہ منجملہ اساری کے بنی تمیم کے تھی پس یہان سب احتمالات مخالفہ باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا آمر بحریم وشہرت سے کچھ تعرض بھی نکیا امر عتق کا خود اقرار کیا کہ سبب کل اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم عم سے تھا چنانچہ خود لکھتے ہین کہ جسکو بپا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا اب ہم مجتہد صاحب سے استفسار کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر صحیح ہوسکتا ہی جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکر دین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہی اب ہمسے سنیے تائید ہمارے مدعا کی نسبت امر اول کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبایہ سے زیر حوالات نہین کیونکہ محل حراست مین لفظ حرس مستعمل ہوتا ہی کما قال امرء القیس تجاوزت احراسا الیہا ومعشرا علی حراصا لویسرون مقتلی اور یہان لفظ حرس نہین بلکہ لفظ عند ہی کہ جس سے کسی طرح حراست مراد نہین لی جاسکتی علاوہ بران حضرت عایشہ کا مکان قید خانہ نتھا نہ وہ قیدیون کی حراست پر مامور ہوسکتی ہین پس ارادہ ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفای اوس ارادہ کے قطعا ممنوع ہی نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃ مستعمل نہین ہوسکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی پس واجب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہووین کہ آزاد کردے تو اوسکو قیدیت سے کیونکہ از روے لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہی اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہو گا معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہی اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی کے لیے ہین پس یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع ہی ہرگاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق طے ہوگئے تو حدیث کا ترجمہ یہ ہوا کہا ابوہریرہ نے ہمیشہ مین دوست

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سُننے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وہ میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی اونمین کی ایک
لونڈی عایشہ رض کے پاس سو کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کردے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہی اور آئے تھے
صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے
صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی نہ مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف
الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھہ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہی کہ
جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے
لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی اسیطرح جو حدیث ہمنے پیش کی اوسمین استدلال کیا
ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرماوینگے بسبب زیادہ پسر ملامت کرنیکے جو خلاف لغت
محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ باندھے آگے اس سے مجتہد صاحب نے بر بنا اقوال بعض فقہا نسبت عدم جواز استرقاق
عرب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہمکو اوسکی نسبت کچھہ تعرض ضرور نہین مگر ہان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھہ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے صیغہ امر اعتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرایا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من ولد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد
اسمعیل ع م ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمایئے جناب مجتہد عصر اسکا کیا جواب ہی اور اگرچہ یہ
مذہب الزاما آپکا نہو مگر لزوما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجمہ حدیث کے اسکی کچھہ تقریر یاد رہی
قال پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہی کہ قبل نزول آیت من و فدا کی قوم عرب کو لونڈی
و غلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول یہ سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نکیا کہ کسی
قیدی کو اوسپر حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو والبتہ اسارای بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد کسیکو نہین چھوڑا چنانچہ بحث مسلی اوپر گذر گئی قال تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا اقول ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین قال یہانتک کہ غزوہ طائف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے اقول اسوقت ہم مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے کہ جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہے تو بڑی ہی طیش و غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہے الخ اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی قال مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ شونادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے پس جو کہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبھی رضی نتھا اقول اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب مخدوم و مکرم الیس آ ڈی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے انتہے + الحمد للہ والمنۃ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم عربیہ سے بخوبی ثابت کردی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب مین ہمنے یہی بخوبی ثابت کردیا ہے کہ بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت نہوسکا بلکہ من و فدا بھی اس قسم کا جسکو امام ابوحنیفہ رح ناجائز کہتے ہین اونسے مطلقاً ثابت نہوا اب آگے اس سے جو اونھون نے باب ہفتم مین کچھ ہاتھ پاؤن مارے ہین وہ سب حرکت مذبوحی ہے مگر ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر لیتے ہین قال باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام بنانے کا فعل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استغراق کے بیان نہین کر سکتے اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو
کہتے ہین کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہی اقول کون سے وہ علماے اسلام ہین جو بیان سے عاجز ہوئے ہین آپکے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علمانے آیات واحادیث صحیحہ سے حکم استغراق وقتل کو ثابت کر دیا ہی اور مزید برآن فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ مین بسبب وحی کے واسطے ہدایت کافہ انام کے
ہین اپنے مدعا کو اور آپکے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ بپایہ اثبات کو پہونچا دیا بانیہمہ
اگر آپ اپنی آنکھہ حق کی طرف سے بند کر لین تو مجبوری ہی **قال** اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھون پر رکھتے ہین **اقول شعر**
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ٭ طوبی لک ار زبان تو بادل موافق ست ٭
قال مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین کہ قول یا حکم موجود نہو **اقول** واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہی جسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اسی سے عدم التفات اور عدم توجہ کا نام ہی سر آنکھون پر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد ہین آیا یہی کام ہی مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا افعال
پیغمبرون کے برخلاف اقوال اور احکام کے ہوتے ہین کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھہ ہین کرتے
کچھہ ہین ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہین اگر ایسا نہو تو اونمین اور فساق مین کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہین کہ جنسے آیات واحادیث مجملہ درجہ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہین پس کیا آپکا اجتہاد ہی کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہین اور اوسکی طرف توجہ نہین فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہین پڑی ما بال اقوام یتنزھون عن الشیٔ الذی اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم
باللہ واشدھم لہ خشیۃ کیا حال ہی اون قومون کا جو اپنے تئین منزہ کرتے ہین اوس چیز
سے کہ جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہون سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہون وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپ نے نہین سمجھی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بیشک ہی تمکو پیروی نیک رسول خدا کی قال اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداءً موجود ہی جسمین کچھہ شبہہ نہین اقول حکم مین تو کچھہ شبہہ نہین مگر او سکی سمجھہ کا کچھہ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے آپ خود نہین سمجھہ سکتے غلبۂ توہمات اور تقلید گمراہون کے سبب دوسرون کے سمجھانے سے نفرت کر ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھنا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تو تقلید گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھہ شک رہ جاوے تو استفسار کیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپ کے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوت تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین اقول ہدا کم اللہ الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے ہین پر آپ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین قال اس معاملے مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہم نے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہی اقول اول تو یہ دیکھنا لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہی یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر کا لحاظ ضروری ہی کہ آیا یہ محکم ہی یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپ سے اوپر بحث کر چکے ہین اور آپ کے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور دیگر آیات کا جو اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہی کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہی اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا اقول بحث اسکی مفصل گذر چکی ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہی کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم کے ہوا قال تو پھر اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلۂ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

یا اوس فعل پر جو مابعد اوسکے ہوا ہی قائم ہو گی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود رائی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کچھ اصل اوسکی نہین ہی کوئی دلیل آپنے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہو سکتا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیش از واقعہ بدر ثابت کر دیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال اور اقوال جناب رسالتمآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے اوسکو لکھدیے
ہین اور بعض اونمین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوۂ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیت مذکورہ کے ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپکی تکذیب کی
اور قول پیغمبر صلعم سے جو درباب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کر دیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذری آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن بااینہمہ ہم ان حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوئے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فدا کے ہی اور جو دعوی نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے پس اب ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیہ متلوہ
ہی مگر عموماً ہم بیان لکھے دیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیہ متلوہ کے ہی
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہین بااینہمہ کمالات نکات اور لطائف کلام مقدس
کے ضرور بیان فرماوینگے البتہ فن تحریف و تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہو گئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوۂ بنی قریظہ ہی مگر غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

حریت واقع ہے **اقول** اتنی ہی جھوٹھ بات ہے اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو **قال**
اور نکتہ باریک اہم یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب
نہین کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تھے سعد بن معاذ حکم قرار دیے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود انہون نے
اپنے تئین سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھ
انکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا **اقول** یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بجز افترا باطل کر چکے ہین ضرورت اعادہ کی نہین مگر ہمارے قول کی
کی تصدیق درمیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپنے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحا
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور در باب
استرقاق ذریت کے مرتکب جرم فخیم ہوئے دوسرا الزام آپنے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھا دی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے (عن سلمۃ) قال غزونا
فزارة وعلینا ابو بکر رضي الله عنه أمّره رسول الله صلعم علینا فلما کان بیننا وبین الماء
ساعة أمرنا ابو بکر رضي الله عنه فعرّسنا ثم شن الغارة فورد الماء فقتل من قتل
علیه وسبا وانظر الی عنق من الناس فیهم الذراری فخشیت ان یسبقونی الی الجبل
فرمیت السهم بینهم وبین الجبل فلما راوا السهم وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفیهم امرأة
من بنی فزارة علیها قشع من أدم قال القشع النطع معها ابنة لها من احسن العرب
فسقتهم حتی اتیت بهم ابا بکر رض فنفّلنی ابو بکر رض ابنتها فقدمنا المدینة وما کشفت
لها ثوبا فلقینی رسول الله صلعم فی السوق فقال یا سلمة هب لی المرأة فقلت یا رسول الله صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين كانوا اسروا بمكة

ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم ابوبکر رض کو ہم پر سردار کیا تھا پس جبکہ تا ہم سے اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس ٹھہرے رہے پہر رات کو اور پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ لوگون کو قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اوسمین بچے اور عورتین تھین پس مجکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچے پہاڑ پر نہ چڑھ جادین چنانچہ مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب اونھون نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصے مین مینے اونکو جالیا اور اونکو اسطرف پھیرا اور اس جماعت مین ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر مین حضرت ابوبکر رض کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر رض نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے آئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نہ کرنے کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت مجکو بخشدے پس مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پھر دوبارہ مجکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین ملے اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ بخشدے تو مجکو وہ عورت تو مینے جواب دیا کہ لیجئے آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہل مکے سے اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانونکو جو کفار کے قید مین تھے چھوڑ دیا **اقول** اگرچہ ترجمہ حدیث کا خوب صحیح نہین ہے مگر اصل مدعا مین سوا اسکے کہ نام قبیلہ مین غلطی کی ہے فزارہ بالزاء المعجمہ ثم المہملہ کی جگہہ فرازہ بالمہملہ ثم المعجمہ لکھدیا ہے اور کچھ غلطی نہین ہے غرضکہ اس واقعے سے

یہ بات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسیر کفار لونڈی غلام بنائے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکم فسخ استرقاق اور عدم جواز مملکیت کا صادر نفرمایا بلکہ سلمہ رض
مالک کنیزک مذکور سے سوال کیا کہ یہ کنیزک مجھکو ہبہ کردے یللہ ابوک کہ دلیل کامل ہی اور ثبوت ملک
سلمہ کے نسبت کنیزک مذکورہ کے مجتہد عصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین **قال** اس حدیث سے
بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسارے بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ قصہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا **اقول** یہ تو آپکا ایک معمولی عذر غیر ثابت
ہی مگر بڑی قسمت ابوبکر صدیق رض کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید نتھا کہ اس فعل
کا الزام مانند سعد بن معاذ کے اونپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے **شعر** قتل این خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نبود
ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود **قال** روایات غزوہ بنی المصطلق **اقول** بعد تمہید کرنے
عذر معمولی کے فرماتے ہین **قال** معہذا زیادہ تفصیل اس غزوہ کے اسارے کی ہمکو نہین ملی اور
جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ ہذا سے تھین اور
ہوئے ہین **اقول** بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسارے کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ
پہلے اس سے یعنی صفحہ ۱۹۵ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کر چکے ہو یہان بھول گئے
ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محیریز قال رایت ابا سعید رض فسالتہ فقال خرجنا مع رسول
اللہ صلعم فی غزوۃ بنی المصطلق فاصبنا سبیا من سبی العرب فاشتہینا النساء
فاشتدت علینا العزبۃ فاحببنا العزل فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وہی کائنۃ ابو سعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھہ غزوہ بنی المصطلق مین گئے پس پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم سے

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تم پر کہ نہ کرو تم نہیں ہے کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر وہ پیدا ہی ہوگی دیکھیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہے قال اغار رسول اللہ صلعم علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلھم وسبی سبیھم واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ او البتۃ بنت الحارث قال وحدثنی الحدیث عبد اللہ عمر وکان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا ابن ابی عدی عن ابن عون بھذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس روز جویریہ بنت الحارث کو (یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو بگمان جویریہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبداللہ بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے کیا لفظ کہی تھی نہین ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہے مین حیران ہون کہ مجتہد اب و کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت اور تتبع احادیث نبوی سے محروم ہین قال اوروسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے اقول ذرا سمجھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے قال ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے بطور تحفہ آنے مین اور بشر رسول خدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اوسکے نسے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہین ہے مگر شبہ اس بات مین ہوکہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استغراق کی دلیل ہوسکتی ہی یا نہین اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول او فسق اور فجور اور ارتکاب امر نامشروع اور اتباع جاہلیت کیطرف نہین ہوسکتا لیس جس فعل پر آپ روز وفات تک قائم رہے اوسکے جواز مین تو کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہین کرسکتا قال ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتے اسلیے کہ قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت اور سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور نہین ہی اقول حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا اور جس جس صورت سے سبایا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر آیات اور احادیث مین مذکور ہی جو مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپکا کام نہین کام علماے مجتہدین کا ہی سو اونکے اقوال بھی ہمنے مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب رقیت اور ملک یمان کی بیان کیا بحث ہی یہان تو یہ بحث ہی کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہی یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے ہین کہ بیشک ہی جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہرحال ثابت ہوگیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہی عن عایشة صنع رسول اللہ صلعم شیئاً فرخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزہون عن الشیء اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم باللہ واشدہم لہ خشیة ۵ عایشہ رض سے روایت ہی کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پس اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام سے کچھ لوگون نے پھر پہونچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا کہ کیا حال لوگون کا ہی کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون بہ نسبت اونکے قرآن مین موجود ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجمہ البتہ ہی تمکو نیک پیروی اور اقتدا پیغمبر صلعم کی ہی لیس ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت و سبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی یان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو ہمون نے سبب و علت سب کا پتہ لگالیا ہی چنانچہ بحث اسکی اوپر مفصل گذر گئی **قال** اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی **اقول** ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل ع م کے عہد سے مشروع چلے آتے تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہو رہے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت تھے ابتدا ے زمانۂ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور طریق ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتداے بعثت سے ہی ممنوع تھی **قال** نہ اون رشتون پر جو بعد کو حرام ہوے کچھ خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی **اقول** بعض رشتون کا بیشک و شبہہ پہلے ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجۂ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض رشتون کا خیال اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی مین نتھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اوسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ پابندی رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لاسکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت تشریعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی **قال** اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً معدومیت تعدد ازواج لازم آتی ہی **اقول** اگرچہ اسکا کچھ ثبوت مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ پیشتر عدل کا بھی خیال نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اوسکا خیال نہ تھا اس سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی تھا کہ مجتہد عصر اسکو بیان مین لاتے مگر ظاہرا یہ تقلید بعض گمراہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد نکاح کے ہی کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہی **نظم** حاشا الرقیب فخانت ضمائرہ وغیض الدمع فانہلت بوادرہ وکاتم الحب یوم البین منھتک وصاحب الدمع لا یخفی سرائرہ اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین ہی جگہہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آیندہ تعدد نکاح کے باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لکچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھہ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لکچر کا ہون اب تو بحث ماخن فیہ کی طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اوسی کی بنا پر ماریۂ قبطیہ کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین ہوسکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسلیے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد قم فرماے کہ جنکو ہمنے اوپر نقل کیا ناظرین دیکھہ لین کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہوسکی کہ اتباع اور اقتدا پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلے **قال** معلوم ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین تھی **اقول** عجب نا واقف مجتہد سے کام پڑا ہی کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عم کے کام نسبت نکاح و استرقاق و عتاق وغیرہ شرائع کی عموما مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہی کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد انتظار وحی کے کیا ہی مگر اوسکا بھی یہ حال ہی کہ اگر اجتہاد مین کچھہ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی ہی تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہی پس سراسر بے علمی مجتہد کی ہی کہ یہ کہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہی الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہی اور کس چیز سے اونکو یہ معلوم ہوتا ہی اگر کہین کہ قرآن مین بجز کچھہ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو و کلا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ

الحدیث رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھہ
اوسکے **قال** اس لیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو
محض بے عیب اور بیگناہ تھا **اقول** بارے شکر خدا کا ہے کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ
تصرف سراری کا بے عیب اور بیگناہ تھا اب مین یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے
سب دعاوی اور تمہیدات اونکی جڑ پیڑ سے ہلکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات
مشرکین عرب موجب بیگناہی اور بے عیبی کسی فعل کی ہو نہین سکتین بلکہ حسن و قبح ہر شی کا علی
اختلاف القولین یا عقلی ہے یا شرعی ہے ان دونون سے خالی نہین پس اگر تصرف سراری جو تلازم
جواز رقیت ہے مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوسمین کچھ عیب و گناہ نہین اور شارع ع م نے اوسپر
عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہو گیا اور تمام
تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو بیان گھڑ رہے ہین باطل اور بے بنیاد
ہو گئین اور اگر بے عیبی اور بیگناہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو عین مدعا
ہمارا ہے پس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت رقیت بموجب حکم شارع کے ہے اور رسم و رواج
عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہے کہ ثبوت بے عیبی اور
بیگناہی مین اوسکو کچھ دخل نہین بہر حال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے
مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی **قال** بعد اسکے
رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے **اقول** صادر ہونا احکام کا
بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہین ہے کہ اوسسے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہو بہت احکام
ہین کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہین ہے نافذ ہوئے ہین پس جو احکام کہ نسبت
ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتداءً یہی احکام
صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی نسبت نکاح پیغمبر صلعم کے نتھا سراسر خطا اور جہل ہے اور
جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اس سے پیشتر تو نسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج و سراری تمہارے تصرف مین آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو اقول جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سبسے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھہ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولا اس آیت سے مقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ بران اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ و دانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد اسکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور بیبیان اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہووین ہاتھہ
تیرے یعنی حکم نفی حل نساء سے مملوکات مستثنےٰ ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق سنہ ۵ ہجری سہوم وجہ عرب ہوئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین بائین شائین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی الخ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
نہونا کسی ورحکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل مین رکھہ
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے قال چنانچہ وہ آیتین جنپر ہمنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال کسی دعوی پر ہوتا ہی اور ظاہرا دعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پیغمبر خدا
صلعم نے بدون حکم شرعی و بدون حکم خدا کے صرف بموجب رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی یا قطع نظر اوسکے عمل سے یا سب امور
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہین اونمین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا چنانچہ

بیان اوسکا آگے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہے قال اللہ تعالی سورہ احزاب مین
فرماتا ہے یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک التی اتیت اجورہن وما
ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیئے تیری بیبیان
جنکا مہر تو دیچکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین انمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہے
اقول قطع نظر اون غلطیون ترجمے کے کہ جنکا ذکر بحث کلمہ ما ملکت مین ہم کر چکے ہین اس
جگہہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرح پر ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بموجب
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہے ہرگز نہین ہرگز نہین دیکھیے
یہان ازواجک معطوف علیہ ہے اور ملکت معطوف ہے اور اصل وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہے درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جسطرح پر ازواج صیغہ جمع عام ہے اسی طرح پر کلمہ ما
بھی عام ہے حرف من جو ما پر داخل ہے ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہر اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین ہمنے وہی تبعیض کا قول فرض کرلیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوتی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جنمین سے بعض فی تھین غرضکہ ہر طرح پر مدعا ہمارا حاصل ہے اور خوب ثابت ہے کہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری مین سے ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہے عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہے پس دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہوگیا کہ اس سے حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہے قال اور یہ بی بی
جنکی نسبت خدا نے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین اقول اگر مراد بی بی سے زوجہ ہے تو غلط صریح ہے اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہے تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہے کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو **قال** اللہ تعالی نے اسی سورۃ مین پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ
إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ط نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورؤن کے بدلے
اور جورؤین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** یہان بھی ترجمے مین مجتہد صاحب
باتباع ہوائے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ کا یکقلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہی ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھہ تیرے اس آیت کی تفسیر بحث
ما ملکت یمینک مین بہت اچھی طرح لکھہ چکے ہین ضرورت تکرار کی نہین دیکھہ لو اس سے بھی دعوے
مجتہد کا کہ سریہ بنانا صرف بموجب رسم و رواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہین ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت مین ایسا نہین کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہی کہ باوجودیکہ
احکام ازواج مین کچھہ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک مین کچھہ ترمیم نہین ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل سے اس آیت مین مستثنے رہین
قال اس آیت مین جو لفظ نساء کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے ما ملکت
یمینک سے بھی حکم امتناعی متعلق ہوتا تھا اسلیے خدا تعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا **اقول** مسلم ہی
ہم بھی کہتے ہین کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہین یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتین حلال
نہین مخصوص ساتھہ منکوحات کے ہی اور مملوکات اس سے مستثنے ہین یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہی اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہین **قال** اور وہ جو مستثنے ہوئین
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین **اقول** تخصیص ماریہ قبطیہ رض کی جو مجتہد صاحب نے فرمائی ہی اسپر کیا
قرینہ ہی لفظ ما عام ہی لیس اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھہ کرنا تمامتر بیجا ہی اور اگر تقدیر مضاف
الیہ بعد کے (التسع) جیسا کہ ہمنے اوپر کی ہی نہ کیجاوے بلکہ اور کچھہ تقدیر کیجاوے تو ماریہ بسبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے برائیہ محفوظ تھین پھر استثنا ماریہ رض کا باوجود محفوظ ہونیکے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظ ہی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبدیہہ باطل ہی کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم
تک اونکی سریہ ہین اور حال رہین محفوظ ہونے سے کسی طرح مستثنی نہین ہوسکتین اس صورت
استثنا ماریہ رفع نہین ہوسکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہی کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہی **قال** اب کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل
نہین ہوسکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے جاتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور آپ پھر کہتے ہین کہ آیات مذکورہ کے کونسے لفظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہی اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو بس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم
تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم ممانعت سریہ بنانے کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین صاف
اجازت عموما واسطے آیندہ کے بھی مل گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد عصر کی ہی کسی طرح جیز ثابت نہین بس جمیع امت کو جواز اقتدای اس امر جائز مین کیا
کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہی پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے ہین تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہی اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہی **ابیات** آن گل سرست تو خونش مخوان پست
از عقلست مجنونش مخوان ٭ خون شہیدان را ز آب اولی ترست ٭ این خطا از صد
صواب اولی ترست ٭ **قال** خصوصا جبکہ غلبہ و استیلا جو نذر و ہدیے مین بھی متحقق ہوتا ہی
باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ٭ تا بخواند بر سلیمی زان فسون ٭ دو لفظ فقہا کے دیکھکر بغیر سوچے سمجھے

اور نیز حرف گیری کرنے لگے **شعر** منطق الطیران خاقانی صعب است ؎ منطق الطیر سلیمانی کجاست ع یہ کون کہتا ہے کہ استیلا سبب رقیت ہے یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی ہے کہین نشان تو دیجیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین تمیز نہین پھر آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہے یعنی جب بسبب کفر کے سب احریت اختیار کھو دیا اور نفس بہیمی غالب گیا تو خصائص نفس بہیمی کے سواے کہ منجملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہے اور کچھ باقی نرہا اور عصمت حریت زائل ہو گئی پس مانند اور بہائم وحشیہ کے اس قابل ہو گیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے اوسیکا مملوک ہے پس سبب رقیت کفر ہے اور سبب ملکیت استیلا ہے دیکھو کہ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانوران آبی و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب کسی نے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہو گئے اور یہ ایسی اصل محکم ہے کہ اسی پر غلامی مبنی ہے اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہے چنانچہ ہم اس باب مین شروع رسالے مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہ وہ مستحکم بات ہے کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا برخلاف آپکے اصل رسم و رواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیاء کرام اور اصحاب و عترت اہل بیت کے ہین اور کہ یہ مصداق مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہدیہ مین بھی استیلا متحقق ہوتا ہے غلط محض ہے نذر و ہدیہ سبب نقل ملکیت ہے مانند بیع کے بڑا تعجب ہے کہ مجتہد خود آپنے بحر الرائق کی عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور سریہ کے آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اور مجتہد صاحب کوئی دلیل اسپر کہ آیندہ کے لیے سریہ بنانا ممنوع کیا گیا پیش نکر سکے یا یہ کہ تسری منجملہ خصائص پیغمبر صلعم کے ہے یہ بھی ثابت نکر سکے

پس اب ہمکو اس باب مین زیادہ بحث شق ثبت و دیگر اسکی ضرور نہین کیونکہ حکم جواز جیسا سوے
ثابت ہو سکتا ہی ایک سے بھی ویسا ہی ثابت ہو سکتا ہی پھر کیا ضرور ہی کہ بحث کو طول دیا جاوے
جو مدعا تھا وہ ثابت ہو گیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون اب ہم بیان ایک اور بات بھی
لکھتے ہین کہ جس سے حجتین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہین یا سورہ معارج بالاتفاق مکیہ ہی یعنی
قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور حضرت ماریہ قبطیہ رض کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے شش ہجری
مین بطور ہدیے کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور اونکو پیغمبر صلعم نے بطور تسری کے اپنے تصرف
مین رکھا تو سورہ معارج مین جو بیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہی اور اوسمین یہ حکم ہی وَالَّذِينَ هُمْ
لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ
فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہون کی حفاظت
کرنے والے ہین مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اون کے جنکے وہ مالک ہوئے ہین تو وہ لوگ غیر ملامت
کردہ شدہ ہین پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہین زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے
بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رض کے غیر ملومین سے خارج
ہو کر داخل عادون ہو گئے کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانکم کے یہ معنی لکھے ہین کہ مالک ہو چکے ہین
حالانکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہ ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال
مین روز نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجیے **قال**
ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہی کہ جسمین مجتہد عصر نے اختلافات
روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیشتر کیا تھا اور ہمنے وہین اونکو روکا تھا
کہ ذرے سنبھل کر اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہی کہ اسمین سب سے
زیادہ حال بد دیانتی اور تحریف اور بیعلمی مجتہد صاحب کا کھلتا ہی **قال** حضرت جویریہ
بنت الحارث رض آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی کچھ ذکر اس
مقام پر لکھنا ضرور ہی اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی اقول خیر ہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب تو
نہین جیسا کہ ایک کریہہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا موہنہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے
آئینہ کو بد شکل سمجھکر پھینک دیا تھا سو تو کچھہ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھہ
معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا دستور
یہ ہی کہ جب الزام دینے پر مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے
حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھہ بھی قابل اعتبار کے
نہین کبھی کسی مجتہد وفقیہہ نے اوپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نامعتمد
ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھہ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے
تو اوپر ہم کچھہ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بنا پر جو کچھہ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو
محض سمجھکر اوس سے کچھہ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے
تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی قال صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کافر
جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین
جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی اقول خدا سے ڈرو کیا موہنہ لیکر یہ بات کہتے
الا بوجہل بھی قید جیا ؑ تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب
ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف و بددیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا
شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوے گی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم
اور ایک بخاری کی اوپر باب بیان غزوہ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت
ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین قال پھر اوسی صحیح مسلم
کی دوسری حدیث مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا
صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا اقول بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

مین شروع کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہی کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہی **قال** ایک روایت مین ہی کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہی
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا **اقول** البتہ یہ روایت ابو داؤد مین ہی کہ غزوۂ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رض
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور سوال
بدل کتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرا دیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جويرية بنت الحارث وانما كان من امري ما لا يخفى عليك واني
وقعت في سهم ثابت بن قيس بن شماس واني كاتبت على نفسي فجئت اسألك
في كتابتي فقال هل لك الى ما هو خير منه قالت وما هو يا رسول الله قال اؤدي
عنك كتابتك واتزوجك قالت قد فعلت الحديث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہی اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جويرية اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے سہم
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سو اوسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین نسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کے
اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہی چنانچہ اسی حدیث مین ہی فقتل مقاتلهم وسبى سبيهم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود بنفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھہ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصحاب کا بھی ہے **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین **اقول** شعر چونکہ برگردی و برگردد مسرت * عالمی گردندہ
آید در برت * جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدونکی جمعیت پر اچھی کھلی جاتی ہے مگر سیرت ہشامی اور مواہب لدنیہ اور استیعاب کو بکس
مین بند کرکے سینہ ہی پر رکھ لیجیے اوسکو مقابلہ مسلمانونکے سند نہ لائیے ہم اوسکو در باب
استنباط مسائل فقہیہ کچھ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بسند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم پر حجت
لائیے کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہین اصلا کچھ تعرض نکرینگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم مین ابن مسعود رض سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي عند البيت وابو جهل و
اصحاب له جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جهل ايكم يقوم الى سلا
جزور بني فلان فياخذه فيضعه في كتفي محمد اذا سجد فانبعث اشقى القوم
فاخذه فلما سجد النبي صلعم وضعه بين كتفيه قال فاستضحكوا وجعل بعضهم
يميل الى بعض وانا قائم انظر لو كانت لي منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلعم
والنبي صلعم ساجد ما يرفع راسه حتى انطلق انسان فاخبر فاطمة فجاءت وهي
جويرية فطرحته عنه ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابوجہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے کہ
ابوجہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اوٹھکر اونٹ کی اوجھڑی وغیرہ
آنحضرت صلعم کے دونون شانون کے درمیان مین رکھدے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین پس ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے مین گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر سب کے سب ہنسنے
کو اشارہ کرنے لگا اور عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجھکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پس آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپ نے
سر نہ اوٹھایا یہانتک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ رض
نے اوسکو پھینکا اقول اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہے مگر چونکہ وہ نقص
ہم اوسکے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہے کہ جویریہ رض کے
جب جو اونکا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور
روایات مین ہے یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہے اور اس حدیث کو مدعا پر سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہے کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور انہون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور یہی الفاظ حدیث کے نقل کی ہے
(فجاءت ہی وجویریۃ فطرحتہ) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
کے ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بد دیانتی کے اپنی طرف سے گڑھکر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہے + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اومین ہرگز یہ الفاظ نہین مجتہد
صاحب کی تحریف ہے مسلم کو ہزار نسخہ مطبوعہ و قلمی جمع کرکے دیکھ لو اونمین عبارت
منقولہ مجتہد اصلا نہین اصلا نہین اصلا نہین بلکہ یہ عبارت ہے (فاخبر فاطمۃ
فجاءت وہی جویریۃ فطرحتہ عنہ) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا
نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جویریۃ علم غیر منصرف کہان جویریۃ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہے وجویریۃ وصل معطوف و معطوف علیہ بواو عاطفہ کہان

وہی جویریہ ہے جارحالیہ ہو اور حالیہ پھر ایک تھریہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہ رض
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہے فاطمہ رض اور جویریہ رض دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہو سکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین نفظ طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہ رض تھین آپ فرمایئے
جناب مجتہد صاحب با اینہمہ بد دیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہو کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیر خواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب مین ملتمس ہوں
کہ آپ نے کہین (وہی جویریہ) کی جگہہ (ہی وجویریہ) اصل کتاب مین تو نہین بنادیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پر
رہیگا آمدم بر سر مطلب جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کیا مستند کیا ہی اور درحقیقت مسلم مین ہی جویریہ نہین ہی بلکہ وہی جویریہ ہے اور جویریہ تصغیر
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف وگذاف سے مدعی اختلاف روایات ہو کر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت بشت روایں اونھین کی ہے آئینہ کا
قصور کچھ نہین ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا قال با اینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھ ہوا قبل نزول
آیت من وفدا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسیطرح پر ہو ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہوسکتی اقول اتنا طول طویل جواب آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہے ہوتے ع گفتہ ہین بس ست کہ اسپ من ابلق ست حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا قال حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہی مگر یہ بات ہی
کہ صفیہ رض خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آگئین خواہ بذریعۂ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے اونکو
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح پر پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھ نکاح کرلیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری
مین روایت ہی عن انس رض قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا من خیبر بغلس
ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ وکان فی السبی
صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقها صداقها
الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر
خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بری ہی صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس سبی مین صفیہ بھی تھین پس ہو گئین
وہ دحیہ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہی جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ سمجھ
غلط ہی اوپر بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہی اوس سے ثابت ہی کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہی کہ صفیہ رض کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ اخبرنی
حمید سمع انس بن مالک قام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال

ببني عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه قالوا ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب ٹ قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر اور مدینہ کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھہ صفیہ رض کے پس بلایا مینے مسلمانون کو اونکے ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی اوس ولیمہ مین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھہ بھی نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس رکھدئے گئے اوسپر خرما اور پنیر اور گھی پس کہا مسلمانون نے یہ ایک منجملہ امہات المومنین کے ہین یا ایک منجملہ مملوک یمین کے ہین کہا لوگون نے اگر پردہ مین رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے تو یہ ایک منجملہ امہات المومنین ہین اور اگر نہ پردے مین رکھا تو یہ مملوک یمین ہین پس جب کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچ دیا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث لکھکر ترجمہ کیا ہے مگر مجتہد کے ترجمے مین چند غلطیان ہین کہ ہم اونسے تعرض نہین کرتے مگر ایک بات جو اونھون نے خلاف قاعدۂ زبان عرب لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو کچھہ بھی واقفیت زبان عرب سے نہین ہے اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے لکھتے ہین اس عبارت کا (فدعوت المسلمین الی ولیمتہ) ترجمہ سطور فرماتے ہین کہ اونکے ولیمے کے واسطے خود مینے ہی مسلمانون کو بلایا یہ قصر اونکا سراسر غلط ہے از بسکہ قصر کیطرف اونکو توجہ زیادہ ہے اسلیے ہر جگہہ اوسکو دخل دیتے ہین یہان کیا چیز ہے کہ دلالت کرتی ہے اوپر قصر الصفۃ علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعیت فی حاجتک سے ہے نہ کوئی حرف قصر کا یہان ہے ضمیر واحد متکلم کی دیکھہ کر بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر دیا اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ صفیہ رض کی

ابتداءً انکا مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری سے نقل کی ہی اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہی کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کردینے سے واقف تھے اونھون نے اسمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوکت یمین کے اونکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت یمانکم سمجھا ہی نہین تو اصحاب پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین پس مین حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہان تشریف لے گئی ہی کہ ایسی صاف بات کو بھی نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھ کر کج بحثی پر سیدھے ہو جاتے
ہین **قال** در اصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کرلیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہی واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور یہ نوعروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہی اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھ ثابت ہی اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا تھین تو لشکر
مین حضرت کے کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئی
تھین اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تا کہ ہم اون صحیح صحیح مستند مرفوع حدیثون مین جو بخاری
سے ہمنے نقل کی ہی کسی طرح کا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض سمجھین
یا کسی راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلاوجہ موجہ ثقات لوگون پر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہی جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاساً قصے بنا دیئے
اقول آپ کی بھی بہادری ہی کہ یہ کلمہ بلاوجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری بلکہ تمام صحاح کو بے اعتبار ٹھہرانا ہی اور در پردہ عداوت دین متین کی ہی وہ احادیث جنمین صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رض کے موجود ہی انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رض سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رض نے تو اور راویون کا قصور کچھ نہین معلوم ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین ایسے جھوٹھے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب کچھ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے جاؤگے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز ۔ در سخن گفتن بیاید چون پیاز
گر خوری سوگند من کی خوردہ ام ۔ از پیاز و سیر تقوی کردہ ام
آن دم سوگند غمازی کند ۔ بر دماغ ہمنشینان بر زند
پس دعاہا رد شود از بوی آن ۔ آن دل کژ می نماید در زبان
اخسئوا آمد جواب آن دعا ۔ چوب رد باشد جزای ہر دغا

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت اور متحقق نہین ہوتا **اقول** جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرح پر فعل جناب رسول اللہ صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہی ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہی **قال** اور اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہو سکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہی کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد کسی مسئلہ شرعیہ کی نہین ہو سکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو دین مع ایمان اقتدا اور پیروی افعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو
اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپ نے فرمائی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم
مانند قول کے سر اور آنکھون پر صرف زبانی قول لوگون کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لَنَآ
اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ **قال**
معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے و استرقاق اسارے عمل
مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ
استرقاق اساری نہین ہو سکتے **اقول** نے سبب و عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی
تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہ نامنظور کرتے چلے آئے
ہین **قال** روایات متفرقہ بخاری او مسلم مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہی کہ اھدی رجل
لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم فبینا مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذا اصابہ سہم
عائر فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلعم
کا اسباب اوتار تا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر لگا اور اس سے وہ مر گیا **اقول** مجتہد صاحب اصابہ سہم عائر کا ترجمہ
کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر لگا حالانکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب عائر کے معنی معلوم نہین غالبا
(ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حالانکہ عائر کے معنی ایک مقام
نہین بلکہ سہم عایر اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** اقول لہن
سہم عائر قد اصابکا وقلبی الی الحاظ عینیک ناظر یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر
تیرے لگا ہی حالانکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی **قال** الجوہری العائر من
السہام والحجارۃ التی لا یدری من رماہ یقال سہم عائر یعنی عایر سہام اور حجارہ کے وہ ہی
کہ نہ معلوم ہووے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابہ سہم عائر یعنی لگا اوسکے ایک تیر کہ پھینکنے
والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین لگا اگرچہ
یہ بات امر ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین اونسے

ظاہر ہے کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مداخلت عربیت مین مجتہد مدعی سے فائت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین **قال** یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہی اسلیے کہ ابتدائے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے **قول** مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتدائے مالکیت سے تا وزمرگ مدعم کہ تھوڑے دنون بعد غزوۂ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہی یعنی سنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع عم کو معدوم کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر جگہہ دعوی کرتے ہین منظور نہ تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو پھر بھی بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہی یہان تک مجتہد حصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ و قوتہ ہمنے ہر مقام پراونکو خوب ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہی کہ بعد ملاحظۂ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی انی تارك فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکے ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہی دوسرے عترت میرے اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کرم امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تسری علی بن ابیطالب رض کی ہم اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ عنہ اونکی سریہ بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہی جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھی اور امام علی نقی
تھیں جناب امام علی النقی ع انکے پاس بھی ام ولد تھیں جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری
انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھیں کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات
مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام کے ہماری ہدایت
ونجات کی موجب ہے یہ وہ پاک متقی ہین کہ اگر ہم کہین کہ وے سب کے سب کسی باب مین خلاف احکام
قرآن کے مرتکب ہوئے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ وے
آخر عمر تک قرآن کی کسی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے جبکہ ان اکابر و فخر
علوم اولین و آخرین نے استرقاق جائز رکھا تو بیشک و شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استرقاق
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن و حدیث اور افعال پیغمبر علیہ
السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استرقاق ثابت کر چکے اب
اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک
بلا خلاف جواز استرقاق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمین قرون ثلثہ و عترت رسول اللہ صلعم اور
جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہین اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہین کیا ایسی اجماع امت یہ
حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی بتحقیق خدا جمع نکریگا امت میریکو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا
پھینکا گیا دوزخ مین اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو
گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ مین رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ
شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس
تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد و احمد پس جبکہ بوجوہ و دلائل
قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور سب فرقے اسکی حجیت
ہونیکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ مجتہد عصر اس سے منکر ہین لہذا انکو بھی بربنای حجت ہونے اجماع کے

کچھہ بحث ضرور نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بربنائے حجت ہونے
اجماع امت کے کچھہ بحث کرین تو ہمپر اول یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام بسط سے اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھہ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو نہ مانو
کہ اجماع حجت ہی مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے اکثر اوسی قوم مین سے تھے کہ جنکی
زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اون مین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور بانی علوم عربیہ ہین ایطرح پر ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نتھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو بخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہی کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراولت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا
کہ آپنے کچھہ شک ہمین نہین کہ اساری کے استرقاق کا کسینے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۶۰ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ اما جوا منّا بعد و امّا فدا
مین ہی باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی
مبطل استرقاق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہی نہین ہی جب باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
و تقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہی اب ہم بعض اقوال مجتہدین حنفی

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین **قال** اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہی کہ جناب رسول خدا صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہونگے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلۃ پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہی کہ اول مذہبی امور مین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہی کہ قیاس اجماع پر مقدم ہی یا اجماع قیاس پر مقدم ہی مسلمانونکا عقیدہ ہی کہ قیاس
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہرحال یہ بحث دوسری ہی اسمین یہان
گفتگو ضرور نہین اس جگہہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کر لیا جائے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہی جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علۃ منصوصہ و غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپکے مانند ہین کہ صرف و نحو تک بھی نہین سمجھ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عاير کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہہ تیر آ لگا الی غیر ذلک ایسے لوگونکو
اجتہاد کرنا کسی طرح جائز نہین ہو سکتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہی کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب ناواقفی و بےعلمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہی کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہی اور چونکہ وہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھ سکتا پس اوسکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہی فاسئلوا
اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیھا فانھا من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہی چنانچہ
آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمے سے ظاہر ہی باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاحش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونیکو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی اور فخر رازی پر معترض ہوئے

ہیں ایسے ناواقف غلطکار کو ہرگز اجتہاد روا نہیں ہی قال پھر جبکہ ہم اساری کی نسبت نص صریح
قرآن مجید مین پاتے اور مزید براں ثابت ہوتا ہی کہ روز وفات تک اوسی پر رسول خدا صلعم کا عمل
رہا ہی تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفائے راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھ حاجت نہیں
رہی اقول یہان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۰۰ کے نصف
آخر سطر ۱۲ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا تھا
آپکے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالۃ کا نام نص ٹھہرا ہی لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک
اسکا نام نص نہین ہی بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اس باب مین مذبذب ہوتے
ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین کبھی کچھ کہدیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بناء پر تو ہم کہتے ہین کہ
آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھ سکتے پس آپکو ضرور ہی کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید
کرین وہ جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا تھا وہ بھی آپ کو تسری ماریہ قبطیہ و واقعات ایام
ہوازن و اوطاس و غیرہا کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہی پس فی الحقیقت
زیادہ تفتیش کی ضرورت نہ تھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہی کہ دیکھا جاوے کہ آیا کسینے خلفائے
راشدین میں سے تو اسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیسا کہ
حیات جناب نبی صلعم مین سب لوگ انکے سمجھے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح سمجھتے رہے ہین
اور اوسی پر عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کی مزید تائید ہوئی اور اگر بالفرض آپکے
قول کے موافق کیا ہی تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوس فقرہ کے
آپکے محمل کو بھی کچھ لیجیے قال کیونکہ اونکے زمانے مین کچھ ہی ہوا اور کچھ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے
پھر تو اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہوگی اقول دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ع
ای بلاف مہر یار زن کہ عاشق ست طوطی است اگر زبان تو با دل موافق ست محبان
صادق کی جو علامات ہین ہم اونھین لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ یہان تنافر
ہو رہے ہین آپ میں انکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھو تو لوگ اونکے کیسی پیروی

کی ہے ایا یہ کہ تمام آپ کی ہی پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے **قال** اور مسئلہ اسلام کا تو وہی قرار پاویگا جو قرآن مجید مین ہے نہ اور کوئی **اقول** واقعی یہی بات ہے مگر اسکو بھی تو دیکھ لو کہ اونھون نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے **قال** مگر مشکل یہ ہے کہ جو محاربات کہ خلفاء خمسہ راشدین کے وقت مین ہوئے اونپر لائق اعتماد اور طمانینت کے اطلاع حاصل ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہین ہے **اقول** یہ دوسری بات ہے پہلے ہی سے یہ بات کیون نہین فرمائی اس داؤ پیچ اور مغالطات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا عمل خلفاء راشدین کو جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کردیگا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ۱۰ میں باز داب کر اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے مین وسیر حال نہونا بوجوہات مذکورہ بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہے معتمد کتب احادیث مین موجود نہونا کسی چیز کا مستلزم عدم ثبوت چیز مذکور کا نہین اگر باخبار متواترہ زبانی لوگون کے بتواتر کوئی بات ثابت ہوجاوے تو پھر آئینہ مفید یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسری کا غزوۂ فارس مین اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا ریحانۃ الجنۃ سبط رسول اللہ صلعم امام المسلمین حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار متواترہ ثابت ہے پس اوسکے یقینی ہونے مین کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے اور اپنے تئین اونھین کی اولاد مین سے ظاہر کرینگے **قال** واہ برحال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع سے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا **اقول** ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اونسے استدلال صحیح نہین چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال نہین کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر واہ برحال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی رہے لیکن استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمایئے کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہین کچھ تفصیل اونکی معلوم ہو فرمایئے یا وہ آپکی رائے پر مفوض ہین جنکو آپ قابل الاشتباہ فرماوین وہ ناقابل الاشتباہ ہوجاوین

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ اور غیر مشتبہ کے دریافت کرنیکا
مقرر ہی اور اگر کوئی ضابطہ ہی تو ایا وہی ضابطہ ہی جو ہمنے لکھا ہی یعنی تواتر اعتبار یا اور کچھ ہی اگر اور
کچھ ہی تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندوونکے مقلد ہونگے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ
مین داخل کر لیا ہی **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا یہی مقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن اور احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اور اسیواسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان چھوڑ کی ہی اور روات کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اوسکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہی رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مولف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی و الہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی و الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا آپکا اعتقاد ہی دربات تالیف کتب بیبل
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو محول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین اور جو حال کہ معدوم ہونے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور نہ ثابت ہونا اوسکا بروایت
صحیح مرفوع متصل بیاس جی سے ہنود مین ہی وہ اوس سے زیادہ تر حال کتب بیبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے اسوقت
صرف آپکا اطلاع دینا ہی کہ ہم آپکے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام مین حجت پکڑینگے
اور اسی قول کی بنا پر آپسے مواخذہ عظیم کرینگے یاد رکھیو **قال** دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو ہی
اور نالایق التفات ہی **اقول** دوسرا شبہ مطابق آپکی تحریر کے یہ ہی کہ تیرھوین صدی مین تمام
اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف مسئلہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی اور مراد آپکی یہ ہی کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہین اور اونمین بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان
عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول آیات ہین اور اون معانی مین کسی نے اختلاف نہین
کیا آج ایک شخص ناواقف بے علم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہین یہ بات تو بہت
ہی پکی اور مستحکم اور ہر آئینہ قابل التفات ہی آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہین قال یہ مسئلہ
کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہی غلط محض ہی اقول یہ کون
کہتا ہی کہ ہم حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہین مگر ہان یہ کہتے ہین کہ اجماع تمام امت محمدیہ کا بموجب خبر
مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہوجاوے اور یہ
محال ہی پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہی قال لا تجتمع امتي علي الضلالة
اور من شذ شذ في النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی انکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول خدا صلعم
نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو وخطا
ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ ونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اول ونہین مین گفتگو کر لیجیے خواہ
مطابق اوس ضابطے کے جو آپنے بہ تقلید شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم
کیا ہی خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث مین گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
دل کی حسرتین سب نکھے بلکہ نکال لیجیے مسلمانون کے ضوابط عقلیہ بنسبت اخبار کے ایسے نہین
کہ کوئی صاحب عقل اونمین کچھ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ خدا یا رسول خدا نے انہ آپ
اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین يد الله علی الجماعة ومن شذ شذ في النار کہ خدا کا
ہاتھ جماعت پر ہی جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ
ہو یا اوسکا غلطی مین پڑنا محتمل ہی یا نہین اور اگر وہ غلطی مین پڑسکتا ہی تو اوسکا مخالف جو حق پر ہی
دوزخ مین کسطرح پڑسکتا ہی اسکو سمجھ کر جاہے خدا کے ہاتھ کے نیچے آئیے خواہ شق ثانی اختیار
فرمائیے او قیل وقال ضرور نہین وما علینا الا البلاغ المبین قال اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا
رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ ابھی تحریر فرمائیے ہاتھ مین قلم موجود ہی مانع مزاحم کوئی نہین اوسکو

بھی دیکھا جاویگا **قال** مگر اس مقام پر اسقدر لکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانے کے لوگون کا خطا میں پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے پیشوائے اسلام تو یہ فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اپنی علت اسلام پر لگاتے ہین جب ہمکو مخبر صادق سے
خبر بپایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تو ہم مسلمانونکا اعتقاد صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع ذاتی
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے **قال** پس اجماع امت ہر ایک شخص جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بنیاد سمجھتا ہو واجب العمل نہیں ہے
اقول جو شخص کہ اجماع امت کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھے تو اوسکی سمجھ کی غلطی ہے اور اسی سبب سے بموجب خبر مخبر صادق کے وہ خدا کے
ہاتھ سے خارج ہوکر دوزخیون میں داخل ہے قول مخبر صادق کا آئینہ ہے جا بجا اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے وہ یونہی کریگا **قال** غلامی
پر جو اجماع امت ہوا ہے اب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے **اقول** ایسی غلطی علما کے پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھو
کہ تمھاری ایسی ایسی غلطیان فاش کر دی گئیں کہ اگر کچھ بھی قوت منفعلہ رکھتے ہوتے تو کسی کی غلطی پکڑنیکا آیندہ نام نہ لیتے و اذا
لم تستحی فافعل ما شئت آپ اجماع کی غلطی کے بیان پر مستعد ہوئے ہو خیر فرمائیے اوسکو بھی دیکھیں **قال** اول تو نص صریح قرآنی
کے برخلاف ہے **اقول** بھلی ہی جسمین غلطی اپنی پکڑ والی دیکھو سطر ۱۴ صفحہ ہذا نصف اخیر کے اوسمین تم لکھتے ہو کہ لونڈی
غلام بنانا الفاظ صریح سے باطل نہین کیا گیا جب الفاظ صریح سے لونڈی غلام بنانا باطل نہین کیا گیا تو پھر نص صریح کہان ہے
مین جو اجماع کے آپ نص صریح کسکو کہتے ہین اور کیا خیال پلاؤ پکاتے ہین یہ اجماع مطابق ہے اون سب نصوص صریحہ قرآنی کے جو اول
ہین اور جواز استرقاق کے کہ ہم اوسکی تفصیل بیان کر چکے ہین ایک نص نہیں بلکہ بہت ہین اور جو کوئی اون نصوص کو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور غلط فہمی اوسپر خوبی کھل جاویگی **قال** دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے
نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہو گئی **اقول**
کیسے غلطی مین پڑے ہو غلطی مین نہین پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہون کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹھی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفائے راشدین کا عین عرصہ جہاد کا
تھا اور اوسمین روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح کہا جا سکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بجز کسی نادان کے کون

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود داعی
شدید بلحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت و
الَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ کا ٹھہراتے ہو تم لوگ تمھاری طرح بیعلم اور نافہم تھے
کہ عین وقت ضرورت شدید میں حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر صدیقؓ غافل
ہو گئے تھے تو عمر بن خطابؓ اور عثمانؓ بن عفان اور علی بن ابی طالبؓ اور جمیع اصحاب کبار
پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے
نص صریح ہی اگر نہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور شکوے کیا کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر جم غفیر
کہ ہزار بار نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلاوجہ ہو جا الزام غفلت کا
ایسے ایسے ابرار و اخیار امت پر دھرنا سخت ناروا ہی ع آتشے گر نا عیست این دودے کیست
جان سیہ گشت دوران مرد و دے کیست ظرفہ یہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین پیشتر
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل اساری سے انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیت مین
و فدا سے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا
تھا کہ ناوانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف
بناتے ہو عجب حال ہی آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے بیجا اور بیجا الزام غفلت کا دھرتے
ہو قال چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس
خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی
بڑا تعجب ہی کہ ایسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین
پڑے رہے ہین قال اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس فعل کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ذہول کا ثبوت بھی کچھ ہے یا بدلیل جو دل مین آتا ہے لکھ رہے ہو واقع مین ذہول
نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کر کے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے
لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت
مین بھی ایسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہے تو پیش کیون نہین کرتے **قال**
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کر دیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا تھا
اوس زمانہ مین اگر کسینے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین
مشعل روشن کی مگر یہی آگ آپ نے بارادہ اطفاء نور قدیم کے جلائی ہے یُرِیدُونَ لِیُطْفِؤُا
نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ۝ آپکی وہی مثل ہے جو قرآن مین
وارد ہے مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ
بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہے ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہے نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کر سکتا ہے
ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین
سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہے نہ یہ کہ نص صریح کے مقابلہ
مین بھی تقلید صحابی کی کیجاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور اضلال ہے **قال** اور از خود بلا قصد اجماع اسپر
اجماع ہو گیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہے کہ بلا قصد اجماع

ہوگیا کیا یہ اقوال مجتہدین علمائے امت در باب جواز استرقاق بلا قصد حالت خواب مین اونکی زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتماع ہوگیا ان اغلوطات سے کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہہ ہے **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے سراسر الحاد مجتہد کا پیدا ہے اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس مین دیکھیے کیا گند بھری ہے **قال** عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم چلا آتا تھا اور ایسا نے عجیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی تھا کہ اوسکی موقوفی ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کرچکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے مروج غلامی کو جائز نہین رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے بند کردیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب بایکدیگر لڑکر از روی غلبہ و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ اب تک اوس طرح کی غلامی شرعاً باتفاق علما جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا الخ صاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اب تک کوئی دلیل اسپر پیش نہین کی اور بلا دلیل تو ہم اونکی بات پر اعتماد نہین کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیم کی عرب مین تھین اور نہ عیب شمار کی جاتی تھین یک لخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرائع سابقہ مین بھی جائز تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر نگذرنا خیال موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بروقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہوجاوے **قال** اس خیال کو بعض واقعات ابتدائے زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام تحریر سے جو لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہوچکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ مستحکم اور پختہ کر دیا تھا
اقول اسناوٹ کی تقریر سے جو سب بالفاظ مجہول ہے کچھ مدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے
قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہے یعنی یہ سمجھنے والا کون
ہے آیا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہے اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا
ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع
ہے اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہے تو ہر آئینہ کافر و زندیق ہے
اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہے تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو
کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرماوے اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَی اللہِ مُبْتَغٍ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃَ
الْجَاهِلِيَّةِ مبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو اسلام مین رسم جاہلیت کا
خواہان ہو بھلا وہ شخص کسطرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار
ہو سکتا ہے جسکو یہ حکم صریح ہے اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا
اَرَاكَ اللہُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا تحقیق اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کرے
آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجکو دکھایا ہے اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے
جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہو وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ
بِمَا اَنْزَلَ اللہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ
اللہُ اِلَيْكَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہے اور نہ پیروی
کیجیو تو اونکی خواہشون کی اور بچتا رہیو اونسے کہ تجکو فتنے مین نہ ڈالین یعنی نہ ہٹاوین بعض
اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہے تجھپر قیامت آگئی کہ با اینہمہ تاکیدات شدید وہ شخص خائنین
اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ
الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا قریب ہے کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے
زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہوکر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے ان احکام سے جن سے وہ

لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرماتے ہیں کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جسکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ بموجب رسم پرانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہے اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہو گی تب تک ابدالاباد قائم و دایم رہیگی لا مُبَدِّلَ لِحُکْمِہٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہیں امور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم و خیال ہی نرہا بلکہ جب احکام قرآن و حدیث اوکی نسبت متعدد صادر ہوئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسارے کو لونڈی غلام بنایا تو معاملہ شرعی ہو گیا اور خیال و رسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ پکا شرعی ملتند اور معاملات شرعیہ کے پختہ ہو گیا یہاں ایک بات اور بھی قابل بیان ہے مجتہد دہر نے اوپر لکھا ہے کہ اس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ سبب اجماع ہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن و حدیث ہیں اور اجماع امت بسبب انھیں احکام کے اسپر منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہے اور احکام منصوصہ مخصوص کسی زمانہ کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام کے ہے ہر آئینہ مخالف جماعت و اجماع کے ہے اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع ہر آئینہ مردود ہے

قال اخیر غزوات میں آیت من و فدا نازل ہوئی **اقول** یہ بات غیر مسلم ہے کہ اخیر غزوات میں نازل

ہوئی اسقدر تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تسلیم اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پھر بھی تو اساری کا لونڈی و غلام
بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن کے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرا دیا
اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کر دیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان
عمر بن خطاب رض کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر سبایا غنیمت مین آئین اونکو اصحاب
کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کر دیے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم
جواز رقیت مین بعہد جناب رسالت مآب صلعم کچھہ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم
کے جاری و نافذ رہا **قال** اوس آیت مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے **اقول**
مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا آیا یہ کوئی قسم احکام کی ہی جیسا منصوصہ و مفسرہ و محکمہ
و ظاہرہ یا کچھہ اور اس سے آپکی کیا مراد ہی عنایت فرما کر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** اور اونکا لونڈی
و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہر گاہ کہ بقول مجتہد کے
رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہوجانیکا کسیکو خیال بھی نتھا اور احکام قرآن و احادیث
و افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہو گیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن و مقتضای
حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک و ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید سے
ساقط نافذ ہوتا جسطرح حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہی نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور ظاہرہ
کہ احکام جواز رقیت ایسی منصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین
کسی بان دان کو شک و شبہ نہین ہی پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے
منسوخ ہو گئے یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی بطلان کا باطل ہی اور اگر منسوخ
ہو گئے تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین
پس وہ آیت کسطرح ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہین کہ اونکی صراحت مین آپ
کو بھی شبہ نہین ہی اور اونھین احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتدائے اسلام مین

رقیت اسلام مین بھی تسلیم کی گئی نہین ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہین وہ کسی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہین ہوسکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت مین
ایسا نہین کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہین کہ کلمۂ اِنّما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ غلط
بات ہی ہمنے اوپر ثابت کردیا ہی کہ وہ مادّہ مانعۃ الجمع مین بھی جیسا کہ یہان ہی مستعمل ہوتا ہی اور دیگر
معانی مین بھی سوا حصر کے مستعمل ہی پس ادعاے حصر بلا دلیل باطل ہی اگر آپ کہین کہ فخر رازی نے
لکھا ہی کہ اما و انما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ لغت عرب مین جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہی کہ وہ بلدۂ رے عجمی عراق عجم کے ہین آپ بلدۂ دہلی ہندوستان کے ہین کسی عرب عرباء کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم اللغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہرگاہ اہل حجاز قریش
اور دیگر عرب عرباء نے کلمہ انما کو مفید حصر نہین سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہین اگر واقع مین وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان مین قرآن
نازل ہوا ہی بلاشک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضاے حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بالاتفاق
اجماع نہ کرتے بھلا اورون کا تو مذکور ہی کیا ہی خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآنکو
نہین سمجھتا اما کو اس آیت مین مفید حصر نہین سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارے ہوازن و اوطاس
وغیرہما کو کیون رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیون قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم اگرچہ تمام اسارے مین وفدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہی اسارے مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اوسی حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین خیال حصر موجودہ
آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود اونھین کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ مین فرمایا ہی ظاہر
اوس قول سے ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ ان
ہم کہتے ہین کہ خیال حصر کے کیا معنی برخلاف حصر ہمیشہ عمل مین آتا رہا یہ قضیۂ شرطیہ جناب مجتہد عصر کا

کہ اگرچہ قبل نزول اِن آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا عجیب قضیۂ قابل تماشا ہے کہ یہ تقدم کوتا لی کسی طرح لازم نہین یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و من و فداء کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فداء کے مستلزم اسکا ہرگز ہرگز نہین کہ عدم جواز قتل و استرقاق اور حصر جواز من و فداء پر خیال نہووے دیکھو قبل از نزول آیات تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ حسب طرز تقول مجتہد آیت من و فداء مین خیال حصر پر نہوا ایسی ہی اون آیات مین تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع بین الاختین پر بھی خیال نہوتا و اللازم باطل فالملزوم مثلہ غرضکہ سب قضیۂ لائل مجتہد وہی کے تمامتر وہمیات بر خلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ کے ہین سب ہیچ و پوچ تاہم ہم یہ دریافت کرتے ہین کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع مین ادعائے حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی کے ہے اور اگر اصحاب کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیون خیال نکرایا اور کیون خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کی کچھ بھی نہین کی گئی دیکھو تو علمائے علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر مین کس کس خوبی کے ساتھ مین کلمات آیت سے اس بات کو ثابت فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذرا سی بات کی تبلیغ مین بھی کسی طرح کی غفلت نہین کی اور جو احکام نازل ہوئے اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہہ تبلیغ مین نرہا چنانچہ بتائید اوسکے بخاری روایت کرتے ہین عن عائشۃ قالت من حدثک ان محمدا علیہ السلام کتم شیئا مما انزل علیہ فقد کذب وھو یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عائشہ فرماتی ہین کہ جسنے یہ بات تجسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس مین جو خدا نے اونپر اوتاری ہے کچھہ بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹھہ بولا شان یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دے لوگون کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تو نے اوسکی پیغمبری کی کچھ
بھی تبلیغ نکی اور اگر درحقیقت تبلیغ کامل ہوگئی تھی تو باوجود سمجھہ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمۂ اِنَّما کا از روے لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا در باب حصر کے اوسمین کچھ اجمال ہی یا یہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی اِنَّما سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے اونکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فَاِنَّمَا
یَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور واقع
مین اسکا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہوچکا ہی اونکو فاسق اور شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ درصورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر یہی امر واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعۂ ہوازن اور اوطاس وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اِنَّما واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا ہر آئینہ عمل اونکا مطابق آیۂ مفسرہ کے ہوا صورت اولی عین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل زمانے مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو ابتدا سے
انتہا تک خود زمانۂ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمانہ کو دیکھیے کہ جس روز سے آپ دعوی
تخیر ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھ زمانہ قلیل نتھا اس مدت مدید مین تعجب بارہا سورۂ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی ہوگی اور چونکہ یہ آیت بنسبت ایک امر اہم متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
جہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث اور امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین اونکی تو
بہت اعلان کیساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورۂ برائت کے واسطے ابوبکر صدیق رض اور علی مرتضی رض آدمی

مامور ہوئے کہ عین بروز نحر اوسکی منادی کراوین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی کرائی گئی بڑا تعجب ہی کہ صرف یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورۂ براۃ سے اور چند احکام آگے پیشتر نازل ہو چکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھہ موثر نہوا صرف اسی حکم مین موثر ہو گیا علاوہ بران حضرت نے اگر حلت فرمائی آیت تو قرآن مین موجود تھی وہ تو نہین اوٹھہ گئی تھی بڑا تعجب ہی کہ کسی صحابی نے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہو گیا خلاصۂ مدعا یہ ہی کہ یہ آیت متواتر ہی یا نہین اگر متواتر ہی تو صد ہا صحابیونکا علم اوسپر ضرور ہی اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین بر شق اول بھی باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ کے کہ زبان زبان وہان وہان تھی عمل اوسپر صحابہ کا نہوا تو ایا باعث اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھے ہین یا اور کچھہ اگر اور کچھہ ہی تو بیان کیجیے اور جو کوئی وجہ اونھین وجوہ خمسہ سے ہی تو بیان اوسکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے رہ جاتے مین اوسپر خیال نہو باوجہ مذکورۂ بالا کچھہ تعجب کی بات نہین ہی **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپ نے بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھہ تعجب کی بات نہین دیکھیو وجوہ خمسہ مرقومۂ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب اور استبعاد کے کوئی وجہ معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل پسند نکریگا **قال** شراب کی حرمت نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہو گئی ہی یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہی حرمت کی یہی ایک آیت ہی اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ الی قولہ تعالی فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام کردی گئی اور خمر جو موجود تھی پھینکوادی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکا بنانے کی بھی اجازت ندی گئی برتن شراب کے جو معمولی ہوتے تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اور اوسکے پینے والے پر

حکم اجراے حد کا نافذ ہوا اصحاب مین ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی
آیت وہ ہی جو سورہ نساء مین ہی چنانچہ یہ بات حدیث ابو داؤد سے ثابت ہی اور وہ آیت یہ ہی یا ایھا
الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون ط ای
مومنو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال مین کہ تم نشہ مین ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو
اس سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہین ہوتی صرف حکم ہی کہ جب تک نشہ مین ہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور نہ تو
پیغمبر صلعم نے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر ممنوع
وحرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اوسکا تدارک کرتے اور جسطرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کراتے البتہ اسقدر بیشک ہی کہ پیغمبر علم ایسی ایسی چیزون سے کہ جنسے عقل
مین فتور و فساد آجاتا ہی اور مورث غفلت ہین ہمیشہ محترز رہے ہین اور گو کہ اورون کے حق مین قبل تحریم
مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہین دیا اگر بطور فرض محال ہم
بھی فرض کرین کہ پہلے کسی آیت مین خمر حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے کسینے حرمت اوسکی نسمجھی تھی تو ضرور وہ محتاج بیان کی
رہی اور جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہوگیا تو وہ آیت بھی غیر مجمل ہوگئی یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی مجتہد مصر کیونکر نظیر دیسکتے ہین یہ بات
ثابت ہوئی کہ آیت من وفدا اور باب وجوب من وفدا کے مجمل ہی جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی ہی
اب دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام کیطرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہوگیا یا نہوا اگر
نہوا تو متشابہات مین داخل رہی اور عمل اوسپر متعذر ہوگیا اور اگر بیان ہوگیا ہی تو مفسر ہوگئی سو ہم دیکھا
کرتے ہین کہ از روے بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس اور بنی قریظہ و خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا
ہوگیا اور من وفدا واجب ٹھہرا ایسے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من وفدا ثابت ہو ثابت نہین کیا
پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہی نہ آپکے ہم اسکا انکار نہین کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے
خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے سمجھنے کے واسطے کوئی امر جو مانع فہم لغت ہو نہ ہو آئینہ ضرور ہی دیکھو وجوہ خمسہ
مصرحہ صدر قال بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا سے عہد خلافت حضرت عمر رضہ تک بیع ہوتی رہی
اقول اس سے آپکا مدعا ثابت نہین ہوسکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر رضہ

کی خلافت تک اسپر ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر کبھی نہین ہوا بلکہ دو تین آدمی
کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور اون تک وہ حکم تحریم نہین پہونچا تھا اور اور صحابہ سب اوس
حکم سے مطلع ہوگئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی بمقابلہ ہزارون آدمیون کے کچھ مستبعد نہین برخلاف
مانحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب من وفدا کا نہین ہوا علاوہ بران وہ خبر جسمین
ممانعت امہات الاولاد کی ہی متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین ہی پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت
دو تین یا دس بیس کے بمقابلہ ہزارون کے کچھ مستبعد نہین مگر چونکہ آیت من وفدا متواتر ہی اوس سے ناواقفی جملہ اصحاب
پیغمبر صلعم کی بالبدیہہ باطل ہی **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رض کو بھی
خیال تھا **اقول** کلام آپکا بعینہ وہی کلام ہی جو بیع امہات الاولاد مین گذرا اگر یہ بات غلط ہی کہ حضرت
علی رض کو بھی خیال تھا کیونکہ بخاری و مسلم اور موطا مین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ
عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود اونھین عالی جناب سے ہی گو کہ
وہ کسی طرز پر محمول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح نظیر ناواقفی مسئلہ مانحن فیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ اب تک اس مسئلہ
مین علماء اسلام کا اختلاف باقی ہی ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہی اور اوس مسئلے پر انعقاد
اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہی **قال** خلفاء راشدین کے زمانے مین اسپر خیال نہونیکا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے
وقت مین اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہی
اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہی جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا
خیال باطل ہی ثانیاً نملنے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہی موقع بحث کا احکام متعلق جہاد مین جس وقت
غلبہ جہاد جو خلفاء راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہی اگر آیت من وفدا کا مطلب موافق
خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہہ یہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اوسپر بحث واقع ہوتی اوس سے زیادہ
ضرورت بحث کا وقت اب تک تو کوئی بھی پیش نہین آیا ثالثاً اسیران بنی خدیمہ کے بحث مین خود اقرار
کرتے ہین کہ بہت سے صحابہ آیت من وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھون نے قتل اسیرین سے انکار کیا تھا
مین حیران ہون کہ یہان برخلاف اوسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان و دہان سے فرماتے ہین لیس ظاہر ہوا

کہ یہ مغالطہ مجتہد کا تقلیدی گمراہوں کے ہی و بس قال حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت مرتدین کے قطع کرنے میں ختم ہوگئی اقول چھوٹی بات اور سرا فتراء ہی مرتدین سے گذر معاملہ رہا فتوح شام اور جہاد بین و بلاد دمشق و بعض بلاد روم بہ سپہ سالاری خالد بن ولید کس کی خلافت میں ظہور میں آئی ماشاءاللہ جناب مجتہد عصر کو جیسا اور علوم میں زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر میں بھی اوس سے کچھ کم نہیں علاوہ بران بعض وقت رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہیں کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحہ خیال سے بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزاروں احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کے اجرا میں ابوبکر صدیق رض اور جمیع صحابہ کو غفلت ہوگئی قال اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانہ میں دار الخلافت سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیاں ہوئیں اقول اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من و فدا پر کسطرح پر لازم آیا سنن و مستحبات پر تو صدہا مسائل میں بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم میں معروف و مشہور ہے کسطرح پر روادار جاری رہنے ایک امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہی ہو ہوئے قال حضرت علی مرتضیٰ رض کی خلافت آپس کے جھگڑے میں انجام ہوئی اقول شاید مجتہد عصر کے ذہن میں یہ ہو کہ تمام مدت خلافت میں کبھی اونھوں نے ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اوس سے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی اون جھگڑے میں بھول گئے کہ آیت قرآنی خیال میں بھی نرہی قال اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب لب بام بارانی کی مانند تھی اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہیں خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اور مرتدین اور کفار بلاد قریبہ کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنوں کی خلافت بھی مانع ہے بہت دنوں تک کی خلافت بھی مانع ہے ایک حکایت ایک نیل گود ہونے والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گدوانا چاہتا تھا آپنے اسکو بھی نہیں اور وہ بھی نہیں یہ یاد آئی ہے کہ لکھتا ہوں

مثنوی

این حکایت بشنو از صاحب بیان   در طریق و عادت قزوینیان

برتن و دست کتفها بیدرنگ
از سرِ سوزن کبودیها زنند
گفت چه صورت زنم ای پهلوان
جهد کن رنگِ کبودی سیر زن
چونکه او سوزن فرو بردن گرفت
مر مرا کشتی چه صورت میزنی
گفت از دمگاه آغازیده ام
دُم گه او دمگهم محکم گرفت
جانب دیگر گرفت آن شخص زخم
گفت این گوش است ای مرد نکو
جانب دیگر خلش آغاز کرد
گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
خیره شد دلاک و بس حیران بماند
گفت در عالم کسی را این فتاد
چون نداری طاقت سوزن زدن

میزنند از صورت شیر و پلنگ
سوی دلاکی بشد قزوینیی
گفت بر زن صورتِ شیر ژیان
گفت بر چه موضعت صورت زنم
درد آن در شانه گه مسکن گرفت
گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت دُم بگذار ای دو دیده ام
شیر بیدُم باش گو ای شیرساز
بیمحابا و مواسای و رحم
گفت گو گوشش نباشد ای حکیم
باز قزوینی فغان را ساز کرد
گفت تا اشکم نباشد شیر را
تا بدیر انگشت در دندان بماند
شیر بے گوش و دم و اشکم که دید
از چنین شیر ژیان پس دم مزن

بر چنان صورت بیا پی نے گزند
که کبودم زن بکن شیرینیی
طالعم شیرست نقشِ شیر زن
گفت بر شانه گهم زن آن رقم
پهلوان در ناله آمد کای سنی
گفت از چه عضو کردی ابتدا
از دُمِ دُمگاه شیرم دم گرفت
که دلم سستی گرفت از زخم گاز
بانگ کرد او کین چه اندامست ازو
گوش را بگذار و کوته کن کلام
کین سوم جانب چه اندامست نیز
گشت افزون درد کم زن زخمها
بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد
اینچنین شیری خدا خود نافرید

جناب مجتهد صاحب قبلہ کا پانچ صحابیون کی نسبت تو آپ نے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزارون مرد اور ہزارون عورت تابعین بڑے بڑے فقیہ اور فقیہہ تھین اونکے خیال کو نہ کیا عذر ہے ذری ذری سی باتون پر ایک ایک عورت خلفاے عہد سے مسئلۂ شرعیہ مین خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو رہتی تھی اگر اس آیت مین انما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہے کہ اورون نے بھی جواز مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دھوم دھام جاری تھا اعتراض پیش کیا اورون کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کہ جنکی نسبت در بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہین کہ وہ نزول آیت من و فدا سے واقف تھے انھین کا

خلاف ثابت کردیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہین اوس حدیث کے جسمین بحث دیے جانے چھوکریون کی
خمس مین سے بنجملہ غنیمت ہوازن کے اوپر گذر گئی ہی علاوہ بران اوس زمانہ مین موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے
تھے اور اونمین اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہی بھلا احرار کو کچھ توجہ بسبب
تجہد غرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اس آیت کے دعوی آنا یکا
نکرنا نہایت بعید اور خلاف قیاس ہی صاف ظاہر ہی کہ تقلید گمراہون کی یکو گمراہی مین ڈال رہی ہی
جیسا وہ لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہین اونکی تجویز آپ از راہ تقلید محض کے ایمان لاکر مستعد اسکے ہوتے
ہین کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیون کا کیا جاوے مگر علی رغم انف مبطلان یہ کبھی نہوسکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ
أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ
مُعْرِضُونَ ○ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشونکا توالبتہ فاسد ہوجاتے آسمان اور زمین اور جو کچھ اونمین ہی
بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہین قال یہ بڑی قوی اسباب تھے
جنکے سبب سے آیت من وفدا کا حصر خیال سے خارج رہا اقول جھوٹھی باتین بناکر یہ کہدینا کہ یہ بڑے قوی سبب
تھے الخ بجز دھوکے کے کچھ مفید نہین جسقدر آپنے باتین گھڑی ہین ایک بھی قابل بھی نتھی کہ صلاحیت نسبت
عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے جہ جائیکہ اوسکو سبب قوی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی
آدمیون کی نسبت آپنے بیان کیے اور اونکی نسبت تو کچھ بھی سبب عذرات آپنے پیش نہین کیے پس اس سے
تو احتجاج مین ہمارے خلل نہین پڑسکتا اونسبت اون پانچون کے بھی قطع نظر اور امور کے ہم یہ کہتے ہین
کہ اسمین خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف ہر ایک معنی کے دلالت کرتا ہی تو زبان
دان جسوقت اوسکو سنیگا یا پڑھیگا بمجرد پڑھنے یا سننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال
کریگا اسمین کچھ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہی آیا کچھ انما کے افادہ حصر مین خفا ہی کہ اہل زبان
اوسکو بمعنی حصر بغیر توجہ تام اور انضمام دیگر قرائن اور لحوق بیان شارع کے نہین سمجھ سکتے تھے یا آپکے
ذہن مین یہ ہی کہ یہ پانچون آدمی تیس برس کے عرصے مین تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب مذکورہ
قاصر ہوگئے تھے کیونکہ اسباب مذکورہ تو کچھ مخصوص لفظ انما ہی کے واسطے نتھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور تھے تو کیسکے واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہی کہ اونکو معنی لا اور الا بھی جو کلمہ لا الہ الا اللہ مین ہی اون
تیس برس مین بسبب اسباب قویہ کے خیال نرہا ہوگا علی ہذا القیاس جو کوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اسباب قویہ مذکورہ کے کچھ خیال نکرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون خیال کرنے کے الفاظ دعوے
اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہین
ہی اگر موثر ہین تو سب کلمات مین موثر ہین اور نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین بڑا ہی اندھیر جیکوت سلام
مین بقول اہل ہند ہر بوم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر تو کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی اور مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرہ خیال نکرنے والون ہی مین ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عجب عجیب ہم مین صحابہ کبار کی
ہوگی اور اسباب قویہ یہ مشبتہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھا رہے ہونگے واہ جناب مجتہد
صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفا کے عدل کی آپسے دوست کے ہوتے دشمن کی
تو کچھ حاجت نہین یہان تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی اب وہ متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین قال
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہان تک
ہوسکے دلائل سے قوی کرین اسلیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت من و فدا کو منسوخ
بتانے لگے **اقول** خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی نہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین مین وہ
ودانستہ حکم محکم اور پر ابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو اپنی ہوا نفسانی کے سبب منسوخ ٹھہرایا گیا غرضکہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی
جیسی اوپر فرض تھی ویسی نکی اور مرتکب مخالفت یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِن
رَّبِّکَ کے ہوگئے صحابہ کمال غفلت وسہو کی مصداق وَالَّذِینَ هُمْ عَنْ آیَاتِنَا غَافِلُونَ ۰
ہوئے بَلْ أَتَیْنَاهُم بِذِکْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِکْرِهِم مُّعْرِضُونَ ۰ کے ہوئے تابعین نے تو یہ قہر کیا

کہ حکم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوا و ہوس باطلہ کی تائید کے لیے منسوخ ٹھہرا دیا چہ انباشد ؎ بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ؛ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ رہا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچ رہا ہو
اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم سے لیکے تیسری قرن تک مجتہد دہر نے سب ہی پر کنایۃً و اشارۃً و صراحۃً طعنہ و تشنیع دیا والامر
الی اللہ ہمکو کچھ اسکا شکوہ نہیں جب ان لوگوں نے خود خدا تعالی کو ہی بتقلید و خوشامد گمراہوں کے مطعون کیا
کہ اوسنے توریت میں اجازت غلامی کی جو اقبح القبائح اور مجمع تمام بدیوں کی اور خلاف قانون قدرت کے ہے
دی اور پیغمبر صلعم اور اصحاب پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما و صلحا کس شمار میں رہ گئے پس اپنے اجتہاد اور
کوشش میں تو حتی الوسع اونھوں نے کچھ کوتاہی نہیں کی اب ہی منتظر اور متوقع حلول وعید فَلْیَدْعُ نَادِیَہٗ
سَنَدْعُ الزَّبَانِیَۃَ کے رہیں بس **قال** بہر حال جو کچھ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس
زمانے کے لوگوں کی غلامی کی نسبت یہ رائے تھی مگر وہ رائے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہیں قرار
پا سکتا **اقول** جناب تمہاری ہی تھی وہ رائے مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ و افعال پیغمبر صلعم
کے تھی اور یہ مسئلہ ہر حال میں مطابق وحی من اللہ کے ہے اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا
علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہے اور آپکے اس اقرار سے ثابت ہے کہ کلمہ انما مفید حصر نہیں اگر ایسا ہوتا
تو رائے قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہو سکتی تھی آیا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں میں
کوئی ایک بھی فسق سے خالی نہ تھا **قال** اور نہ اسلام پر اون لوگوں کی رائے سے کچھ داغ لگ سکتا ہے **اقول**
انہیں کیا شک ہے اون کے دل تو نور قدیم سے منور تھے لیکن اونکی رائے ایسی تھی کہ اوس سے اسلام و پیشوایان
اسلام اور جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ سکے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
چنگاریاں ہیں کہ جنسے خدا سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی اونکے ہاتھ سے بدون نچ نہیں بچ سکتا **قال** مگر یہ بات
ظاہر ہے کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہے کہ سوا بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کسینے نہیں کی
اور بلا شبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے **اقول** جناب آپ تو نہایت
کسر نفسی اور تنزل اپنی تقولہ میں کام میں لائے کچھ اور تعلی کیجیے ؎ تیغ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ساڑھے
بارہ سو نہیں بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا موقع ہے

یقیناً فرمائیے کہ بیشک کسی نے نہین کی اور الزام مخالفت اجماع پر ہی اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
بھی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہان تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہی اوس بنا پر ہم بھی
کہہ سکتے ہین کہ واقعہ مین ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتدا پیدائش آدم عم سے یا آپ نے کی ہی یا ایک اور شخص نے
خلاف اجماع ملائکہ اور نص کے ابتدا پیدائش آدم عم کے وقت کی تھی سوا اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا
ہوا ہی ایسے مباحث کا ہم نے تو نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ
ہی کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہی اقول یہ مسئلہ مسلمہ جمہور فقہا نہین ہی بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہین مگر ہم نے اسکو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہی کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے اقول آپکا جہل ہی کیفیت و ماہیت اجماع مصطلحہ سے اجماع اسکا نام ہی
کہ ایک عصر مین جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہین کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اونسے بھی اجماع منعقد
نہین ہو سکتا اور اگر ماسوا علماے امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہوئے
تب بھی اجماع منعقد نہین ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا
اوسپر ہوا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہی
اور مطلقاً قابلیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہین رکھتا ہان اگر اوسی زمانہ مین
مجتہدین امت اسپر اتفاق کرلین تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہی اور یہ صورت اجماع کی نہین کہ آج
ایک مجتہد نے خلاف اجماع اول کے کچھ کہا ایک مدت بعد دوسرے نے یہ اجماع نہین ہی بلکہ اقوال فرادی فرادی خلاف اجماع
اول جب کبھی پائے جاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی ایک
صورت فرضیہ عقلی ہی بالذات ہی اب اس عصر مین کہ علماے اسلام مشرق سے مغرب تک بلاد متباعدہ مین منتشر ہین اجماع
ثانی برخلاف اجماع اول کے عادۃً متعسر الحصول بلکہ محال معلوم ہوتا ہی جیسا کہ اسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا بالفرض اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہوتے تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہی کہ نہ
اسوقت اور نہ کبھی آیندہ درباب انعقاد اجماع آیندہ کے موثر ہی قال پس وہ شخص مین ہون اقول آپ حضرت

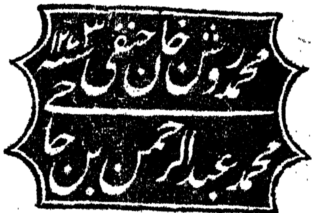
آپ سے تو لاکھوں ہونگے اونکا کیا اعتبار ہی اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی عامی کو حاصل نہین ہی وھی لکن مجتہد لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التھمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعو الناس الیھا ولیس ھو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہی مجتہد کو کہ نہو وا اوسمین فسق اور نہ بدعت کہ فسق پیدا کرتا ہی تہمت کو اور ساقط کردیتا ہی عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہی آدمیونکو بدعت کیطرف اور نہین ہی وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپ پہ طرح ہر اہلیت اجتہاد وانعقاد اجماع کی نہین رکھتے علاوہ برآن شیخ اطلاق مجتہد کا ہرگز ہی نہین ہوسکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات واحادیث ضروریہ اور علم بہ لغات قرآن واحادیث اور دخل علوم عربیہ شرطہی اور یہ سب امور جیسا کچھ کہ آپ مین موجود ہین کچھ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے خوب ظاہر ہی **قال** ای میرے بھائی مسلمانون آلخ **اقول** بیان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس زمانہ مین ہین مگر مین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم وحکمت جو باعث نجات دائمی اور موجب نعمت ودرجات اخروی ہی اور جسکی صفت وثنا قرآن وحدیث مین ہی اور جملہ علما وحکما ابتدا سے اوسکو شرف واعلی کہتے آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا مدینۃ العلم وعلی بابھا اور خدا فرماتا ہی کہ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سائر انواع حیوانی پر دی ہی کس کا نام ہی آیا وہ علم وحکمت علم نجوم ہی یا طب ہی یا جفر اوفیہ ہی یا جبر ومقابلہ ہی یا ہیئت ہی یا ہندسہ ہی یا علم جر ثقیل ہی یا ان سب کے سوا کچھ اور ہی جسکی آور وہ خیر القرون قرن ثانی وثالث مین برسر ترقی تھا یا اب ہی اسکی شرح مہربانی فرماکر لکھین تاکہ معلوم ہو کہ مجتہد صاحب اوس علم وحکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھ بھی اوس کی بو اونکے مشام جان تک پہونچی ہی یا نہین ہمنے اونکے تہذیب الاخلاق مین اب تک ایک حرف بھی اوس علم کا نہین دیکھا اور جو بات دیکھی وہ برخلاف ہی اخلاق اوس صاحب خلق عظیم صلعم دیکھی جسکے حق مین خدا فرماتا ہی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور جس قرن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہی وہ علم اوس زمانہ مین برسر ترقی تھا یا اس زمانہ مین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہی ذرا اسکی شرح فرمائیے فقط

تمت

خاتمۃ الطبع

بعنایت بیغایت ایزد متعال و اعانت لانہایت قادر ذو الجلال کتاب ہدایت نصاب
رد الشقاق فی جواز الاستراق تصنیف تحریر علام حبر فہام امام المتکلمین عین
مقدام مناظرین فی ہذہ الدہر و الرای الصائب جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب
تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد بجواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ
تبرئۃ الاسلام عن شین الائمۃ و الغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص
قطعیہ قرآنیہ اور احادیث صحیحہ نبویہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے
ایک ایک شبہ و وہم کا بچند طرق جواب دیا ہے اغلاط فاحش
مصنف تبرئۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آخری تمثیل و نظیر
جواب دیے ہیں واسطے دفع شبہات منکرین جواز استراق
کے کتاب بے ہمال قاطع اور رفع خدشات
متوہمین کے حجت ساطع ہے مطبع نظامی
واقع کانپور میں باہتمام

امیدوار رحمت رب غفور عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور عشرۂ اولی شعبان المعظم ۱۲۹۱ھ
میں بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام مطبوع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب طبع ہو فی الحمد للہ رب العالمین فقط



وجہ ختم بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب لاجواب مطبوع طبائع عالم
چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر و دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

العبد
محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی بقلم خود

صحت نامہ ردّ الشقاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	نهووے	نهوی
۵۳	۶	غیبر	عیر
//	۹	تلوّن	تکوّن
۶۳	۲۲	لاَّ	لاَ
۷۲	۸ و ۹	تمستمع	تمتّع
۹۵	۲۱	قطعه	ابیات
۱۰۲	۹	بالّغو	باللّغو
۱۰۵	۲۱	مسئل	سُبل
۱۱۰	۱۶	اُماء	اِماء
۱۱۷	۱۱	مجبو	محبو
۱۲۱	۱۲	فی	افی
//	۱۹	نهین	تعیین
۱۲۳	۱۳	اکثر	اگر
۱۲۹	۷	تجدید	تحدید
۱۳۲	۱۴	قائل	قابل
۱۳۶	۱۴	اوسکا	اِسکا
۱۴۳	۴	ایسی	ایسا
۱۴۹	۹	مُثلت	ثُلُث
۱۵۰	۶	نہ ہو	نہو
۱۵۵	۲	لائق	لاحق
۱۶۱	۳۰	رُکّلٍ	زُکّل
۱۸۱	۱۳	بین	من
۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۲۰۰	۱۲	قائل	قائل
۲۲۴	۱۳	تقتاًّ	تقتلاً
//	۱۴	ترجع	ترجیع
۲۴۰	۱۰	آیت	قُرتیہ
۲۴۲	۱۹	ہی	رہی
۲۸۰	۱۱	احہات	امہات
۱۶۲	۱۰	[illegible]	[illegible]
۱۶۷	۱۳	اسیرون کے	ملک مین
//	۱۴	[illegible]	[illegible]
۲۸۷	۱۲	اصابۃ	اصابہ
۲۹۲	۳	لایستمع	البد لایسمع
۲۹۹	۱۶	مذکور	بدر
۳۰۰	۵	تجدید	تحدید
//	۹	اصول مزان	اصول میزان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۹	حدیث	حرمت	۳۱۰	۱۴	کیواسطے	کی واسطے

تمت

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۱ لغایت ۵ اپر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہی اوسکی
شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحے کی سطر ۱۴ مین
ہوئے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامت
نہ بن سکی لہذا زیر خط جو عبارت ہے
اور نیز سطر ۱۲ کی اس قدر
عبارت فانّ لک فی
الخمس الثلث من ذلک
عبارت متن سمجھنی
چاہئے اور باقی عبارت
شرح فقط

قطعہ تاریخ طبع

ردالشقاق بہر زیارات منکرین ॥ از طبع گشت قابل تحسین و آفرین
ہاتف زغیب داد ندا بہر سال طبع ॥ رد الشقاق دافع برہان ملحدین

۱۲۹۱ھ